گرین سیریز ------ از -------- ابنِ طالب

فیمن
ابنِ طالب
www.qaricafe.com
6
گرین سیریز

گرین سروس سیریز۔۔ ناول #6.....یکم اکتوبر 2019

ہماری بات

السلام علیکم

لیجیئے گرین سروس کا نیا کارنامہ حاضرِ خدمت ہے جس میں گرین سروس انٹیلی جنس کے ایک سیکشن سمیت ملک سے باہر دشمنوں سےبرسرِ پیکار نظر آئی گی۔

"سلیٹ" اپنی پہلی ناکامی کے بعد ایک نئے انداز اور ناقابل یقین منصوبے سے ملک تباہ کرنے کی سازش کرتے ہوئے اور پھر گرین سروس کا چیف۔۔۔لارڈ کہیں یا سپارک۔۔۔ وہ بھی میدان میں نظر آئے گا۔ سپارک۔۔۔صرف دفتر میں بیٹھ کر حکم چلانے والا باس ہی نہیں، بلکہ فیلڈ میں اپنی ٹیم کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہونے والا باس بھی ہے اور یہی چیز آپ کو اس ناول میں نظر آئے گی۔ ساحر گردیزی کی اپنی الگ حیثیت اور پہچان ہے مگر سپارک اس کا بھی باس ہے، وہ اپنے آپ کو

اس لائق ثابت کر پایا یا نہیں ، یہ تو آپ کے تبصرے سے ہی جان سکوں گا۔

یہ ناول درحقیقت میرا تیسرا ناول تھا جسے ناولز کی ٹائم لائن میں چھٹے نمبر پہ رکھنا پڑا، چند ایک ناولز ایسے ہیں جو میں نے لکھے پہلے ہیں اور قارئین تک بعد میں پہنچے اور چند ایسے کہ جو لکھے بعد میں لیکن آپ تک پہلے پہنچ گئے۔

پرنس ڈمپ پہ ملنے والے تبصرے بھی جلد ہی آپ کی نظر ہوں گے، مصروفیت کے باعث کوتاہی ہو ہی جاتی ہے۔ پچھلے ناول پہ قارئین نے جس طرح سے نیک تمناؤں کا اظہار کیا، مبارکباد دی، ڈھیروں دعائیں دیں اور میری تحریر کو وقت دیا اس کے لئے مشکور ہوں۔ اللہ سلامت رکھے۔ آمین۔

والسلام

ابنِ طالب

میٹنگ ہال میں اس وقت کافی لوگ موجود تھے۔ آرمی، انٹیلی جنس، پولیس، کسٹم اور دیگر فورسز کے اعلی افسران موجود تھے۔ اس کے علاوہ وزیرِ دفاع اور سینٹ کے کچھ اہم ممبران بھی میٹنگ میں شامل تھے۔ سب میں چہ مگوئیاں ہو رہی تھیں کہ میٹنگ کا ایجنڈا کیا ہے۔ اس طرح کی میٹنگز کا ایجنڈا پہلے ہی بتا دیا جاتا تھا لیکن اس بار ایسا نہیں ہوا تھا۔

ہال میں چار کرسیاں ابھی تک خالی تھیں جن میں سے ایک تو صدر مملکت کی تھی اور باقی کا کسی کو کچھ پتہ نہ تھا۔ ہال کا دروازہ کھلا اور کچھ اہلکار فائلیں تھامے اندر داخل ہوئے۔ ہر ممبر کے سامنے دو الگ الگ رنگ کی فائلیں رکھی گئیں۔ تب تک صدر صاحب کا پی اے بھی ہال میں داخل ہو چکا تھا۔

"آپ سب لوگوں سے درخواست ہے کہ پہلے سبز فائل پڑھیں اور پھر سرخ۔ فائلز پڑھنے کے لئے آپ سب کے پاس آدھا گھنٹہ ہے اس کے بعد صدر صاحب تشریف لائیں گے۔"

پی اے اتنا کہہ کر نکل گیا اور سب نے بے صبری سے فائلز پڑھنا شروع کر دیں کیونکہ وہ کافی دیر سے ایجنڈا جاننے کے لئے بے تاب تھے۔ سب بڑی دلچسپی سے فائلز کے مطالعہ میں مصروف تھے۔ سرخ رنگ کی فائل میں تو جیسے وہ سب گم ہی ہوتے چلے گئے تھے۔

"کیسے ہیں آپ سب؟"

ایک باوقار آواز سُن کر وہ سب ہڑبڑا گئے اور اگلے لمحے سب کھڑے ہو گئے۔ وہ سب پڑھنے میں اس طرح مگن ہوئے کہ وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا اور صدر صاحب بھی دبے پاؤں اپنی کرسی کے پاس پہنچ گئے اور کسی کو خبر بھی نہ ہوئی۔

"سوری سر۔۔ آپ کی آمد کا پتہ ہی نہیں چلا۔" وزیرِ دفاع نے معذرت بھرے انداز میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ مہمان آ گئے؟"

صدر صاحب نے پہلے وزیرِ دفاع اور پھر پی اے سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یس سر۔ وہ اسی طرف آ رہے ہیں۔"

پی اے نے کہا اور صدر صاحب سر ہلاتے ہوئے بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھتے ہی باقی سب بھی بیٹھ گئے۔

اب تین کرسیاں خالی تھیں۔ چند لمحوں میں تین افراد اندر داخل ہوئے۔ دو لوگ تو کافی عمر کے تھے جبکہ ایک انتہائی وجیہہ نوجوان تھا۔

اس کی آنکھوں میں ذہانت بھری چمک تھی اور شخصیت بارُعب تھی۔ نوجوانوں کی شخصیت میں عموماً اس طرح کا وقار بہت کم دیکھنے کو ملتا تھا جس طرح وہ باوقار نظر آ رہا تھا۔ وہ تینوں صدر صاحب صاحب کو سلام کر کے اپنی کرسیوں پہ بیٹھ گئے۔ اسی وقت صدر صاحب کا پی اے اور ہال کے دروازے پہ موجود گارڈز باہر نکل گئے۔ دروازہ بند ہوتے ہی اس پہ موجود سبز رنگ کا بلب آن ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ کمرہ گفتگو کے لئے محفوظ ہو چکا تھا۔ اب نہ تو کوئی ریکارڈنگ کر سکتا تھا اور نہ ہی کوئی فون استعمال کر سکتا تھا۔۔ ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے آواز تو ویسے

ہی باہر

سنائی نہ دے سکتی تھی۔

"مسٹر وجاہت احمد خان، بات شروع کریں۔" صدر صاحب نے باوقار انداز میں تین مہمانوں میں سے ایک سے کہا۔

"تھینک یو سر۔ میرا نام کرنل (ر) وجاہت احمد خان ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ فائلز پڑھ چکے ہیں۔ آپ کو شاید اندازہ بھی ہو گیا ہو گا کہ ہم کس بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ آج کی اس میٹنگ کا مقصد ہے کہ اس بات پہ بحث کی جائے کہ گرین گارڈز کو سرکاری حیثیت دی جائے یا نہیں۔ اس تنظیم کے انتظامی امور کرنل بیگ کے پاس تھے۔ سرخ رنگ کی فائل میں آپ اُس ٹیم کی کارکردگی کے بارے میں سمری پڑھ چکے ہیں۔ انہوں نے اب تک پانچ کیسز میں ہاتھ ڈالا ہے اور پانچوں میں ہی نمایاں انداز میں سرخ رُو ہوئے ہیں۔" وجاہت احمد خان نے کم سے کم الفاظ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تنظیم کے ممبران کے بارے میں ہم سارے ارکان کے ساتھ معلومات شئیر نہیں کر سکتے۔ اگر اس کو حکومتی ادارہ بنایا گیا تو جو لوگ اس

متعلق ہوں گے ان کو یہ معلومات دی جائیں گی۔ فی الوقت اتنا بتانا مناسب ہے کہ یہ ٹیم کافی تجربہ کار، ذہین اور ایماندار لوگوں پہ مشتمل ہے جس کا ثبوت آپ کے ہاتھوں میں سرخ فائل کی صورت میں موجود ہے۔ اور میں اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں کہ یہ تنظیم ملک کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہو گی۔ ٹیم ممبرز کا تعلق پہلے ہی حکومتی اداروں سے ہے۔ منظوری کے بعد انہیں گرین گارڈز میں مستقل ٹرانسفر کر دیا جائیگا۔"

نواب صاحب کے ساتھ بیٹھے کرنل بیگ نے سنجیدگی سے کہا جبکہ ان کے ساتھ بیٹھا نوجوان خاموش ہی بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ نہ وہ لاپرواہ لگ رہا تھا اور نہ ہی باتیں سننے میں مگن لگ رہا تھا۔

"فائلز کا مطالعہ آپ کر چکے ہیں۔ کرنل بیگ اور کرنل (ر) وجاہت خان کی بات بھی آپ سب نے سُن لی اب آپ باری باری اپنی رائے دیں۔" صدر صاحب نے سب کو دعوت دیتے ہوئے کہا۔

"سر۔ ملک میں پہلے ہی بہت سے ادارے کام کر رہے ہیں پھر ایک نئے ادارے کی کیا ضرورت ہے؟" سینٹ کے ایک ممبر نے کہا۔

"اور سر۔ اس سے بہتر ہے پرانے لوگوں کو ہی الرٹ رکھا جائے۔ بجٹ پہ غیر ضروری بوجھ بھی نہیں پڑے گا اور ایجنسیوں کی کارکردگی بھی بہتر ہو گی یا پھر ان لوگوں کو کسی پرانی ایجنسی میں بھرتی کر دیں۔" ایک اور نے کہا۔

"آپ لوگوں کا خیال ہے؟" صدر صاحب نے سکیورٹی کے اداروں کے سربراہوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر۔ حالات تو آئے روز بگڑتے رہتے ہیں۔ نت نئے مسائل کا سامنا ہوتا رہتا ہے اور ملک ہر وقت کسی نہ کسی مسئلے کا شکار رہتا ہے۔ ایسے میں جتنے بھی ایماندار اور بے لوث لوگ حفاظت پہ مامور ہوں کم ہیں لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ پہلے سے موجود لوگوں کو الرٹ کر کے یہ کام لیا جا سکتا ہے۔"

آرمی چیف نے دونوں پہلوؤں پہ بات کرتے ہوئے کہا لیکن اس کے انداز سے لگتا تھا کہ وہ منظوری کے حق میں ہے۔

"سر۔ میرے خیال سے اگر آپ اس تنظیم کا دائرہ کار بتائیں تو زیادہ بہتر طریقے سے بات ہو سکتی ہے۔" وزیرِ دفاع نے صدر صاحب سے کہا۔

"دائرہ کار کا ابھی تک ہم نے فیصلہ نہیں کیا لیکن اس تنظیم کو ہم ضرورت پڑنے پہ آرمی، انٹیلی جنس اور ملٹری سیکرٹ سروس کے علاوہ ہر ادارے کی کمانڈ دے سکتے ہیں۔"

صدر صاحب نے کہا تو یہ بات سن کر ہر شخص کا حیرت کے مارے منہ کھل گیا۔ اس طرح تو گرین گارڈز ایک لحاظ سے جس شہر میں جاتی اس کی مالک بن جاتی۔

"اس کا مقصد کسی ادارے کی تضحیک کرنا نہیں ہے۔ گزشتہ پانچ کیسز میں اس تنظیم کی کارکردگی میرے سامنے ہے۔ آپ سب لوگ اتنی باتیں نہیں جانتے جتنی میں جانتا ہوں۔ ذاتی طور پہ میں اس بات کا خواہش مند ہوں کہ اس تنظیم کو سرکاری سرپرستی فوری حاصل ہو جائے، یہ لوگ اس کے قابل ہیں۔ میرے پاس اس بات کا اختیار بھی ہے کہ میں ابھی اس بات کا حکم جاری کر دوں لیکن ملک کے قانون کا احترام کرنا میری اولین ترجیح ہے۔ فیصلہ مشترکہ ووٹنگ سے ہو گا۔" صدر صاحب نے کہا۔

جن لوگوں کو اس تنظیم کے بننے سے اپنے کمتر ہونے کا خدشہ تھا وہ لوگ بھی الجھن میں تھے اور وہ لوگ بھی جو گزشتہ مشن کے بارے میں

اخبارات اور اب فائل میں پڑھ چکے تھے۔

ان کے ذہن میں ایک بات ہی چبھتی تھی کہ یہ تنظیم تو ان کو بھی وقت آنے پہ آڑے ہاتھوں لے گی۔ ملک کی بڑی تنظیمیں تو بین الاقوامی مسائل میں ہی پھنس کر رہ گئیں تھیں لیکن یہ بین الاقوامی مسائل کے ساتھ ساتھ اندرونی صفائی کے کام پہ بھی چل نکلے تھے جس سے بہت سے لوگ لپیٹے میں آسکتے تھے۔ ساتھ ساتھ صدر صاحب کا ارادہ بھی سب جان چکے تھے۔

وہ ہاں کرنا نہیں چاہتے تھے اور نہ کرنے سے صدر صاحب کی ناراضگی نہ مول سکتے تھے۔ یہ کام اب گلے کی ہڈی بنتا نظر آرہا تھا۔

"سر۔ چند ایک مشن ٹھیک مکمل ہونے کا مطلب یہ تو نہیں کہ ہر شخص کو سرکاری افسر بنادیا جائے۔"

ایک کونے سے بھاری آواز سنائی دی۔ سب نے چونک کر ادھر دیکھا۔ اس شخص کو دیکھ کر سب نے اطمینان بھرا سانس لیا۔ ان کے اطمینان کی وجہ وہ شخص تھا۔

اس کے بولنے کا مطلب تھا کہ اب یہ معاملہ مسائل کا شکار ہونے والا

تھا۔ وہ شخص ہر معاملے میں پریکٹیکل اپروچ کا حامی تھا۔ قوانین کی پاسداری میں بہت انتہا پسند واقع ہوا تھا۔ اب تک وہ خاموشی سے سب کی باتیں سن رہا تھا اور ساتھ ساتھ سب کے تاثرات جانچنے میں لگا ہوا تھا۔ وہ پہلی بار گفتگو میں شامل ہوا تھا۔

"آپ کھل کر بات کریں عالم صاحب۔" صدر صاحب نے نرمی سے کہا۔

"سر۔ مجھے لگتا ہے کہ ابھی سرکاری منظوری نہیں دینی چاہیئے۔ کچھ عرصہ اور چیک کر کے پھر کوئی فیصلہ لیں۔ مجھے لگتا ہے کہ ہم جلدی کر رہے ہیں۔" عالم جو کہ اپوزیشن صدر صاحب تھا، نے سنجیدگی سے کہا۔

گرین گارڈز کی منظوری پہ پریشان ہونے والے تمام لوگ عالم کی بات پہ یکدم پرسکون ہو گئے۔ جو رستہ وہ ڈھونڈنا چاہتے تھے وہ عالم نے چٹکیوں میں سامنے رکھ دیا تھا۔ اس طرح اس تنظیم کا منصوبہ روایتی میٹنگز کا شکار ہونے والا تھا۔

اکثریت نے عالم کی حمایت شروع کر دی۔ عالم کی بات پہ سب متفق ہوتے نظر آئے تو صدر صاحب بھی الجھن میں پڑ گئے کیونکہ افسران

کے ساتھ ساتھ اب اپوزیشن لیڈر بھی ان کی بات کے خلاف ہو گیا تھا۔ اب صدر صاحب زبردستی کرتے تو بہت پیچیدگیاں جنم لے سکتی تھیں۔

کرنل بیگ کے ساتھ بیٹھا نوجوان کرنل بیگ کی طرف جھکا۔ ان کے کان میں کچھ کہا اور سیدھا ہو گیا۔ کرنل بیگ نے صدر صاحب کو آنکھوں سے اشارہ کیا۔ صدر صاحب نے ہاں میں سر ہلایا تو وہ نوجوان اٹھا اور صدر صاحب کے پاس پہنچا۔ اس نے سرگوشی میں صدر صاحب سے کچھ کہا اور مڑ کر ہال کے دروازے کی طرف چل دیا۔ اگلے ہی لمحے وہ ہال سے باہر جا چکا تھا۔

سب لوگ حیرت سے ایک دوسرے کی شکلیں اور یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ اس طرح میٹنگ کے ختم ہونے سے پہلے کوئی باہر نہیں جا سکتا تھا۔ یہ پروٹوکول کے خلاف تھا کیونکہ صدر صاحب کے اندر موجود ہونے کا مطلب تھا کہ ابھی میٹنگ جاری ہے ایسے میں باہر جانے کی اجازت صدر صاحب کے علاوہ کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان صدر صاحب سے کچھ کہہ کر نکل چکا تھا اور صدر صاحب کا چہرہ بھی نارمل تھا جیسے یہ کوئی بڑی بات نہ ہو۔

"تو اکثریت چاہتی ہے کے اس معاملے کو فی الحال ملتوی کر دیا جائے؟"

صدر صاحب نے پوچھا۔

"یس سر۔۔" عالم نے جواب دیا۔

"دیکھ لیں۔ یہ بات پھر فائلوں اور بحث مباحثوں میں ہی نہ دب جائے۔" صدر صاحب نے شاید جان بوجھ کر یہ بات کی۔

"یس سر۔ ہم سب ملک کی بہتری کے لئے ہی کوشاں ہیں۔ ہم اس بات کا خیال رکھیں گے۔" سب نے کہا۔

"اوکے۔ ہم اس ٹیم کو مزید چیک کریں گے۔ پھر دیکھتے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔" صدر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس بات پہ سب منہ پھاڑے سب ایکدوسرے کو دیکھنے لگے۔ چند لمحے پہلے تو صدر صاحب اس بات کی منظوری چاہتے تھے اور اس بات کے خلاف ووٹنگ پہ ان کا چہرہ الجھن سے بھر گیا تھا لیکن اس نوجوان کے کچھ کہنے کے بعد صدر صاحب کی ساری الجھن جیسے مٹ گئی۔ اور چہرہ دوبارہ مسکراہٹ سے بھر گیا۔

سب کھڑے ہو چکے تھے۔ صدر صاحب باہر نکل گئے۔ ان کے بعد کرنل بیگ اور کرنل وجاہت بھی نکل گئے۔

عالم اس سارے ماحول کا گہری نظروں سے جائزہ لے رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بھی بے پناہ حیرت زدہ نظر آ رہی تھیں۔ سب کے لئے وہ نوجوان ایک معمہ بن گیا تھا۔ جو خاموشی سے سب سُنتا رہا اور لا تعلق سے انداز میں نکل گیا۔ سب کے خیال سے میٹنگ اُسی نے ختم کروادی تھی ورنہ صدر صاحب اتنی آسانی سے اپنا موقف بدلنے والے نہ تھے۔ اس بات سے اُس کی شخصیت اور بھی پر اسرار ہو چکی تھی۔ مختلف اندازوں کے ساتھ باری باری سب میٹنگ ہال سے نکل گئے۔

رات کے گہرے اندھیرے نے شہر کو لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ رات کے دو بج چکے تھے۔ ہر طرف انتہا درجے کی خاموشی تھی۔ سڑکوں پہ اِکا دُکا گاڑیاں نظر آتیں۔ کاریں یا چھوٹی گاڑیاں تو کم تھیں اور بڑی تیز رفتاری سے گزر جاتی تھیں۔ لیکن زیادہ تر بڑے ٹرک تھے جو سامان سے لدے ہوئے تھے۔ ایسے ٹرک پوری پوری رات سفر کرتے تھے اور بڑے پیمانے پہ سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ شفٹ کرتے تھے۔ اس کام کے لئے ٹرکوں کے علاوہ بڑے ٹرالر بھی استعمال ہوتے تھے۔

چوک سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پہ ایک بڑی سی عمارت تھی۔ عمارت کے احاطے میں روشنیاں بکھری ہوئی تھیں۔ تین گارڈز مختلف

مقامات پہ کرسیوں پہ آنکھیں بند کئے اپنی ڈیوٹی پوری کر رہے تھے۔ ان کی رائفلیں کرسیوں کے ساتھ الرٹ کھڑی تھیں۔ عمارت کی باؤنڈری وال کے ساتھ باہر جہاں جہاں اندھیرا میسر تھا وہاں سیاہ سائے لہراتے نظر آرہے تھے لیکن دور سے ان کی موجودگی کا علم نہ ہوتا تھا۔ سب نے چادروں کے نقاب میں منہ چھپائے ہوئے تھے۔ باہر سے دیوار اونچی تھی اس لئے وہ سب سیڑھیاں لگا کر دیوار پہ چڑھ رہے تھے اور دیوار پہ پہنچتے ہی وہ دیوار کے اوپر چپک کر لیٹ جاتے۔

ان کی تعداد کافی تھی، جب وہ دیوار پہ پہنچ گئے تو انہوں نے باری باری دوسری طرف چمٹ کر اترنا شروع کیا۔ ان کے انداز سے اناڑی پن جھلکتا تھا۔ اندر اترنے کے بعد ان میں سے پانچ افراد چھپتے ہوئے آگے بڑھے۔ انہوں نے بڑی خاموشی سے فرض شناس گارڈز کو گردن دبا کر بے ہوش کر دیا اور باقی لوگوں کو اشارہ کیا۔

ان میں سے ایک گیٹ کی طرف بڑھا اور ایک نے فون نکالا اور کال کی۔ وہ سب مل کر احاطے میں پھیل گئے۔ کچھ نے جا کر گودام کھولے۔ اندر بوریوں کی قطاریں دیکھ کر ان کی آنکھوں میں وولٹیج کی مقدار بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ پہ بند لائیٹس والا ٹرک آکر رکا۔ گیٹ کے پاس

موجود شخص نے گیٹ کھولا، ٹرک کے اندر آنے پہ اس نے دوبارہ گیٹ بند کر دیا۔ ٹرک کی پوری باڈی ترپال سے ڈھانپی گئی تھی جیسے شناخت سے بچنے کے لئے ایسا کیا گیا ہو۔

ٹرک گودام کے سامنے لگا کر سب ایک قطار میں کھڑے ہو گئے جیسے مزدور سامان کو ایک مقام سے دوسرے مقام پہ پہنچانے کے لئے قطار میں لگ جاتے ہیں۔ اس انداز سے سب لوگ بھاگ دوڑ سے بچ جاتے ہیں۔ جو چیز بھی لادنی ہو وہ قطار میں کھڑے مزدور کے ہاتھوں سے اگلے مزدور کے ہاتھوں میں منتقل ہو جاتی تھی۔ اس طرح وقت اور بے جا محنت سے بچت ہو جاتی تھی۔

آہستہ آہستہ انہوں نے پورا ٹرک بوریوں سے بھر لیا۔ کچھ لوگ مسلسل نگرانی پہ تھے۔ ٹرک کے فُل ہونے پہ ٹرک گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ پہلا ٹرک نکلتے ہی دوسرا ٹرک اندر داخل ہوا۔ سب نے مل کر اس کو بھی بوریوں سے بھر ڈالا اور ٹرک روانہ ہو گیا۔ گیٹ اندر سے بند کر کے وہ سب دیوار کی طرف بڑھ گئے۔ جس راستے سے وہ مل میں داخل ہوئے تھے اسی سے نکل گئے۔ سیڑھیاں بھی بانس کی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اٹھائے اندھیرے کا سہارا لیتے ہوئے عمارت سے دور ہوتے چلے گئے۔

رستے میں ایک جگہ ایک ٹرالی موجود تھی، سب نے سڑھیاں اس میں رکھیں اور آگے بڑھ گئے۔ مختلف مقامات پہ موجود موٹر سائیکلوں پہ سوار ہوتے ہوئے وہ ایک ترتیب سے نکلتے گئے۔ آخری موٹر سائیکل کے پاس دو لوگ پہنچے اور اس پہ سوار ہو کر ایک طرف کو چل دیئے۔ موٹر سائیکل پہ بیٹھتے ہی انہوں نے منہ پہ لپٹی چادریں اتار کر گلے میں لپیٹ لیں۔ دونوں ہی بہت ہلکی عمر کے تھے۔

"ظہیر اگر پولیس کو پتہ چل گیا تو؟" ایک نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔

"پریشان مت ہو۔ ہمارے چہرے تو چھپے ہوئے تھے۔ ٹرک تو ویسے ہی ہم نے ترپال میں کَور کئے ہوئے تھے۔" ظہیر نے اطمینان سے کہا۔

"مگر ہم نے کام تو غلط کیا ہے۔ اور غلط کام کی سزا ضرور ملتی ہے۔" پریشان ہونے والے نے کہا۔

"یار عدنان ایک تو تم ہر وقت ڈرے رہتے ہو۔ اس غلط کام کی سزا کی مجھے پرواہ نہیں۔"

ظہیر نے کہا لیکن اندر سے وہ بھی بہت ڈرا ہوا تھا۔ طرح طرح کے

خدشات اس کے ذہن میں آ رہے تھے لیکن وہ ان کو دبا رہا تھا۔ وہ عدنان کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ اس کے ہاتھ اور پیشانی سمیت پورا جسم پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔ لیکن وہ اس خوف کو برداشت کر رہا تھا۔

"اور یہ سٹاک ہمیشہ رہنے والا تو نہیں۔ اس کے بعد ہم کیا کریں گے۔" عدنان کو شاید پریشان رہنے کی عادت تھی۔

"معلوم ہے مجھے۔ لیکن ہم بے بس ہیں۔ اب اس واردات کے بعد ہر جگہ سکیورٹی بھی بڑھ جاتی ہے۔ کوئی اور حل سوچنا پڑے گا آئندہ کے لئے۔" ظہیر نے کہا۔

موٹر سائیکل شہر سے نکل کر ایک چھوٹی سڑک پہ دوڑ رہی تھی۔ کچھ دیر کے بعد ایک حویلی کے سامنے جا کر رکی۔ ظہیر نے ہارن بجایا تو گیٹ سے گارڈ نے جھانک کر دیکھا اور پھر گیٹ کھول دیا۔ ظہیر موٹر سائیکل ایک سائیڈ پہ روک کر کے عدنان سمیت عمارت کے اندر چلا گیا۔

حویلی خستہ حال تھی لیکن قابلِ استعمال تھی۔ وہ دونوں دوسری منزل کے ایک کمرے میں پہنچے جہاں ان کے ساتھ واردات کرنے والے کچھ لوگ پہنچ چکے تھے۔ باقیوں کا انتظار ہو رہا تھا۔ سب کے چہرے سنجیدگی

سے بھرے تھے۔

"ہمیں اس کا کوئی مستقل حل سوچنا پڑے گا۔ یہ کام کب تک چلے گا۔" ایک ادھیڑ عمر نے کہا۔

"آپ کی بات ٹھیک ہے۔ لیکن مستقل حل نظر ہی نہیں آ رہا۔" ظہیر نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ہم حکومت کو بھی تو بتا سکتے ہیں؟" اسی ادھیڑ عمر نے کہا۔

"تمہیں معلوم نے اشرف کہ ہم یہ کام کر چکے ہیں اور کوئی حل نہیں نکلا۔" ایک اور بڑی عمر کے شخص نے کہا۔

"تو کیا اب ساری عمر یہی کرنا ہے ہم نے اعجاز؟" اشرف نے تلخ لہجے میں کہا۔

"اگر حالات ایسے ہی رہے تو میرا جواب ہے ہاں۔ ساری عمر یہی کرنا ہے یا پھر علاقہ چھوڑنا پڑے گا۔" اعجاز نے بھی تلخ انداز میں کہا۔

تب تک سب لوگ پہنچ چکے تھے۔

"حیرت ہے کہ حکومت اس معاملے میں لاعلم کیسے ہو سکتی ہے اور اگر وہ

سب جانتے ہیں تو اتنے بے حس کیسے ہو سکتے ہیں؟" ظہیر نے کہا۔

"بیٹا۔ دنیا ایسی ہی ہے ہر کسی کو اپنی فکر ہے۔ ہر کوئی اپنا گھر، پیٹ اور کاروبار ہی اہم مانتا ہے۔ یہاں کسی کے لئے کوئی بھی کھڑا نہیں ہوتا۔" اعجاز نے دکھی انداز میں جواب دیا۔

"ہم میڈیا کا سہارا ابھی تو لے سکتے ہیں؟" عدنان نے کہا۔

"تو تم اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ سامنے آتے ہی وہ تم تک پہنچ جائیں گے۔" اشرف نے کہا۔

"سامنے آنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ہم ایک ویڈیو بنا کر انٹرنیٹ پہ ڈال دیتے ہیں۔ شاید کوئی دیکھ کر کچھ کر سکے۔" ظہیر نے پرجوش انداز میں کہا۔

"نہیں یہ خطرے والا کام ہے۔ چھوڑو تم۔۔ جیسے ہے ٹھیک ہے۔ زندہ ہیں یہی غنیمت ہے۔" اعجاز نے کہا۔

سب کے چہرے اب پریشانی اور ناامیدی کے جذبات سے بھرے لگ رہے تھے۔

"واردات میں استعمال ہونے والے ٹرک اور کاریں سڑک پہ نہیں نکلنی

چاہییں۔ اور سب ہوشیار رہنا۔ کوئی ایک پکڑا گیا تو سب ختم ہو جائے گا۔" اعجاز نے سنجیدگی سے کہا۔

"مال اپنی منزل پہ پہنچ گیا ہے؟" اشرف نے پوچھا۔

اعجاز شاید ان کا لیڈر تھا۔

"ہاں۔ اور ٹرکوں سے اتار کر سنبھال بھی لیا گیا ہے۔" اعجاز نے جواب دیا۔

"ویسے یہ واردات بھی اپنی نوعیت کی منفرد واردات ہو گی۔"

ظہیر نے کہا تو سب کے تنے ہوئے چہروں پہ مسکراہٹ اُبھر آئی۔ اب وہ سب اپنے کارنامے کو لے کر بحث میں لگ گئے تھے۔ یکدم کمرے سے ناامیدی کی فضا قہقہوں میں بدل گئی۔

کبیر آفس سے نکل ہی رہا تھا کہ اس کے موبائل کی گھنٹی بجی۔ اس نے موبائل نکال کر دیکھا، اس پہ پیغام آیا ہوا تھا۔ جس میں صرف روشن پیلس لکھا ہوا تھا۔ اس نے موبائل جیب میں رکھا اور پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ اپنی کار میں بیٹھ کر وہ سڑک پہ ایک طرف کو گاڑی بڑھا لے گیا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک کالونی میں مڑا۔ روشن پیلس کے گیٹ پہ اس نے کار روک کر ہارن بجایا۔ گیٹ کے اوپر کیمرہ نصب تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد گیٹ کھلتا گیا۔ کبیر گاڑی اندر لے گیا۔ اندر ساحر کی گاڑی دیکھ کر اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔

ساحر کے ساتھ وہ بہت بے تکلف تھا۔ ساحر سے وہ ہر بات کر لیتا تھا اور ساحر کی بات بھی فوری مان جاتا تھا جبکہ باقی افراد کے لئے وہ بہت کم گو

واقع ہوا تھا۔ گاڑی پارک کر کے وہ عمارت میں داخل ہوا۔ میٹنگ روم سے ساحر اور جبران کی باتوں کی آواز آ رہی تھی، وہ بھی اندر داخل ہوا۔

"السلام علیکم۔۔!" اس نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم سلام۔۔ داروغہ صاحب کیسے ہو؟ بڑے دنوں بعد شکل دکھائی ہے تم نے۔" ساحر نے کہا۔

"بالکل ٹھیک۔۔ مصروفیت ہی ایسی تھی، تم سناؤ۔۔؟" کبیر نے کہا۔

"میرے خیال سے تو فرض کی پکار ہے پھر سے۔" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"یہ ملٹی میڈیا پروجیکٹر کیوں لگا ہوا ہے یہاں؟" کبیر نے کمرے میں ایک سائیڈ پہ ایک پروجیکٹر دیکھ کر پوچھتے ہوئے کہا۔

"آج ہم فلم دیکھنے کی عیاشی کریں گے میرے دوست۔" ساحر نے کہا تو دونوں ہنس پڑے۔

"لگتا ہے کہ ہم افسر بننے والے ہیں۔" جبران نے مسکرا کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ابھی تو اپنی پہلی پوزیشنز پہ ہی رہیں گے۔" کبیر نے مسکرا کر کہا۔

"چلو ایسے ہی سہی لیکن مجھے تو لگتا ہے اسی کے لئے چیف نے ہمیں بلایا ہے۔" جبران نے کہا۔

"جناب کا مزاج تو بہت ہلکا پھلکا ہے۔" کبیر ساحر کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

"ان کی مہربانی ہے ورنہ کیا پتہ کب چیونٹی سے ڈائنوسار بن جائیں۔" جبران نے ہنستے ہوئے کہا۔

تبھی راہداری میں قدموں کی آواز اُبھری تو وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ دروازے پہ دستک کے ساتھ ہی وہ تینوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ لارڈ مخصوص لباس اور نقاب میں اندر داخل ہوا۔

"بیٹھ جائیں۔" چیف نے خود بیٹھتے ہوئے کہا۔

وہ تینوں بیٹھ گئے۔ چیف نے جبران کو پروجیکٹر آن کرنے کا کہا۔

جبران نے اس کے پلگ لگائے اور آن کا بٹن پریس کیا۔

"پہلے ایک ویڈیو دیکھتے ہیں۔ پھر بات ہو گی۔"

چیف نے کہا تو ساحر نے کن اکھیوں سے دونوں کی طرف دیکھا جیسے کہہ

رہا ہو کہ کہا تھا نہ آج فلم دیکھیں گے۔ دونوں مسکرا اٹھے۔ اتنے میں پروجیکٹر آن ہو چکا تھا۔ جبران نے چیف سے ایک یو ایس بی ڈرائیو لے کر وہاں پڑے لیپ ٹاپ میں لگائی اور لیپ ٹاپ کو پروجیکٹر سے اٹیچ کیا۔ سپیکرز بھی ساتھ لگا کر اس نے ڈرائیو میں موجود اکلوتی ویڈیو فائل چلایا اور واپس آ کر بیٹھ گیا۔

ویڈیو موبائل سے بنائی گئی تھی۔ اس میں کافی شور تھا۔ ایک مارکیٹ کا منظر تھا۔ ایک بڑے سے سٹور کے سامنے لوگوں کی لمبی لائن لگی ہوئی تھی۔ جو ویڈیو آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ لمبی ہوتی جا رہی تھی۔ یکدم سٹور سے ایک شخص دو چھوٹے سائز کے شاپنگ بیگ لے کر باہر کی طرف نکلا۔ اس کے پیچھے دکان دار نکلا اور اس کو پکڑ لیا۔

دکاندار نے اس کے ہاتھ میں موجود دو میں سے ایک بیگ چھینا اور اسے دھکا دے کر پانچ سو روپے کا نوٹ اس شخص کی طرف پھینکا۔ وہ شخص نیچے گر گیا اور گرے ہوئے ہی تیزی سے آگے بڑھا اور وہ شاپنگ بیگ کھینچنے لگا جو وہ دکاندار واپس لے جا رہا تھا۔ اس پہ دکاندار مڑا اور اس شخص کو مارنا شروع کر دیا، دکان سے اور بھی لڑکے نکل آئے اور اس شخص کو مار مار کر ادھ موا کر دیا اور اس بار وہ دونوں شاپنگ بیگ اٹھا کر دکان میں

لے گئے۔ باقی لوگ جیسے سانس روکے کھڑے تھے۔ کسی نے آگے بڑھ کے روکنے کی کوشش نہ کی۔ وہ ادھ موا شخص کچھ دیر ادھر ہی پڑا رہا جبکہ باقی لوگ ایک ایک شاپنگ بیگ تھامے گزرتے جا رہے تھے اور وہ ویڈیو ختم ہو گئی۔

وہ تینوں ساکت و جامد یہ منظر دیکھ رہے تھے کیونکہ اس طرح کی فلم دیکھنے کو ملے گی یہ تو ان کے گمان میں بھی نہ تھا لیکن ساتھ ہی وہ حیران تھے کہ اس ویڈیو میں ان کے کام کے حوالے سے تو کچھ خاص نہ تھا۔ ایسی ویڈیوز تو انٹرنیٹ پہ بے شمار موجود تھیں۔ انہیں کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔

"کیا لگتا ہے، اس شاپنگ بیگ میں کیا ہو سکتا ہے؟" چیف نے پوچھا۔

"مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آئی۔ پانچ سو روپے کے نوٹ سے تو لگتا ہے کہ بہت قیمتی چیز ہو گی۔ لیکن اتنے چھوٹے سائز کی قیمتی چیز کیا ہو سکتی ہے ایسے کریانہ کے سٹور میں۔" ساحر نے حیرت سے کہا۔

"لوگ بھی عجیب انداز سے لاتعلق کھڑے تھے۔ کسی نے آگے بڑھ کر اس شخص کو چھڑایا نہیں اور یہ ہمارا شہر بھی نہیں لگتا۔" کبیر نے کہا۔

"بالکل یہ ہمارا شہر نہیں۔" چیف نے جواب دیا۔

"لوگوں کی قطار دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ کوئی بہت اہم چیز خریدنے آئے ہیں جس کی طلب (ڈیمانڈ) زیادہ ہے اور رسد (سپلائی) کم ہے۔ شاید کوئی بنیادی ضرورتوں میں سے کچھ ہو۔ اور پانچ سو کے نوٹ سے لگتا ہے کہ اس چیز کی قیمت بہت بڑھ چکی ہے۔ لیکن سمجھ نہیں آتی کہ کیا چیز ہے۔" ساحر نے کہا۔

"ایسے لگتا ہے جیسے ایک شخص کو ایک ہی بیگ بیچا جا رہا تھا۔ وہ شخص زبردستی ایک بیگ اٹھا کر باہر نکلا تو دکاندار اس کے پیچھے پڑ گئے۔" جبران نے کہا۔

"ویری گڈ۔ اچھا تجزیہ ہے۔" چیف نے کہا۔

"اس شاپنگ بیگ میں کیا تھا چیف؟" جبران نے تجسس سے پوچھا۔

اس بات پہ چیف نے جو جواب دیا وہ سن کر وہ تینوں حقیقتاً اچھل پڑے۔

"کیا۔۔۔۔؟" ساحر کی حیرت میں ڈوبی آواز نکلی۔

"یس۔۔ زیادہ سے زیادہ دو کلو۔۔" چیف نے کہا۔

"پانچ سو روپے میں دو کلو۔۔وہ بھی دستیاب نہیں۔ویری سٹرینج۔" جبران نے حیرت سے کہا۔

"یہ ویڈیو اتفاقاََ مجھ تک پہنچی۔ ویڈیو کو بغور دیکھنے سے سٹور کے نام سے زیادہ کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ لیکن میری نظر دکان کے ساتھ نظر آنے والے بورڈ پہ پڑی۔ بورڈ کے رنگ اور اس پہ لکھے کوڈ کی مدد سے میں نے شہر کا پتہ کرلیا۔

وہ بورڈ ایک بنک کا ہے، بنک کے برانچ کوڈ سے شہر اور سٹور کی لوکیشن کا پتہ چلا۔ یہ دولت پور کی ویڈیو ہے جو کہ یہاں سے ساڑھے تین سو کلومیٹر دور ہے۔ علاقہ کافی گنجان آباد ہے۔ شہری سہولیات موجود ہیں مگر یہ علاقہ قصبے سے بڑا لیکن شہر سے چھوٹا ہے۔اس سٹور سے ملنے والی معلومات کے مطابق یہ راز کھلا کہ شاپنگ بیگ میں کیا ہے۔" چیف نے تفصیل بتائی۔

"لیکن وہاں ایسے حالات کیوں ہیں؟ نہ میڈیا میں کوئی خبر آئی ہے نہ ہی لوکل سطح پہ کاروائی کا کوئی امکان نظر آرہا ہے۔" ساحر نے سنجیدگی سے کہا۔

"بنیادی معلومات کے مطابق وہاں اچانک اس عنصر کی سپلائی بہت کم ہے اور مانگ بڑھ گئی ہے۔ لوکل گورنمنٹ بھی بے بسی کا رونا روتی ہے اور عوام پچھلے دو ہفتوں سے تڑپ رہی ہے۔ میرے خیال سے ڈیمانڈ میں اضافے کی وجہ بھی سپلائی میں کمی ہے۔" چیف نے کہا۔

"یہ سپلائی تو آج تک کسی علاقے میں کم نہیں ہوئی۔ سپلائی کم کیسے ہو سکتی ہے؟" کبیر نے کہا۔

"اُس علاقے میں سٹاک اتنا ہے کہ کم از کم دو ماہ تک کی سپلائی موجود ہے۔" چیف نے کہا تو تینوں کو جیسے شاک لگا۔

"تو پھر یہ سب؟" جبران نے کہا۔

"وہاں کے لوکل اخبار میں ایک چوری کی واردات کا بھی ذکر ہے۔ اسی عنصر کی بہت بڑے پیمانے کی چوری ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جان بوجھ کر یہ بحران پیدا کیا گیا ہے جس وجہ سے لوگ اب قانون ہاتھ میں لینے لگے ہیں۔ جب ان کو کہیں سے بھی مدد نہیں ملی تو انہوں نے چوری کا رستہ اپنایا۔ اس طرح ان کی شناخت بھی نہیں ہوئی اور ان کا کام بھی ہو گیا۔ لیکن اس طرح اگر سب شروع ہو گئے تو بہت بڑا وبال کھڑا ہو جائے

گا۔ تم لوگوں نے اب اس کا کھوج لگانا ہے۔ مجھ شک ہے کہ یہ کوئی بڑا مسئلہ ہے۔ جان بوجھ کر کوئی اتنا بے حس نہیں ہو سکتا۔ کوئی یہ کام منصوبے کے تحت کروا رہا ہے۔"

چیف نے کہا اور تینوں نے سر ہلا دیے۔

"کل ایوانِ صدر میں گرین گارڈز سے متعلق میٹنگ ہوئی ہے۔" چیف نے کہا تو تینوں بہت اشتیاق سے متوجہ ہوئے۔

"صدر صاحب تو راضی تھے۔ لیکن سیاسی لوگ اور کچھ کرپٹ لوگ اس کے خلاف تھے۔ میں نے صدر صاحب کو معاملہ ملتوی کرنے کا کہہ دیا تھا اور میٹنگ سے اٹھ آیا تھا۔" چیف نے کہا۔

"تو اب ہم کیسے کام کریں گے؟" کبیر نے پوچھا۔

"سرکاری حیثیت کنفرم نہیں ہوئی لیکن عارضی اجازت نامہ بھی کینسل نہیں ہوا۔" چیف نے کہا تو انہوں نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"ڈونٹ وری۔۔ گرین گارڈز سرکاری تنظیم بنے گی۔ میں کر لوں گا انتظام۔" چیف نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"تھینک یو سر۔۔ ہمیں اس بات کا یقین ہے۔۔" جبران نے کہا۔

چیف اٹھ کھڑا ہوا، اس کے اٹھتے ہی وہ تینوں بھی کھڑے ہو گئے۔ چیف نے اشارہ کیا تو جبران نے بڑھ کر ڈرائیو نکال کر جیب میں ڈال لی۔ چیف دروازے کے پاس پہنچ چکا تھا۔

"چیف وہاں کوئی ٹِپ ہے کوئی جس سے کام شروع کیا جا سکے؟" ساحر نے پوچھا۔

"ہاں۔ تم لوگ نہ پوچھتے تو میں بتاتا بھی نہ۔ معاملات کو ایک رخ سے مت دیکھا کرو صرف۔ ذہن کا ہر وقت الرٹ رہنا چاہیئے۔ ہر پہلو پہ نظر ہونی چاہیئے۔" چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

وہ دروازے کے پاس رک گیا۔

"اس کام میں ہر وقت الرٹ رہنا ہی سب سے اہم نکتہ ہے۔ درست اور بروقت معلومات سے کام آسان ہو جاتا ہے۔" اس کے لہجے میں بدستور سختی تھی لیکن اس نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

"سوری سر۔۔ ہم خیال رکھیں گے۔" جبران نے کہا۔

"تم لوگ نئے ہو اس وجہ سے میرا انداز دھیمہ ہے۔ لیکن اس کا غلط فائدہ مت اٹھانا۔ یہ کام میں اکیلے بھی کر سکتا ہوں اور بہت جلدی کر سکتا

ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ ٹیم ہر لحاظ سے تیار ہو اس لئے کھل کر کسی کام میں مداخلت نہیں کرتا۔ اس سے تم لوگ بہت کچھ سیکھ سکتے ہو۔

"اس نے لہجے کو نرم کرتے ہوئے کہا۔

تینوں نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلائے۔ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ چیف جو کہہ رہا ہے وہ ایسا کر سکتا تھا اور وہ یہ بات بھی جانتے تھے کہ چیف خود معاملات میں کیوں نہیں اترتا تھا۔ اگر وہ ان کے ساتھ فیلڈ میں کام کرنے لگ جاتا تو شاید وہ سب سوچتے ہی رہتے اور چیف مشن مکمل کر چکا ہوتا۔

وہ ان کی تربیت کے لئے شامل نہیں ہوتا تھا۔ لیکن وہ مختلف موقعوں پہ یہ دیکھ چکے تھے کہ جب کہیں ضرورت پڑتی تھی چیف بِنا بلائے اور بِنا رُعب جھاڑے معاملات کو سنبھالنے کا رستہ بتا کر پھر غائب ہو جاتا تھا۔

چیف واپس آ کر بیٹھ چکا تھا۔

"اگر تم لوگوں نے کلیو ڈھونڈنا ہو تو کس طرح سے کام کرنا زیادہ بہتر ہے؟" اس نے گیند انہی کی طرف اچھالتے ہوئے پوچھا۔

"دو راستے ہیں، ایک تو جہاں سے چوری ہوئی ہے وہاں سے تفتیش شروع

کریں اور دوسرا جنہوں نے چوری کی ہے ان سے شروع کریں۔" ساحر نے فوری جواب دیا۔

"جہاں سے چوری ہوئی ہے وہاں جانے سے تو مجرم فوری چونک جائیں گے۔" چیف نے کہا۔

"یہ ویڈیو آپ کو کہاں سے ملی؟۔۔" ساحر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

باقی دونوں چپ چاپ دو جاسوسوں کی آپس میں بحث کو سننے تک ہی محدود تھے۔

"گڈ۔۔اب اچھا سوال آیا ہے تمہارے ذہن میں، یہ کسی نے بات کو اس علاقے سے باہر نکالنے کے لئے بنائی ہو گی اور انٹرنیٹ پہ ڈالی گئی ہے۔" چیف نے تعریفی انداز میں کہا۔

"جس مقام سے یہ ویڈیو اپ لوڈ ہوئی ہے اس مقام کو ٹریس کرتے ہوئے ہم چوروں تک پہنچ سکتے ہیں۔ یقیناً یہ ویڈیو اس نے بنائی ہے جو اس صورتحال کو ٹھیک کرنا چاہتا ہے اور کوئی دوسرا راستہ اس کے ذہن میں نہیں آیا۔۔ویڈیو بنانے والے نے خود کو بھی پردے میں رکھا ہے تاکہ اس تک کوئی پہنچ نہ سکے ورنہ وہ خود سامنے آکر جگہ، اس مسئلے کے

بارے میں بھی بتا سکتا تھا اور جہاں تک میرا خیال ہے آپ وہ جگہ ٹریس کر چکے ہیں۔۔" ساحر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

کبیر اور جبران کے چہرے تعریفی جذبات سے چمک اٹھے لیکن آخری جملہ سن کر وہ چونک گئے۔

"درست۔۔ وہ مقام میں ٹریس کر چکا ہوں۔۔" چیف نے کہا تو کبیر اور

جبران اچھل پڑے۔

ایک طرف ساحر تھا جو پل بھر کی بحث میں اس مسئلے کی جڑ تک پہنچ گیا تھا اور دوسری طرف لارڈ۔۔ ان کا چیف۔۔ جو کہ اسی جڑ تک پہنچ گیا تھا۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کون زیادہ تیز ہے۔

"لیکن ضروری نہیں کہ ویڈیو بنانے والا ہی چوروں کا ساتھی ہو، مگر ایک بات ظاہر ہے کہ وہ اس صورتحال سے اکتایا ہوا ہے تو وہ کچھ نہ کچھ مدد ضرور کر سکتا ہے۔۔" ساحر کے بشرے میں سنجیدگی گڑ سی گئی تھی۔

"Right اب اگلی بات سنو۔۔" چیف کی بات سن کر وہ سیدھے ہوئے۔

اب وہ انہیں اس کلیو کے بارے میں بتا رہا تھا جس سے وہ اس کیس پہ کام شروع کر سکتے تھے۔ اس نے تینوں کو آزادی دی کہ جو مرضی پلاننگ

کرو، جہاں سے مرضی کام شروع کرو۔ پھر وہ اٹھ کر باہر نکل گیا۔ چیف کے نکلنے پہ جبران نے پروجیکٹر وغیرہ بند کیا اور وہ باہر نکل آئے۔

پرانی حویلی کی دوسری منزل پہ رونق عروج میں تھی۔ ظہیر، عدنان اور باقی سب موجود تھے۔ وہ سب رات گئے یہاں آتے تھے۔ دن میں یہ حویلی ویران ہی لگتی تھی کیونکہ چند بوڑھوں کے علاوہ دن میں یہاں پہ کوئی نہیں ہوتا تھا۔ علاقے میں کافی ہنگامے ہو رہے تھے۔ پورا علاقہ سلگ رہا تھا۔ پورے علاقہ ہی حقیر چوہوں کی سی کیفیت سے گزر رہا تھا۔

لوگ اب نفسیاتی طور پہ باغی ہو رہے تھے۔ دوسری طرف جو سٹاک وہ چوری کرلائے تھے وہ بھی زیادہ عرصہ چلنے والا نہیں تھا۔ پہلی چوری کے بعد سے اب چوری کرنا بہت مشکل تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ اب وہاں اور اس جیسے سارے سٹورز میں سکیورٹی بہت سخت ہو گی اور وہ پھنس جائیں گے۔ دوسری طرف پولیس علاقے میں ہر طرف انہیں تلاش کر رہی تھی۔ انہوں نے سراغ تو کہیں نہیں چھوڑا تھا لیکن چور کے دل میں ہمیشہ کھٹکا تو لگا ہی رہتا ہے۔ یہ کھٹکا ان کے چہروں سے صاف جھلکتا تھا کیوں کہ

وہ پیشہ ور چور نہ تھے کہ بات کو ہضم کر پاتے۔ انہوں نے جو مال چوری کیا تھا اس اپنی ہی زمینوں میں مختلف جگہوں پہ چھپا دیا تھا۔

"یہ مسئلہ تو بڑھتا جا رہا ہے۔ کیا کریں؟" ایک شخص نے کہا۔

"اب ہم نے کچھ کیا تو جان سے بھی جائیں گے۔" اشرف نے کہا۔

"حالات تو ایسے ہیں کہ سسکنے کی بجائے بندہ خاندان سمیت مر ہی جائے۔" ایک اور شخص نے کہا۔

"فضول باتوں کی ضرورت نہیں۔ کوئی نہ کوئی رستہ نکل ہی آئے گا۔" اعجاز نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"کب رستہ نکلنا ہے؟ جب سب ختم ہو گئے؟" کسی نے بڑے تلخ انداز میں کہا۔

"کیوں نہ ہم کسی کو ہائر کر لیں؟" ایک اور آواز آئی۔

"کس کام کے لئے؟" اعجاز نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جو کام اب ہمارے بس سے باہر ہے اس کے لئے۔ سٹاک کو ختم ہونے سے بچانے کے لئے کسی کو ہائر کر لیتے ہیں جو ہمارے لئے چوری کر

سکے۔" اسی شخص نے کہا۔

"مطلب اب ہم چوروں کے ہتھے چڑھ جائیں؟" اعجاز نے سخت انداز میں کہا۔

"پھر سب موت کا انتظار کرو۔" اشرف نے کہا۔

اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک بہترین سوٹ میں ملبوس ایک وجیہہ نوجوان اندر داخل ہوا۔ سب اسے دیکھ کر چونک گئے کیونکہ وہ اُن کا ساتھی نہیں تھا۔

"کون ہو تم؟" اعجاز نے سخت لہجے میں پوچھا۔

اعجاز کی بات سُن کر وہ نوجوان چونکا اور اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی کوشش کی لیکن اس کا توازن بگڑ گیا اور وہ دھڑام سے نیچے گرا۔ اُس کے اِس انداز پہ سب کا قہقہہ نکل گیا۔ وہ جلدی سے اٹھ کر کپڑے جھاڑنے لگا۔

"میں نے پوچھا کون ہو تم؟" اعجاز نے ہنستے ہوئے دوبارہ پوچھا۔

وہ نوجوان پھر پیچھے مڑنے لگا۔

"میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔ بار بار پیچھے کیا دیکھتے ہو؟" اعجاز نے اسے دوبارہ گردن موڑتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"مجھے لگا کہ میرے پیچھے ہے کوئی جس پہ آپ غصہ کر رہے ہیں کیونکہ میں تو آپ کا کچھ نہیں بگاڑا کہ آپ مجھ پہ غصہ کریں۔" نوجوان نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

"تم اندر کیسے آئے؟"

اعجاز نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ کھڑا ہو چکا تھا اور سب کی حفاظت کے پیشِ نظر الرٹ نظر آ رہا تھا۔

"وہ میرے دوستوں نے کہا کہ اس حویلی میں بھوت ہیں تو میں اپنے دوستوں کے ساتھ شرط لگا بیٹھا کہ حویلی کے اندر چکر لگا کر آؤں گا اکیلے ہی۔ میرا خیال تھا کہ اندر کوئی بھوت نہیں لیکن یہاں تو رنگ برنگے بھوت ہیں۔" نوجوان نے نظریں گھماتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تم اب باہر نہیں جاسکتے۔" اعجاز نے کہا۔

اس کی بات سُن کر دو تین لوگ دروازے کے سامنے پہنچ گئے کہ وہ نوجوان بھاگ نہ سکے۔

"وہ کیوں۔۔ میرے پاس پاسپورٹ، ویزہ سب تو ہے۔" نوجوان نے پریشانی سے کہا۔

"پاسپورٹ، ویزہ۔۔ کیا مطلب تمہارا؟" اعجاز نے چونک کر پوچھا۔

"آپ کہہ رہے ہیں میں باہر نہیں جا سکتا۔ میرے تو کاغذات پورے ہیں، پھر کیوں نہیں جا سکتا؟" نوجوان نے پوچھا۔

"اوہ تو تم اُس باہر کی بات کر رہے ہو؟" اعجاز نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ماحول میں اس نوجوان کی وجہ سے ہلکی سی خوشگواریت پیدا ہو گئی تھی۔ سب دلچسپی سے اُسے سن رہے تھے۔ ان کی نظروں میں نوجوان کی شخصیت کے لئے پسندیدگی جھلک رہی تھی۔

"تو یہاں کوئی اور باہر بھی ہوتا ہے؟" اس نے حیرانی سے پوچھا۔

"تم نے ہم سب کو دیکھ لیا ہے۔ اب تم باہر نہیں جا سکتے۔" اعجاز نے کہا۔

"ظہیر صاحب، آپ نے انٹرنیٹ پہ ایک ویڈیو ڈالی تھی۔"

نوجوان خالی کرسی پہ اطمینان سے بیٹھتے ہوئے بولا۔ اس کا موڈ بدل چکا تھا۔ اب وہ ایک سادہ نوجوان نہیں، بلکہ ایک سنجیدہ اور بارعب شخصیت

کا مالک لگ رہا تھا۔

ظہیر یہ سوال سُن کر چونک گیا، ادھر سب کے چہرے پہ پریشانی اُمڈ آئی اور سب سے پہلا خیال جو ان کے ذہن میں آیا وہ یہی تھا کہ ظہیر کی کسی بے وقوفی کی وجہ سے وہ پکڑے جا چکے ہیں۔ وہ سب اب ظہیر کو غصے سے گھور رہے تھے۔

"مم۔۔ مم۔ میں نے تو کوئی ویڈیو نہیں چڑھائی انٹرنیٹ پہ۔" وہ سب کی نظروں کی وجہ سے بوکھلا گیا۔

"خیر ویڈیو چڑھانا اتنا بڑا جرم بھی نہیں جتنا کہ بڑے پیمانے پہ کوئی چیز چرا لینا۔"

اس نوجوان نے جیسے ان پہ بم گرایا ہو۔ سب جیسے ساکت ہو گئے۔ اعجاز کا دماغ تو سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔ وہ نوجوان تو اسے کوئی پاگل محسوس ہوا تھا لیکن اب۔۔ اب اس کے سامنے وہ شخص بیٹھا تھا جو ان کے بارے میں سب جانتا تھا۔ اعجاز کو اب اس نوجوان سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔

جبکہ نوجوان جو کہ ساحر تھا، اس نے بس اندھیرے میں تیر چھوڑا تھا جو

نشانہ پہ لگ چکا تھا، سب کے چہروں سے عیاں تھا کہ وہ چوری میں ملوث ہیں۔

"کل صبح آپ کے علاقے کا یہ مسئلہ ختم ہو جائے گا۔"

نوجوان نے اگلا بم چھوڑا اور سب ایک دوسرے کی طرف بے یقینی سے دیکھنے لگے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ کون ہیں؟"

اعجاز اب۔ "تم" سے "آپ" پہ آگیا تھا، یہ شاید نوجوان کی شخصیت کا رعب تھا یا اس کی ڈرامائی باتوں کا۔

"اس ملک کا ایک بے خبر شہری۔ مجھے آپ سب سے کچھ معلومات درکار ہیں۔" اُس نے سب پہ نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"کیا اس طرح کا بحران کبھی پہلے بھی پیدا ہوا ہے؟" اس نے سب کو متوجہ پاکر پوچھا۔

"نہیں۔ یہ زندگی میں پہلی بار ہوا ہے کہ سب کے پاس سٹاک ہے لیکن وہ بیچنے کو تیار نہیں۔" اعجاز نے کہا۔

"آپ لوگوں نے رپورٹ نہیں کی؟" اُس نے پوچھا۔

"سب نے رپورٹ کی تھی۔ لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔" اعجاز نے کہا۔

"ہم نے احتجاج بھی کیا تھا جسے غنڈوں کے ذریعے منتشر کر دیا گیا تھا۔ یہاں کا نظام آمریت جیسا ہی ہے، بات کا علاقے سے باہر جانے کا مطلب پورے خاندان کی موت ہے۔" ظہیر نے بات میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"اس معاملے میں کوئی خاص شخص سامنے آیا ہو؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں۔ انفرادی سطح پہ کوئی بھی سامنے نہیں آیا۔ میڈیا بھی ان کے ہاتھ میں ہی ہے۔" اعجاز نے جواب دیا۔

تبھی اس نوجوان نے موبائل فون نکالا۔ اس کی سکرین جل بجھ رہی تھی لیکن گھنٹی کی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔

"یس سر۔۔" اس نے احترام سے کہا۔

"جی سر۔ ظہیر مل گیا ہے۔ یہاں چوری کرنے والے ساری ٹیم موجود ہے۔"

اس نے دوسری طرف سے بات سُن کر جواب دیا۔ پھر وہ اب تک کی پوری رپورٹ دینے لگا۔ اس کی یہ بات سُن کر سب کے سر شرم سے جھک گئے۔

"جی سر۔۔ ہم پہنچ جائیں گے۔" اس نے چند لمحوں بعد کہا اور دوسری

طرف سے کال بند ہونے پہ اس نے فون جیب میں ڈال لیا۔

"سپلائی بحال ہوتے ہی آپ سب نے ایک کام کرنا ہے۔" اس نے کہا۔ سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"آپ نے جو چوری کی ہی اس کی قیمت ادا کریں اور جہاں سے چوری کی ہے، اُن سے معافی مانگیں۔" اس نے سادگی سے کہا۔

"اس طرح تو وہ ہمیں جان جائیں گے۔ وہ تو ہمیں زندہ در گور کر دیں گے لیکن معاف نہیں کریں گے۔" اعجاز نے کہا۔

" ان کی مجال کے وہ اب سَر بھی اُٹھائیں۔ ہم چند لمحوں میں غائب نہ کر دیں سب کو۔"

اس نوجوان نے غرا کر کہا۔ اعجاز اور باقی بھی اس کی بات سن کر ایک بار سہم سے گئے۔

" یہ سب میرے باس نے کہا ہے، اور آپ کو کرنا ہی پڑے گا ورنہ سب پہ کیس بنے گا اور سزا بھگتیں گے۔ آپ لوگ کسی بڑے شہر جا کر یہ مسئلہ بتاتے تو کچھ نہ کچھ حل نکل آتا۔ الٹا آپ لوگوں نے قانون کو ہاتھ میں لیا۔" اس نے سخت لہجے میں سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اعجاز سب سے زیادہ پریشان اور شرمندہ نظر آرہا تھا۔ نوجوان نے واقعی سادہ سا حل بتایا تھا کہ بڑے شہر کے کسی بھی شخص یا میڈیا کا سہارا لے سکتے تھے لیکن وہ ناک کی سیدھ میں ہی سوچتے رہے۔

"اور اس کے بعد بھی آپس میں کوئی دشمنی بنانے کی ضرورت نہیں۔ بحران پیدا کرنے والوں کا پتہ چل گیا ہے۔ آپ کے علاقے کے لوگ تو صرف مہرہ تھے۔ کل تک میں انتظار کروں گا کہ آپ لوگ لوٹے ہوئے مال کے پیسے بھی ادا کریں اور معافی بھی مانگیں۔ دن دو بجے تک یہ کام نہ ہوا تو میں آپ سب تک پہنچ جاؤں گا۔ پھر آپ کی کل کی رات جیل میں گزرے گی۔" اس نے سرد لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اور ہاں۔ ظہیر کے ویڈیو انٹرنیٹ پہ ڈالنے سے تم سب لوگ بچ گئے ہو اور یہ مسئلہ بھی سامنے آیا ہے۔" اس نے رک کر کہا اور باہر نکل گیا۔

ظہیر کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔

"عجیب شخص تھا۔ "نوجوان کے نکلتے ہی اشرف نے کہا۔

"عجیب نہیں۔ بہترین۔ ہمارا مسئلہ بھی حل کر گیا اور ہمیں مستقل مجرم بننے سے بچانے کا انتظام بھی کر گیا۔ " اعجاز نے تحسین بھرے انداز میں کہا۔

"وہ کیسے۔۔؟ "اشرف نے چونک کر پوچھا۔

"بحران کا تو پتہ نہیں وہ کیسے حل نکالے گا۔ اور وہ نکال لے گا، جو ظہیر تک ایک ویڈیو کی وجہ سے پہنچ گئے ہیں وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ ہمیں جیل میں ڈالتے تو اکثریت کے مستقل باغی ہونے کا امکان تھا لہذا انہوں نے ہمیں جیل نہیں بھیجا۔ معافی مانگ کر ہم شرمندگی میں رہیں گے اور آئندہ اس طرح کی حرکت بھی نہیں کریں گے۔ " اس نے کہا اور سب نے ہاں میں سر ہلایا۔ اب انہیں نوجوان کے باتوں کی گہرائی سمجھ آئی تھی۔

"تو ہم معافی نہیں مانگتے۔ قیمت ادا کرتے دیتے ہیں کسی ذریعے سے۔ " اشرف نے کہا۔

"نہیں۔ ہم معافی مانگیں گے۔ غلط کام کا نتیجہ بھی بھگتنا ہے اور یہی طریقہ

ہے اس نوجوان اور اس کے باس کا شکریہ ادا کرنے کا۔ ہم ڈر کر نہیں بلکہ اپنے محسنوں کی عزت کے لئے معافی مانگیں گے۔"

اعجاز زیادہ ہی متاثر لگ رہا تھا۔ اس کی بات پہ سب خاموش ہو گئے۔

وہ سگریٹ ہونٹوں میں پھنسائے کولہوں پہ ہاتھ رکھے سامنے کھڑے خچر کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ خچر کو دیکھنے میں اس طرح کھویا ہوا تھا جیسے اسے بچھڑی محبوبہ طویل عرصے بعد نظر آئی ہو۔ وہ کافی دیر سے اس کارِ خیر میں مصروف تھا اور اچانک جیسے وہ نیند سے جاگا۔۔۔

"لَچھے لے لو۔۔۔لَچھے۔۔۔" اس کے منہ سے پھٹی ہوئی آواز نکلی۔

ساتھ ہی اس نے جھک کر اپنے ٹھیلے کو آگے دھکیلا۔

"لچھے لے لو لچھے۔۔۔"

"کب تک یوں سڑکوں پہ لُچے بیچتے رہو گے؟۔۔" اپنے پیچھے آواز سن کر وہ رک گیا۔

"بھائی۔۔لیے نہیں۔۔لچھے۔۔" اس نے تصیح کی۔

ایک درمیانے قد کا صحت مند مزدور اس کے پیچھے کھڑا تھا، اس نے ڈھیلا ڈھالا لباس پہن رکھا تھا اور ایک کندھے پہ بیلچہ تھا۔ بیلچے کا دستہ دیکھنے لائق تھا، ٹرک ڈرائیور جس طرح اپنا ٹرک سجا کر رکھتے ہیں، اس مزدور نے شاید اپنی جمع پونجی بیلچے پہ لگا رکھی تھی۔ اس کا دستہ عام دستے سے موٹا اور عمدہ لکڑی کا تھا، نجانے اسے جہیز میں بیوی کے ساتھ ملا تھا یا کسی کے جہیز میں سے اٹھا لایا تھا کیونکہ اتنی قیمتی شے جو ساری عمر شو پیس بنا رہے اور جسے ساری عمر استعمال کرتے ہوئے جان جاتی ہو وہ جہیز میں ہی ہو سکتی ہے۔

"کام تو تم لُچوں والا کر رہے تھے، خچر کو اتنی بے شرمی سے کیوں دیکھ رہے تھے؟۔۔"

وہ دونوں اس طرح کھڑے تھے جیسے دوست اچانک کسی موڑ پہ مل گئے ہوں اور گپ شپ کرنے رک گئے ہوں۔

"کیا بتاؤں بھائی۔۔۔ محبوبہ یاد آ گئی تھی۔۔" لچھے بیچنے والے نے یکلخت ڈھیٹ عاشقوں کی طرح شکل بناتے ہوئے کہا۔

"حالانکہ گدھا دیکھ کر تمہیں ایسی یاد آنی چاہیے۔۔" مزدور مسکرایا۔

اس بار اس کی آواز بدلی ہوئی تھی۔

"اوہ۔۔ماسٹر زیرو۔۔میرا مطلب ہے باس۔۔" لچھوں والا بوکھلا گیا۔

"اب ادھر ہی کان مت پکڑ لینا۔۔لوگ کیا سوچیں گے؟۔۔کیا رپورٹ ہے؟۔۔۔" مزدور مسکرایا۔

"باس۔۔۔وہ گدھا۔۔۔مم۔۔میرا مطلب ہے مجید فاروق۔۔" لچھے بیچنے والا جو کہ عباس تھا، نے چونک کر سامنے دیکھا۔

"یہ تو چار ٹانگوں والا ہے۔۔"مزدور نے حیرت سے کہا۔

"باس۔۔یہ تو چھوٹا گدھا ہے۔۔اس کی دوسری طرف کار میں وہ۔۔بڑا گدھا۔۔"عباس نے سامنے کھڑے صحتمند گدھے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا روٹین ہے اس کی؟۔۔"

"چار بجے گھاس کھاتا ہے، تھوڑی دیر بعد دولتی۔۔۔"

"مجید فاروق کی روٹین۔۔۔"مزدور نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔مجھے لگا آپ نے گدھے کی پوچھی۔۔۔"عباس نے دکھ بھرے

لہجے میں کہا جیسے اسے واقعی دکھ ہو کہ باس نے گدھے کو چھوڑ کر مجید کی روٹین کیوں پوچھی۔

"تمہارے بزرگوں کی توہین ہو گئی، سوری۔۔" مزدور نے فوری کہا۔

"کوئی بات نہیں باس۔۔۔ آپ بھی تو بزرگ ہیں میرے۔۔" عباس نے احترام بھرے لہجے میں کہا اور مزدور قہقہہ مار کر ہنسا۔

"خوب دولتی جھاڑی میاں۔۔"

"میری ماں کہتی تھی کہ جھاڑ پھونک اچھا ہوتا ہے۔۔" اس نے سعادت مندی سے جواب دیا۔

اس کے انداز سے بالکل بھی ظاہر نہیں ہو رہا تھا کہ اس نے جان بوجھ کر اپنے باس کو بزرگ کہہ کر گدھا کہا ہے، ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ تو بس احترام میں جھوم رہا ہو۔

"پوری قوم جھاڑ پھونک پہ ہی چل رہی ہے۔۔ تم اپنی دولتی جھاڑو۔۔"

"یس باس۔۔۔" اس نے کہا اور ٹانگ کو ہلا کر دیکھا جیسے چیک کر رہا ہو کہ دولتی کے لئے تیاری مکمل ہے یا نہیں۔۔

"مجید کی روٹین بتاؤ یار۔۔۔" مزدور نے قدرے اکتائے ہوئے انداز میں کہا، عباس نے واقعی جیسے جان بوجھ کر اسے زچ کرنے کی ٹھانی ہوئی ہو مگر حقیقت یہی تھی کہ وہ یہ سب جان بوجھ کر نہیں کر رہا تھا۔

"اوہ ہاں۔۔۔ صبح گیارہ بجے آفس، دو بجے کھانے کے لئے واپس۔۔ چار بجے پھر آفس اور شام سات بجے یعنی اس وقت پھر واپس۔۔ صفائی پسند ہے مگر شاید کل نہایا نہیں تھا، ایسا لگ رہا تھا کہ بال گیلے کر کے بس کنگھی کر کے نکل آیا تھا، موڈ بھی کل آف رہا، آج صبح فریش تھا اور آفس بھی زیادہ دیر بیٹھا رہا۔۔۔ اس کے گھر پہ آجکل کوئی نہیں۔۔ بلکہ اس کی بیوی جھگڑا کر میکے گئی ہوئی ہے، اسے گئے ایک ماہ ہونے کو ہے، یہ نا تو اسے منانے گیا ہے اور نہ اسے کوئی دکھ ہے لیکن سوشل لائف سے مکمل کٹ گیا ہے، گھر میں گھسا رہتا ہے اور صرف شام کو گھر سے نکلتا ہے، چھوٹے سے گراؤنڈ میں جاتا ہے واک کرنے کے لئے۔۔ کچھ دنوں سے اس کا چچا زاد بھائی آیا ہوا ہے وہ بہت سوشل ہے۔۔۔" عباس نے اچانک پوری رفتار سے رپورٹ دی۔

"چچا۔۔۔ لچا کتنے کا ہے؟۔۔" اچانک ایک توتلا بچہ مٹھی میں نوٹ دبائے

وہاں آن پہنچا، اس کی بات سن کر جہاں عباس کا منہ بنا وہیں مزدور قہقہہ مار کر ہنسا۔۔

"کہا تھا کہ تم لچے بیچ رہے ہو۔۔۔"

عباس نے آگے بڑھ کر ایک پیکٹ لچھے کا اتار کر بچے کو دیا اور اس سے پیسے لے کر اسے بقایا دیا۔

"خوب۔۔۔ بیٹا فارغ وقت میں تم لچے ہی بیچا کرنا، اچھی آمدن ہو گی۔" مزدور نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تم نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ اگر اس کی بیوی اور بچے گھر پہ نہیں تو وہ کھانا کھانے گھر کیوں آتا ہے؟۔۔" اچانک مزدور، جو کہ ساحر تھا، نے پوچھا۔

"یہ تو نہیں پوچھا میں نے۔۔۔" عباس نے چونک کر جواب دیا۔

"تبھی لچھے اور لچے میں مسئلہ آرہا ہے۔۔" ساحر نے سر کھجایا۔

"میں سمجھا نہیں؟۔۔" عباس نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"مجید پھر لچھا بھی ہو سکتا ہے اور لچا بھی۔۔" ساحر نے سامنے حویلی کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

عباس عادت کے مطابق سوچ میں ڈوب گیا اور ساحر اسے دیکھ کر مسکرایا جیسے وہ جانتا ہو کہ عباس کیوں چپ ہو گیا ہے۔

"مطلب یہ ہوا کہ کوئی گڑبڑ ہے جس کی وجہ سے وہ روز مخصوص اوقات میں گھر آتا ہے۔۔۔" اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سوچ کر بتاؤ ذرا۔۔اس کے چچازاد بھائی کا کیا قدو قامت ہے؟۔۔" اچانک ساحر نے پوچھا۔

"قدو قامت تو اس کا بھی مجید جتنا ہی ہے مگر اس سے ذرا موٹا ہے۔۔" عباس نے چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیا۔

"چال ڈھال؟۔۔" ساحر نے پوچھا۔

"چال ڈھال۔۔۔چال۔۔۔ڈھال۔۔۔چا۔۔۔ل۔۔۔ڈ۔۔۔ھا۔۔۔ل ۔۔وہ گہری سوچ میں ڈوبتا گیا۔

"دال۔۔۔۔ذال۔۔۔د۔۔۔ا۔۔۔ل۔۔۔ذ۔۔۔ا۔۔۔ل۔۔۔ڈ۔۔۔ ا۔۔۔ل۔۔۔پ۔۔۔ا۔۔۔۔۔" ساحر نے اس کی نقل اتارتے ہوئے کہا تو عباس جھینپ گیا۔

"اوہ۔۔۔ اس کی چال ڈھال تو بالکل مجید جیسی ہے۔۔" عباس اچھل پڑا۔

"اب تم ٹھیک جگہ پہنچے ہو۔۔۔ شام کو کوٹھی کے آس پاس رہنا ہو سکتا ہے ضرورت پڑے۔۔۔ خنجر کو دیکھ ضرور مگر پیار۔۔۔ اور فاصلے سے۔۔" ساحر نے کہا اور اپنا بیلچہ سنبھالے آگے بڑھ گیا۔

" لُچے لے لو۔۔۔ اوہ۔۔۔ لعنت ہے۔۔۔ لچھے لے لو۔۔" عباس کے منہ سے غیر ارادی طور پہ نکلا۔

"لچے لے لو۔۔۔" دور جاتے ساحر نے ہانک لگائی تو سڑک پہ آنے جانے والے بھی ہنس دیئے جبکہ عباس شرمندہ سی ہنسی ہنستے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

سورج، ایسا طالبعلم محسوس ہو رہا تھا جسے سبق نہ آتا ہو اور استاد کلاس سے سبق سن رہا ہو۔۔۔ تو وہ طالبعلم آہستہ آہستہ نیچے کو کھسک رہا ہو کہ استاد کو نظر نہ آئے۔ سورج کے کھسکنے سے اندھیرا انگڑائی لے رہا تھا۔ کوٹھی کا گیٹ کھلا اور مجید فاروق ٹریکنگ سوٹ میں برآمد ہوا۔ اس کے ساتھ ایک گن بردار بھی نکلا اور وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے گراؤنڈ کی سمت بڑھ گئے۔ پیچھے کوٹھی کا گیٹ بند ہو چکا تھا۔

ان دونوں کے جانے کے بعد، تقریباً دس منٹ گزرے تو ایک مزدور گیٹ پہ پہنچ کر رکا۔ مزدور کے پاس سجاوٹ سے بھرپور بیلچہ تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر گھنٹی کا بٹن دبایا تو ایک مترنم سی آواز، گیٹ کے قریب ہی

سنائی دی۔ تھوڑی دیر میں گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی۔

"کیا ہے؟۔۔" گارڈ نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا۔

اس نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا تھا کہ سامنے مزدور ہی ہے، ظاہر ہے مزدور کی کیا اوقات ایک گارڈ کے سامنے۔

"صاحب کی مٹی ٹھیک کرنی ہے۔۔۔" مزدور منمنایا۔

"صاحب کی مٹی؟۔۔" گارڈ نے چونک کر پوچھا۔

"وہ صاحب کہہ رہے تھے کہ ان کی مٹی پلید ہو گئی ہے۔۔ اس کئے پلید اور پاک کو الگ کرنا ہے۔۔" مزدور نے اسی طرح جواب دیا۔

"گھامڑ کہیں کہ صاحب کی مٹی پلید نہیں ہوئی، عقبی لان میں کوئی مرا ہوا کتا پھینک گیا ہے، وہ اٹھوانا ہے۔۔" گارڈ نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہی وہی۔۔۔ صاحب کا لان ہے تو صاحب کی ہی مٹی پلید ہوئی نا۔۔" مزور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے وہ گارڈ کو بھی اپنی بات پہ متفق کر چکا ہو۔

"بھاڑ میں جا۔۔۔ تم مزدور لوگ ہوتے گھٹیا ہو۔۔" گارڈ نے ہنکارہ بھر کر

ایک طرف ہوتے ہوئے جھلا کر کہا۔

"تمہیں لوگ ڈھونڈ رہے تھے۔۔" مزدور نے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟۔۔" گارڈ کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"کہہ رہے تھے کہ سینٹ کے وزیر صاحب نظر نہیں آ رہے۔۔ نالیاں صاف کروانی ہیں۔۔۔" مزدور نے طنزیہ لہجے میں کہا اور خود ہی آگے بڑھ گیا۔۔۔

"الو کا پٹھا۔۔۔۔" گارڈ نے دانتوں پہ دانت رگڑتے ہوئے کہا۔

"کتے کی دم۔۔۔" دور سے مزدور کی آواز آئی تو گارڈ جھلا کر اس کے پیچھے بڑھا مگر اسی وقت بیل کی آواز سن کر وہ رکا اور بے بسی سے مزدور کو دور جاتے ہوئے دیکھ کر پلٹا۔

"کہاں مر گئے تھے؟۔۔" مجید کی سخت آواز سنائی دی۔

"صص۔صاحب۔۔وہ مزدور آیا ہے۔۔" گارڈ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کون سامز دور۔۔۔" مجید دھاڑا۔

"صص۔۔ صاحب وہ کہہ رہا تھا آپ کی مٹی پلید۔۔۔ مم۔ وہ۔۔ لان میں سے کتا اٹھانے آیا ہے۔۔"

مجید کے لہجے میں گارڈ کو مکمل آؤٹ کر دیا تھا۔

"کیا بکواس ہے۔"

مجید نے جھلا کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے آنے والا گن بردار گیٹ پہ موجود گارڈ کے پاس ہی رک گیا۔

مجید کی ایک بار اپنی مٹی کے بارے میں سن کر دماغ ہی گھوم گیا تھا مگر جلد ہی اس نے خود پہ قابو پالیا اور تیزی سے چلتا ہوا جلد ہی اپنے بیڈروم سے ملحقہ واش میں پہنچا۔ فریش ہو کر اس نے ڈھیلا ڈھالا لباس پہنا اور واش روم سے نکلا۔ واش روم سے نکلتے ہی وہ چونک کر رک گیا۔

"کون ہو تم؟۔۔" اس نے سامنے کھڑے مزدور نما شخص سے پوچھا۔

"جی مجھے یہاں سے کسی نے کال کر کے بلایا تھا کہ کتا باہر پھینکنا ہے۔۔" اس نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تو یہاں کیا کر رہے ہو۔۔ وہ لان میں ہے۔۔ جا کر اٹھا کر پھینک دو۔۔" مجید نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی میں نے کوشش کی ہے وہ نہیں مانتا۔۔" مزدور نے بے بسی سے کہا۔

"کون نہیں مانتا؟۔۔" مجید نے چونک کر پوچھا۔

"وہ کہتا ہے کہ میں وہ نہیں جسے اٹھا کر باہر پھینکنا ہے۔۔ میں تو وہ ہوں جس نے کال کر کے تمہیں بلایا ہے۔۔ جسے پھینکنا ہے وہ اندر بیڈ روم میں ہے۔۔"

مزدور نے شرمندگی اور الجھن سے ملے جلے لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس ہے۔۔ مردہ کتا کیسے بول سکتا ہے۔۔۔ اور کیا کہا تم نے۔۔۔ تم نے مجھے کتا کہا؟۔۔" اس پہ برستے برستے وہ چونک کر غرایا۔

"جج۔۔ جج۔۔ جی مم۔۔ مم۔۔ میں نہیں۔۔ وہ کہہ رہا تھا۔۔" مزدور نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

"کون کہہ رہا تھا۔۔ بکو بھی کچھ۔۔" مجید تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ بلند کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔

"جج۔۔جی وہ کہتا ہے کہ وہ اصل میں مجید ہے جسے آپ نے باندھ کر کوٹھڑی میں ڈال رکھا ہے۔۔" مزدو نے دونوں ہاتھ اٹھا کر سر کے سامنے ڈھال بناتے ہوئے کہا، جیسے تھپڑ سے بچنا چاہتا ہو۔

"کک۔۔ کیا کہا تم نے ؟۔۔اصل مجید۔۔۔ تم کوٹھڑی میں کیوں گئے تھے ؟۔۔" مجید جھٹکے سے رک گیا۔

"ادھر سے بھونکنے کی آواز آرہی تھی۔۔۔" مزدور نے بے وقوفی سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔

"ادھر آؤ۔۔۔ کسی کو کچھ بتایا تو نہیں ؟۔۔" مجید نے تحکمانہ لہجے میں اسے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نن۔۔ نہیں صاحب۔۔" اس نے خوفزدہ انداز میں کہا اور ڈرے ڈرے انداز میں مجید کی طرف بڑھا۔

"اب تم کسی کو بتانے کے لائق بھی نہیں رہو گے۔۔"

مجید نے جھپٹ کر اس کی گردن کے گرد بازو کستے ہوئے کہا۔

"وو۔۔۔ مم۔۔۔۔وہ۔۔" مزدور کی جیسے گھگی ہی بند ہو گئی۔

"مجھے افسوس ہے تمہیں مرنا ہو گا۔۔ ویسے بھی ایک مزدور کے کم ہونے سے دنیا کو کیا فرق پڑ جائے گا۔۔"

مجید نے نفرت سے کہا مگر اگلے ہی لمحے وہ اڑتا ہوا دھپ سے مزدور کے سامنے پشت کے بل زمین پہ پڑا تھا، مزدور کی لات گھومی اور مجید کی کنپٹی پہ دھماکہ ہوا۔۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اچانک چاند نکل کر ٹکڑوں میں بکھر کر پھر اچانک سمٹ گیا ہو اور وہ ساکت ہوتا چلا گیا۔

اچانک وہ ہڑبڑایا، اسے اپنا گال جلتا ہوا محسوس ہوا اور منہ میں عجیب سے ذائقہ۔۔۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھنے کی کوشش کی مگر آنکھوں کے سامنے دھند چھائی رہی۔۔ کچھ دیر کے بعد آہستہ آہستہ اس کے دماغ میں پچھلی فلم چلی۔۔ وہ مزدور سے بحث میں لگا تھا اور پھر اس نے جانا کہ مزدور اس کا وہ راز جان چکا ہے جو وہ کسی کو بتانا نہیں چاہتا تو اس نے مزدور کو دھوکے سے پاس بلا کر مارنے کی کوشش کی مگر مزدور اس کی توقع سے زیادہ پھرتیلا اور سخت جان نکلا، اس نے اسے ہی اچھال کر بے ہوش کر دیا تھا۔

اس نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تو مزدور اکڑوں بیٹھا اپنے بیلچے کو گھور رہا

تھا جبکہ مجید کو اس نے ایک کرسی پہ باندھ رکھا تھا۔۔ مجید نے خود کو آزاد کرانے کی کوشش کی تو مزدور نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"یہ مزدور کی باندھی ہوئی رسی ہے۔۔۔ اس سے جان ہی نکل سکتی بس ۔۔ وجود نہیں۔۔" اس نے کہا۔

مزدور کا انداز پہلے سے یکسر مختلف تھا۔

"کون ہو تم؟۔۔۔" مجید غرایا۔

"ایک گھٹیا مزدور۔۔ جس کے مرنے سے لوگوں کو فرق نہیں پڑتا مگر اس کا خاندان سڑک پہ آسکتا ہے۔۔" اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں رقم چاہئے؟۔۔" مجید نے پوچھا۔

"میں حرام کا رزق نہیں کھاتا۔۔" اس نے منہ بنایا۔

"پھر مجھے باندھا کیوں ہے؟۔۔"

"شاباش۔۔ تمہیں کھلا چھوڑ کر مرنا ہے میں نے۔۔" مزدور نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔ پلیز مجھے چھوڑ دو۔۔"

"خبر دار جو مجھے پلید کہا۔۔۔" وہ چیخا۔

"پلید نہیں۔۔ پلیز۔۔ رہنے دو تم کہاں سمجھو گے۔۔۔ کیا چاہتے ہو تم؟"

اس نے بے بسی سے کہا، اسے اپنی بے وقوفی کی سمجھ آگئی تھی کہ ضروری نہیں مزدور پلیز کا مطلب جانتا ہو۔

"تم نے مجید جیسی شکل کیسے بنائی؟۔۔"

مزدور نے بیلچہ ایک طرف کر کے پر اشتیاق لہجے میں کہ اور تجسس کے مارے وہ بیٹھے بیٹھے گھسٹ کر آگے بھی آچکا تھا۔

"یہ تم نہیں سمجھو گے۔۔" مجید نے منہ بنایا کہ جسے پلیز اور پلید کا فرق نہیں معلوم وہ یہ کیسے سمجھے گا۔

"تم نے مجید کو کیوں باندھ رکھا ہے؟۔۔ کیا تم اس کی دولت ہڑپنا چاہتے ہو یا اس کی بیوی پسند آگئی؟۔۔" مزدور نے اوباشانہ انداز میں آنکھ ماری۔

"گھٹیا سوچ۔۔۔ اس کی بیوی کو میں نے ہی مجید کے روپ میں لڑائی کر

کے میکے بھیجا اور تب سے مجید کی جگہ ہوں۔۔" بے ساختہ مجید کے منہ سے نکلا۔

"پھر دولت۔۔۔" مزدور نے پوچھا۔

"اس سے زیادہ دولت میرے پاس ہے۔۔ تمہیں کیوں بتاؤں؟۔۔" مجید نے اچانک سنبھلتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ جیسے میرے پاس تمہارا ایک راز ہے جس کے لئے تم مجھے قتل کر سکتے ہو، اسی طرح میرے پاس تمہارا ایک راز ہو جس کی وجہ سے میں تم سے بچ سکوں۔۔ وہ کیا کہتے ہیں ای میل کر سکوں۔۔" مزدور نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

"ای میل نہیں۔۔ بلیک میل۔۔۔ تم اتنے ذہین لگتے تو نہیں جس طرح باتیں کر رہے ہو۔۔" مجید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اس کی بات سن کر واقعی بہت محظوظ ہوا تھا کہ اس نے اپنے بچاؤ کا کیا طریقہ سوچا ہے۔

"وہی۔۔۔ تم کون ہو؟۔۔۔" اس نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"میں ایک بہت بڑی تنظیم کا ملازم ہوں۔۔ بہت دولت ہے میرے پاس۔۔ اگر مجھے رہا کرو گے تو بہت پیسے دوں گا۔۔" مجید نے پھر لالچ کا پتا

پھینکا۔

"شکل دیکھی ہے بڑی تنظیم والی۔۔" مزدور نے باقاعدہ ایک طرف منہ کر کے تھوک دیا۔

"تم جیسے کیڑے ہمارے پاؤں کے نیچے آکر کچلے جانے کے بھی قابل نہیں ہو۔۔"

مجید گلا پھاڑ کر چیخا، مزدور کے انداز نے اس کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی، اسے حیرت اس بات کی تھی کہ ابھی گارڈز کیوں نہیں آئے۔

مزدور جواب دینے کی بجائے اٹھا اور بیلچہ تھام کر اسے تولنے لگا۔

"تمہیں مرنا پڑے گا۔۔" اس نے ڈراؤنے لہجے میں کہا۔

"تم قانون کے شکنجے سے کیسے بچو گے پھر؟۔۔ پیسہ تو تمہارے پاس ہے نہیں۔۔" مجید طنزیہ انداز میں ہنسا۔

"تم سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ تمہیں نہ چھوڑوں۔۔ میں گارڈز کو بھی دولت کا لالچ دے کر ساتھ ملا چکا ہوں جس وجہ سے اب تک وہ یہاں نہیں آئے۔۔ میری جگہ تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔ تمہارے بعد ہم اصل مجید کو سامنے لے آئیں گے جس سے تمہارے قتل کے

بارے میں کوئی جان بھی نہیں سکے گا۔"

مزدور نے بیلچہ سر سے بلند کر کے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو مجید کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔۔ مزدور اپنی اوقات سے زیادہ ذہین نظر آیا جو کسی وجہ سے بھی اس کے لالچ یا خوف میں نہ آ رہا تھا۔

"تت۔۔ تم ہو کون۔۔؟۔۔ ایک مزدور اتنا ذہین نہیں ہو سکتا کہ اس طرح سوچ سکے۔۔" وہ ہکلایا۔

"عام مزدور نہیں سوچ سکتا۔ مگر وہ مزدور جس کی جان کو خطرہ ہو وہ سوچ سکتا ہے۔۔۔ اور تم شاید جانتے نہیں۔۔ میں نے بیس جماعتیں پڑھ رکھی ہیں۔۔" اس نے فخر سے سینہ باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"بیس۔۔۔ کیا مطلب؟۔۔" اس حالت میں بھی مزدور کی بات نے مجید کو حیرت میں ڈال ہی دیا۔

"ہر کلاس میں دو سال۔۔ میٹرک تک۔۔ ہو گئیں نہ بیس۔۔" اس نے بیلچہ اٹھا کر پیچھے کھینچا جیسے ضرب لگانے کے لئے تیاری کر رہا ہو۔

"اگر میں تمہیں ثبوت دے دوں کہ میں کس تنظیم سے ہوں تو مجھے چھوڑ دو گے؟۔۔" مجید تیزی سے بولا۔

"بالکل۔۔ پھر گارڈز کو تھوڑے سے پیسے بھی دے دینا کہ یہ سب ڈامہ تھا، سب پہلے جیسا ہو جائے گا۔" مزدور نے بیلچہ نیچے کرتے ہوئے کہا۔

"ایک بین الاقوامی تنظیم ہے سلیٹ۔۔ میں اس میں ہوں۔۔" مجید نے کہا، اس کی نظر میں پسماندہ علاقے کے مزدور کو یہ بتا دینے سے فرق نہیں پڑتا تھا۔

"پھر بیلچے کی کیا ضرورت۔۔ میں فوم سے ہی تمہیں صاف کر دیتا ہوں۔۔" مزدور نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"یہ وہ والی سلیٹ نہیں ہے۔ بہت خطرناک کام ہے، تمہارے خاندان کی جان تبھی بچ سکتی ہے جب مجھے چھوڑ دو۔۔ ورنہ وہ ابھی بھی ہماری بات سن رہے ہیں، تم مجھے مار بھی دو گے تو وہ تم تک پہنچ جائیں گے۔۔" مجید نے ڈرامائی انداز میں اسے گھیرے میں لینے کی کوشش شروع کر دی۔

"ابھی بھی کیسے سن سکتے ہیں؟۔۔ سلیٹ کے تو کان ہوتے ہی نہیں اور پھر اتنے بڑے کان کہ ابھی کہیں سن رہی ہو۔۔" اس نے بے یقینی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم صوفہ الٹاؤ۔ اس کے نیچے سے بیگ نکال کر کھولو۔۔۔" مجید نے

جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

مزدور اچانک ذہانت سے کوڑھ مغزی سے بغلگیر ہوتا نظر آرہا تھا جس وجہ سے مجید کا موڈ آف ہو گیا تھا۔

مزدور نے ڈرتے ڈرتے صوفہ الٹا کر اس کے نیچے سے ایک بیگ نکالا اور بیڈ پہ رکھ کر کھولا۔۔

"اس میں جو مشین ہے اس کے ذریعے وہ سن رہے ہیں۔۔" مجید نے کہا تو مزدور کے ہاتھ بیگ میں گھسے اور ایک وسیع رینج کے ٹرانسمیٹر کو تھامے باہر نکلا۔

"ریڈوا۔۔۔" اس کے منہ سے ریڈیو کا بگڑا ہوا نام بر آمد ہوا۔

"میرے پاس لاؤ۔۔" مجید نے حکم جھاڑا تو مزدور تیزی سے وہ مشین لے کر اس کے پاس پہنچا۔

"یہ بٹن دباؤ اور۔۔۔اب خاموش رہنا۔۔" اس نے مزدور کو ڈانٹا۔

"ہیلو۔۔ہیلو۔۔۔ایم ایف کالنگ اوور۔۔" مجید نے بار بار کال کرتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر سائیں سائیں کی آواز آتی رہی اور پھر مشینی آواز سنائی دی۔

"سلیٹ ہیڈ کوارٹر۔۔۔شناخت کراؤ۔۔"

"ایم ایف۔۔ٹوون۔۔ٹاپ مشن۔۔۔اوور۔۔"اس نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی، اس کی آواز اور لوکیشن چیک کی جارہی تھی اور پھر آواز گونجی۔

"کس سے بات کرنی ہے؟۔۔"

"ڈیوڈ سے بات کرائیں۔۔"

"یس۔۔ویٹ۔۔"

"ہیلو۔۔ڈیوڈ اٹنڈنگ یو۔۔"

"باس۔۔کچھ مشکوک لوگ نظر آرہے ہیں ٹاؤن میں، میں نے سوچا رپورٹ دے دوں۔۔ویسے آپ میری نگرانی بھی کروا ہی رہے ہوں گے۔۔"اس نے مزدور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم ہماری نظروں سے اوجھل نہیں۔۔کل ایف پی کو بتا دینا۔۔وہ مشکوک افراد کو چیک کر لے گا، اتنی چھوٹی بات کے لئے کال کی

ضرورت نہیں۔۔ اوور اینڈ آل۔۔۔" دوسری طرف سے سخت لہجے میں جواب ملا اور کال بند ہو گئی۔

"یہ کال تمہاری وجہ سے کی تھی، اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ میں سچ بول رہا ہوں۔"

"ہاں۔۔ تم سچ ہی بول رہے ہو۔۔ تم مجید کے میک اپ میں کس وجہ سے ہو؟۔۔" اچانک مزدور کا لہجہ بدل گیا۔

"کک۔۔ کیا مطلب؟۔۔ تمہاری آواز؟۔۔"

"رہنے دو۔۔۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں۔۔۔" مزدور نے کہا اور اس بیلچہ برق رفتاری سے گھوما اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ مجید کی گردن ڈھلک گئی۔

مزدور نے تیزی سے جیب سے بٹنوں والا موبائل نکالا، موبائل کو ربڑ بینڈ لگا کر جوڑ کر رکھا گیا تھا ورنہ کب کا جیب میں بکھرا پڑا ہوتا۔

"یس ماسٹر زیرو۔۔۔۔" دوسری طرف سے عباس کی دھیمی سی آواز سنائی دی۔

"اندر آ جاؤ۔۔۔" مزدور نے اصلی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا، وہ ساحر ہی تھا جس کی آنکھیں ظاہر کر رہی تھیں کہ وہ حد درجہ سنجیدہ ہو چکا ہے۔۔۔ سلیٹ کے دوبارہ ملک میں آنے سے حالات نارمل رہنا ناممکن تھا، سلیٹ کا پہلا وار بھی مہلک تھا اور ساحر کو امید تھی کہ اس بار بھی ایسا ہی ہو گا جس وجہ سے وہ اچانک سنجیدہ ہو گیا تھا۔

اس نے عباس کی مدد سے خود ہی مردہ کتا عمارت کے عقبی لان میں گرایا تھا اور جانتا تھا کہ مجید کسی کو کتا اٹھانے کے لئے ضرور بلائے گا، ساحر نے اسی کا فائدہ اٹھانے کے لئے تو یہ سب کیا تھا لہذا پہلی فرصت میں وہ جا پہنچا۔ اور تشدد کو چھوڑ کر مزدور کے روپ میں ہی رہ کر مجید کا منہ کھلوانے کا سوچا جس میں وہ کامیاب رہا تھا۔

ایوانِ صدر کے میٹنگ ہال میں غیر معمولی ہجوم تھا۔ مختلف سول اور سکیورٹی اداروں کے اعلیٰ عہدیداران، وزراء اور چیدہ چیدہ سینٹ کے ممبران اپنی اپنی سیٹ پہ براجمان تھے۔ کچھ لوگوں کے چہرے پہ پریشانی تھی جب کہ کچھ باتوں میں مصروف تھے۔

ایجنڈا سب جانتے تھے کہ ملک کے مختلف قصبوں میں افراتفری کا ماحول بنا ہوا تھا۔ ایک بار تو سب کچھ کنٹرول ہو گیا تھا لیکن دوبارہ اگر وہی ماحول بن جاتا تو بڑے مسائل جنم لے سکتے تھے۔ میٹنگ کا ایجنڈا سب کو دو گھنٹے پہلے ہی دے دیا گیا تھا تاکہ متعلقہ لوگ اپنی رپورٹس بنا کر ساتھ لا سکیں۔

کچھ دیر بعد صدر مملکت اپنے پی اے کے ساتھ میٹنگ ہال میں داخل ہوئے تو سب ان کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ صدر کے بیٹھتے ہی سب بیٹھ گئے اور پی اے سمیت غیر متعلقہ لوگ نکل گئے۔ کمرے کا دروازہ بند ہوا اور اس پہ سبز رنگ جل گیا۔

"ابتدائی رپورٹ پیش کریں۔" صدر نے باوقار انداز میں کہا۔

اور تھوڑی ہی دیر میں ایک وزیر کی طرف سے مسئلے کی ابتدائی رپورٹ پیش کی گئی۔

"یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ اگر یہ مسئلہ بڑے پیمانے پہ پیدا ہو گیا تو حالات سنگین ہو جائیں گے۔ قابلِ سرزنش بات یہ ہے کہ ہم سب سوئے رہے اور یہ حالات بن گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے یہ سب کیا ہے۔ ہمارے کسی ادارے کی طرف سے کوئی ایسی رپورٹ نہیں موصول ہوئی جس سے اس بات کا کوئی کلیو بھی مل جاتا۔ مجھے تو یہ بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ مسئلہ بنایا ہی کیوں گیا ہے کیونکہ اس مسئلے سے کسی کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟۔۔۔ یہ کام کر کے کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے؟۔۔" صدر نے سخت لہجے میں کہا اور سب نے سر جھکا لئے۔

"آپ لوگوں کو کیا لگتا ہے اس بارے میں پہلی رپورٹ کس ادارے نے مجھ تک پہنچائی؟" صدر نے سب کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس میٹنگ ہال میں پورے ملک کی انتظامیہ کے نمائندے موجود تھے۔ صدر کے اس سوال پہ وہ سب چونک گئے۔

"گرین گارڈز کے چیف نے۔"

سب کو خاموش پا کر صدر نے کہا تو سب اچھل پڑے، جو لوگ گرین گارڈز کے بارے میں جانتے تھے ان کے چہروں پہ حیرت عیاں تھی۔ ان کا خیال تھا کہ کسی بڑی تنظیم یا کسی پارٹی کے ورکر سے رپورٹ آئی ہو گی۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی اور تھا۔ وہ تنظیم بازی لے گئی تھی جسے ابھی تک مستقل سرکاری منظوری نہیں دی گئی تھی۔

"رپورٹ کے علاوہ دولت نگر میں جا کر باغی پن کو لگام بھی ان لوگوں نے ہی ڈالی۔" صدر نے مزید کہا۔

ہال میں سب ایسے تھے جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو۔ وہاں موجود سارے لوگ تجربہ کار اور وسائل اور اثر و رسوخ کے حامل تھے لیکن ایک اہم مسئلہ ان کے نوٹس میں نہ آ سکا۔ عالم بھی اس بار چپ چاپ بیٹھا

باتیں سُن رہا تھا۔

"اہم سوال یہ ہے کہ اگر یہ مسئلہ دوبارہ بنے تو کیا ہم اس کو سنبھال پائیں گے؟ ہر گز نہیں۔ لوگ باغی ہو جائیں گے۔ قتل و غارت بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کے اس کا حل پہلے ہی نکال لیا جائے۔" صدر نے کہا۔

"اس کیس پہ کونسا ادارہ کام کرنا چاہے گا؟" صدر نے گیند حاضرین کی کوٹ میں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"سر۔ آپ جس ادارے کو کہیں گے۔" ایک وزیر نے کہا۔

"نہیں، جو ادارہ یہ کیس لینا چاہتا ہے وہ خود حامی بھرے۔" صدر نے کہا۔

"میں یہ کیس اپنے ذمے لیتا ہوں۔" انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے کرنل عابد یہ کیس میں آپ کو اور گرین گارڈز۔۔ دونوں کو سونپ رہا ہوں۔" صدر نے کہا تو سب چونک گئے۔

"سر۔ اس طرح تو مسئلہ بن سکتا ہے۔" آئی۔ بی کے سربراہ، کرنل عابد نے کہا۔

"وہ سنبھالنا دونوں تنظیموں کا کام ہے، جیسے مرضی سنبھالیں۔ مجھے رزلٹ چاہئے۔ دونوں تنظیموں کو مشن دینے کا مطلب مقابلہ بازی بنانا نہیں ہے۔ اس طرح آپ بھی اُس تنظیم کی کارکردگی دیکھ سکیں گے اور ہم بھی۔ مجھے جلدی ہی اس تنظیم کے معاملات کو نبٹانا ہے۔ معلوم کریں کہ یہ کیوں ہوا ہے، آئندہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔۔ ایسا ہونے کے پیچھے وجہ کیا ہے؟" صدر نے کہا اور کرنل عابد نے رضامندی میں سر ہلا دیا۔

وہ جانتا تھا کہ اس کے پاس بہترین اور تجربہ کار ٹیم ہے۔ وہ گرین گارڈز سے بہت پہلے سب نبٹا لے گا۔ اس سے مشن بھی پورا ہو جائے گا اور سب پہ اس کی ٹیم کی دھاک بھی بیٹھ جائے گی۔

گرین گارڈز کا چرچا اس نے بھی سُن رکھا تھا۔ اسے ابھی تک نہ تو اُس تنظیم کے ممبرز کا پتہ تھا اور نہ ہی اس کے چیف کا۔ ان کے پچھلے کارناموں کی روشنی میں وہ محتاط بھی تھا۔ کیونکہ اس کے اندازے کے مطابق گرین گارڈز میں اس کی ٹیم کو ٹکر دینے کی صلاحیت موجود تھی۔

"سب سے اہم سوال یہ ہے کہ مشن کیا ہے؟" صدر نے کہا۔

"سر۔ ایک بات میں کرنا چاہوں گا۔ اگر گرین گارڈز نے اس پہ دولت نگر میں کام کیا ہے تو وہ میری ٹیم سے تو پہلے ہی آ گے ہیں۔ ہمارے پاس تو معلومات ہی نہیں۔" عابد نے کہا۔

"تو آپ ان سے مقابلے کی سوچ رہے ہیں۔ دیکھیں کرنل۔۔" صدر نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کے انٹر کام کی بیل بجی۔ انٹر کام کا شاید ایسا سسٹم تھا کے حفاظتی نظام آن ہونے کے باوجود کام کر رہا تھا۔ صدر جانتے تھے کے کوئی ایمر جنسی ہو گی تبھی کال کی گئی ہے۔

"یس۔۔" صدر نے ریسیور اٹھا کر کہا۔

"لے آؤ۔ تم ہی لے کر آؤ۔" دوسری طرف سے بات سُن کر صدر نے جواب دیا۔

"آپ کے سوال کا جواب آرہا ہے۔" اس نے مسکرا کر عابد سے کہا۔ عابد کے ساتھ ساتھ باقی لوگ بھی چونکے۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور پی اے کچھ کاغذات پکڑے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دروازہ بند ہو گیا۔

"تم ہی پڑھو۔" صدر نے پی اے سے کہا۔

"اس بحران کے پیچھے ایک بین الاقوامی تنظیم سَلیٹ کا ہاتھ ہے۔ اس نام میں ہی ان کا مقصد پوشیدہ ہے۔ وہ لوگ ساری دنیا سے مسلمانوں کا خاتمہ کر کے اپنی حکومت بنانا چاہتے ہیں۔ اس تنظیم کی پشت پناہی ہر وہ ملک اور شخص کر رہا ہے جو مسلمانوں کے خلاف ہے۔ اس سے تنظیم کے وسائل کا اندازہ آپ کر سکتے ہیں۔

اب یہ سوال اٹھتا ہے کہ وہ لوگ یہ کام کر کیوں رہے تھے، یا دوبارہ کر سکتے ہیں یا نہیں اس کا جواب مشن کی تکمیل تک ہی معلوم ہو سکے گا، لیکن یہ بات تو ظاہر ہے کہ وہ لوگ باز نہیں آئیں گے۔" پی اے نے اتنا پڑھ کر دوسرا کاغذ پڑھنا شروع کیا۔

"سلیٹ کا ایک سیکشن پہلے ہمارے ملک میں طاعون زدہ دوائی بھیج کر ملک کو تباہ کرنے کی کوشش کر چکا ہے۔ اس سیکشن کو اس کی میڈیکل لیبارٹری اور سیکشن ہیڈ کوارٹر سمیت گرین گارڈز نے تباہ کر دیا تھا۔ ظاہر ہے اب ایک نیا سیکشن سامنے لایا گیا ہو گا جس کے بارے میں میرے پاس ایک کلیو ہے جو ان کاغذات کے ساتھ بھیجا جا رہا ہے، انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ اس سے سراغ نکال سکتا ہے۔ میرے ذاتی اندازے کے

مطابق یہ سیکشن بہت باوسائل، طاقتور اور تجربہ کار ہو گا، ان کی اب تک کی کارکردگی سے ایسا ہی لگتا ہے۔ مجھے یقین یہ بھی یقین ہے کہ وہ جوابی کاروائی کے لئے بھی تیار ہوں گے۔ مجھے اس بات کی بھی امید ہے کے یہ کیس انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ کو دیا جائے گا اگر ایسا ہو تو میں کرنل عابد اور

اُن کی ٹیم کے لئے دُعا گو ہوں۔

گرین لارڈ، چیف آف گرین گارڈز۔"

پی اے اتنا پڑھ کر چپ ہو گیا۔ سب دم سادھے یہ پیغام سُن رہے تھے۔ سب کی نظروں میں گرین گارڈز اور اس کے چیف کے لئے تحسین نظر آتی تھی جس نے اتنی جلدی کیس سے متعلق معلومات حاصل کر لی تھیں اور حُب الوطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سب کے ساتھ شیئر بھی کر دیں۔ یہ نقطہ کرنل عابد کو چیف آف گرین گارڈز کے احترام پہ مجبور کر رہا تھا۔ وہ تو انہیں ہرانے کے چکر میں تھا لیکن اسے جواب میں اِس طرح کہ حالات کی امید نہ تھی۔

"اب سب کلئیر ہو گیا ہے، کرنل عابد اب آپ کام شروع کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے آپ کے سوال کا تفصیلی جواب مل گیا ہے چیف کے پیغام

میں۔" صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔۔ میں چیف کی حُب الوطنی اور اعلیٰ ظرف کو سلام کرتا ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ ایسے لوگ ہمارے ملک میں موجود ہیں۔ انشا اللہ ہماری دونوں ٹیمز کامیاب ہوں گی۔"

عابد نے والہانہ انداز میں کہا تو صدر مسکرا دیئے۔ انہیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ گرین گارڈز کی منظوری کی راہ ہموار ہو رہی ہے۔ پہلے آرمی اور اب انٹیلی جنس۔۔ وہ اہم ادارے گرین گارڈز کے حق میں ہو چکے تھے۔ انہیں امید تھی کہ جلد ہی یہ کام مکمل ہو جائے گا۔

"اوکے۔ مشن سے متعلق ہدایات آپ تک پہنچ جائیں گی۔ وِش یو گڈ لگ۔" صدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ ساتھ ہی سب کھڑے ہو گئے۔

صدر اپنے پی اے کے ساتھ باہر نکل گئے اور سارے ممبران بھی نکلتے گئے۔ صدر اپنے کمرے کے دروازے کے پاس پہنچ کر رک گئے۔ پی اے نے مسکرا کر انہیں سلام کیا اور ہاتھ میں پکڑے کاغذات انہیں پکڑائے۔ کاغذات بالکل خالی تھے، ان پہ ایک نقطہ تک نہ تھا۔

پی اے کاغذات پکڑانے کے بعد آگے بڑھ گیا۔ واش روم میں اس نے لباس بدلا، چہرے سے ماسک اتارا اور باہر نکل گیا۔

اب وہ ایک بہت ہی وجیہہ نوجوان تھا جس نے اعلیٰ کوالٹی کا سوٹ پہنا ہوا تھا جس کا رخ عمارت کی عقبی طرف تھا۔ اس نے آنکھوں پہ سیاہ چشمہ لگایا جس سے اس کی شخصیت اور بھی جاذبِ نظر ہو گئی۔

عقبی طرف موجود جدید ماڈل کی سیاہ شیشوں والی کار میں بیٹھا اور گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک عالی شان عمارت کے سامنے رکا۔ مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ کھل گیا۔ گیٹ کیپر نے اسے سلام کیا۔ وہ گاڑی گیراج میں لے گیا۔ پھر وہ عمارت میں داخل ہوا اور ایک کمرے میں پہنچا جس میں لباس، میک اپ کا سامان اور اس طرح کی کافی چیزیں موجود تھیں۔ شیشے کے سامنے بیٹھ کر اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔ اسکے چہرے سے میک اپ اتر تا گیا۔ لیکن میک اپ اترنے سے اس کی وجاہت اور بڑھ گئی۔ اس کمرے سے نکل کر وہ آفس نما کمرے میں داخل ہوا۔ اپنی بڑی سے ریوالنگ چئیر پہ بیٹھ کر اس نے موبائل فون نکالا اور کال کی۔

"یس چیف۔۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ساحر۔ تینوں تیار ہو جاؤ۔ مشن پہ جانے کا وقت آ پہنچا ہے، یہ ایسا مشن ہے جس میں تم سے زیادہ تمہارے دشمن تمہیں تلاش کرنے کی چاہ میں ہوں گے، یہ تم بھی سمجھتے ہو کہ وہ لوگ تمہارے لئے تیار ہوں گے، جاتے ہی حملہ ہونے کی توقع ہے اس لئے سوچ سمجھ کر پلان بنانا۔" اس نے سرد لہجے میں کہا اور کال بند کر دی۔

انٹیلی جنس کے عظیم الشان ہیڈ کوارٹر کے ایک کمرے میں تین مرد بیٹھے ہوئے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ تینوں لمبے تڑنگے اور مضبوط جسموں کے مالک تھے۔ یہ کرنل عابد کے ٹیم ممبرز تھے۔

اس ٹیم کا کوڈ نیم سوپر فور تھا۔ اس میں تین مرد اور ایک لڑکی شامل تھی۔ گروپ کا ہر ممبر تجربہ کار، اپنے کام میں ماہر تھا۔ یہ گروپ صرف کرنل عابد کو ہی جواب دہ تھا اور وہ اس گروپ کو اہم موقعوں پہ استعمال کرتا تھا۔

"ابھی تک خاتون نہیں پہنچی۔" ایک نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"اُس کے سامنے خاتون مت کہہ دینا۔" دوسرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس میں کیا مسئلہ ہے فواد؟" پہلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی نہیں ہوتا یار اسد۔ فواد۔ اسے کہنے دو۔" تیسرے نے اُسے جوابدیا اور پھر فواد کو مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں کہتا۔ تم دونوں مل کر مجھے مت قربانی کا بکرا بناؤ۔ اس نے تو میرا بھرتہ بنادینا ہے۔" اسد نے فوری ہار مانتے ہوئے کہا۔

"ارشاد تم نے کھیل بگاڑ دیا۔ میں نے اسد کو اُکسا ہی لینا تھا۔" فواد نے مسکرا کر کہا۔

دروازے پہ دستک سے وہ چونک گئے، دروازے سے ایک خوبصورت اور سمارٹ لڑکی مسکراتے ہوئے داخل ہوئی۔ مشرقی لباس اُس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہا تھا۔ اس نے بڑے سلیقے سے دوپٹا اوڑھ رکھا تھا۔ وہ مسکراتی ہوئی خالی صوفہ کی جانب بڑھی۔

"کیسے ہو سب؟" ایک لڑکی نے پوچھا۔

"نہ سلام نہ دُعا۔ ڈائریکٹ کیسے ہو؟" فواد نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوری۔۔ تمہارے چہرے دیکھ کے خوف کے مارے سب ذہن سے نکل جاتا ہے۔ السلام علیکم صاحبان۔" لڑکی نے فواد کی بات کا اثر اپنے جواب میں زائل کر دیا۔

"وعلیکم سلام۔ ثانیہ۔ تم لیٹ ہو۔" اسد نے اس لڑکی سے کہا۔

"میٹنگ تھی تو میں نے سوچا پارلر سے ہو کر جائیں۔ سب پہ رُعب تو پڑنا چاہئے لیڈی ایجنٹ کا۔" ثانیہ نے جواب دیا تو اسد برے برے منہ بنانے لگا۔

"ماشااللہ۔۔ نور تو پہلے ہی چہرے پہ بہت ہے اوپر سے منہ کا ڈیزائن تو دیکھو جو بنا رہا ہے۔"

ثانیہ نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اسد نے تو جیسے کچھ نہ کہنے کی قسم کھائی ہو، وہ بولا ہی نہیں۔

"اچھا۔۔ منہ تو مت بناؤ۔ مشن کی شروعات اچھی طرح کرنی چاہئے۔ لیٹ ہوتی تو باس اب تک پہنچ چکا ہوتا اور پھر جھاڑ پڑ رہی ہوتی۔"

اس نے مسکرا کر کہا، اسی وقت دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور کرنل عابد اندر داخل ہوا۔ سب کھڑے ہو گئے۔ کرنل عابد نے خود بیٹھتے ہوئے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"امید ہے تم سب کی چھٹیاں اچھی گزری ہوں گی۔" اس نے سب کی

طرف دیکھتے ہوئے ہلکی سے مسکراہٹ سے کہا۔

"باس۔ چھٹیاں زنگ لگا دیتی ہیں صلاحیتوں کو۔" فواد نے جواب دیا۔

"اس بار تم سب کا سارا زنگ اترنے والا ہے۔" اس نے کہا۔

سب یہ بات سُن کر ایکدوسرے کی طرف دیکھنے لگے، ان کے باس نے آج تک ان سے اس طرح بات نہیں کی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ بہت اہم اور خطرناک مشن درپیش ہے۔

"اپنے ملک کی بقا کے لئے لڑی گئی ہر لڑائی ہی بہت اہم ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر مشن ہی اہم ہوتا ہے۔ اس بار عجیب و غریب طریقے سے ملک پہ حملہ کیا گیا ہے۔ ہوا یوں ہے کہ۔۔" اس نے آٹے کے بحران کے متعلق مکمل تفصیلات بتائیں۔

"اس بحران کے پیچھے جس تنظیم کا ہاتھ ہے اس کا نام سَلیٹ ہے۔ آپ سب نے مقامی سطح پہ سکول کی زندگی میں شاید سَلیٹ استعمال کی ہو یا اس کے بارے میں پڑھا ہو۔ سَلیٹ ایسی چیز ہے جس پہ لکھ کر فوری مٹایا جا سکتا ہے۔ اور پھر اپنی مرضی سے دوبارہ لکھا جا سکتا ہے۔

یہ تنظیم مذہبی اختلاف کی بنا پہ قائم کی گئی ہے۔ ہر ایسا ملک جو مسلمانوں

کو پسند نہیں کرتا، وہ اس کی سرپرستی کر رہا ہے۔ یہ نام ظاہر کرتا ہے کہ یہ تنظیم اور اس کے سرپرست مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر اس دنیا پہ راج کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ دنیا کو سَلیٹ کی طرح استعمال کریں گے کہ جسے مرضی مار دیا اور جو مرضی ہو وہ اس پہ لکھ دیا۔ اس تنظم کی سرپرستی میں زیادہ با اثر طبقہ یہودی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ملک بھر میں طاعون زدہ دوائی کی مدد سے یہ تنظیم ملک کو تباہ کرنا چاہتی تھی۔ اس بار انہوں نے ایک بہت ہی معمولی انداز میں حملہ آور ہوئی ہے جو کہ مشکوک بات ہے، اس راز کی تفتیش کے لئے تم جاؤ گے۔ ہر بار اس کا ایک سیکشن ہی سامنے آتا ہے۔۔ اس متعلق ایک کلیو ملا ہے جس سے ہم نے ایک مقام ٹریس کر لیا ہے۔ تم سب آج ہی نکل رہے ہو۔ فواد تمہیں لیڈ کرے گا۔" اس نے تفصیل بتائی۔

"اب وہ خاص بات بھی بتا دیں جو ابھی تک نہیں بتائی۔" ثانیہ نے کہا۔

"خاص بات۔۔ سب تو بتا دیا ہے۔" اس نے جان بوجھ کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس طرح کے مشن تو ہم کرتے آئے ہیں۔ بے شک اس بار کوئی بڑی اور باوسائل تنظم ہمارا ٹارگٹ ہے لیکن کچھ اور بھی ہے جس وجہ سے

آپ نے آتے ہی زنگ اترنے کی بات کی۔ "ثانیہ نے مسکرا کر کہا۔

"گڈ۔۔ ایسی ذہانت ہی اُن کی برابری کر سکتی ہے۔ "اس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"کن کی۔۔؟ "سب کے منہ سے بیک وقت نکلا۔

"گرین گارڈز۔۔ یہ ایک نئی تنظیم ہے۔ ابھی تک اس کے چیف یا ممبرز کا کسی کو علم نہیں۔ طاعون زدہ دوائیوں کے خلاف انہوں نے ہی سَلیٹ کے ایک سیکشن کو مکمل تباہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک اور مشن میں بھی اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا کر چھ سو سے زائد اغواء شدہ لڑکے اور لڑکیوں کو بازیاب کرایا تھا۔ اس کے بعد ہمارے سیکشن فائیو کو بھی ایک بار وہ لوگ پچھاڑ چکے ہیں۔ "وہ مسکرایا۔

"جمال اور خرم کو پچھاڑ دیا؟۔۔ "ارشاد نے بے یقنی سے پوچھا۔

"ہاں۔۔ اور پچھلے عرصے میں ایک انتہائی شاطر چال چلی گئی تھی، پرنس ڈمب والا کیس تو تمھیں یاد ہی ہو گا؟۔۔ "کرنل عابد نے استفہامیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یس باس، تب ہم لوگ ملک سے باہر تھے مگر سنا تھا کہ انویسٹی گیشن

سیل نے وہ کیس حل کیا تھا، لیکن اگر آپ برا نہ مانیں تو مجھے آج بھی اس بات کا یقین نہیں کہ آئی سی بی نے وہ کیس حل کیا تھا، وہ کیس تھا ہی اتنا پیچیدہ کہ رپورٹ پڑھ کر میرے دماغ کی چولیں تک ہل گئی تھیں۔" ثانیہ نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔

"وہ کیس بھی گرین گارڈز نے ہی حل کیا تھا، ہمیں جان بوجھ کر آئی بی کے بارے میں بتایا گیا۔" کرنل عابد نے مسکرا کر کہا تو وہ چاروں چونک کر سیدھے ہوئے۔

"ناممکن۔۔اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ بہت ہی تجربہ کار اور خرانٹ قسم کے لوگ شامل ہیں اس تنظیم میں۔" فواد نے بے یقینی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پہلی میٹنگ میں جب گرین گارڈز کا ذکر ہوا تو میں نے ان کے حل کیئے گئے تمام کیسز میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی، جو شواہد ملے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ لوگ تعداد میں بہت کم، شاید چار پانچ ہیں مگر حد درجہ تیز دماغ ہیں، اور ان کے پیچھے پلاننگ والا جو دماغ ہے وہ تو ہی ہے کمال درجہ کا شاطر۔۔" کرنل عابد نے برملا تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"اس کے علاوہ موجودہ کیس کی جو معلومات میں نے تم سب کو بتائی ہیں یہ ان کے چیف نے ایوانِ صدر کی ہوئی میٹنگ میں بتائی ہیں۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ صدر صاحب کی طرف سے یہ مشن ہمیں اور گرین گارڈز کو دیا گیاہے یہ تنظیم ابھی مستقل سرکاری تنظیم بھی نہیں ہے۔" عابد نے کہا۔

"سرکاری تنظیم نہیں تو اس کو اتنی اہمیت اور مشن کیوں دیئے جارہے ہیں؟" ارشاد نے حیرت سے پوچھا۔

"گرین گارڈز کا آئیڈیا تو ایک ریٹائرڈ کرنل نے دیا تھا۔ اس بارے میں زیادہ تفصیل بھی اسی وجہ سے ہمارے پاس نہیں ہے کہ اس کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی تھی لیکن اس تنظیم کے ممبرز اور چیف نے بڑی جلدی اعلیٰ سطح پہ اپنانام بنالیاہے۔ کچھ دن پہلے کی میٹنگ میں اس کو سرکاری حیثیت دینے کی بات کی گئی تھی لیکن کچھ لوگوں نے کہا کہ اتنی جلدی یہ فیصلہ لینا دانشمندی نہیں یوں سمجھ لو کہ سارے مشن ان کا امتحان لینے کے لئے دیئے جارہے ہیں اور اب تک وہ اس میں کامیاب رہے ہیں۔" عابد نے کہا۔

"اور ان کا چیف۔۔ وہ کون ہے؟ کیاوہ آرمی سے ہے یا انٹیلی جنس

سے ؟" فواد نے پوچھا۔

" میٹنگ میں گرین گارڈز کا آئیڈیا پیش کرنے والے اور عارضی طور پہ اس کو کمانڈ کرنے والے کرنلز کے ساتھ ایک نوجوان بھی میٹنگ میں شریک ہوا تھا۔ وہ سب کو بہت پر کشش لگا۔ ساری میٹنگ میں بولا بھی نہیں اور کسی کو بھی خبر نہیں کہ وہ کون تھا، گرین گارڈز کا چیف تھا یا کوئی ممبر۔ صدر صاحب پہ اس کا اثر دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ وہ چیف تھا لیکن اُس کی عمر کے نوجوان کا کسی ایسی تنظیم کا چیف ہونا جو کہ بہت ہی منجھی ہوئی اور خطرناک محسوس ہوتی ہے، کسی طرح سے بھی سمجھ نہیں آتا۔ اس کی باتیں، تنظیم کو چلانا اور سب سے بڑھ کر اتنی تیزی سے معلومات تک پہنچ جانا تو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یقینی طور پہ چیف کوئی بہت تجربہ کار، زیرک اور بڑی عمر کا بہت ہی سلجھا ہوا شخص ہے۔

وہ نوجوان نہ تو آرمی سے لگتا تھا نہ ہی انٹیلی جنس سے کیونکہ اگر انٹیلی جنس سے کسی کو ٹرانسفر کیا جاتا تو مجھے ضرور اطلاع دی جاتی۔ ایوانِ صدر سے میٹنگ ختم ہونے سے پہلے ہی وہ نکل گیا تھا لہٰذا کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کدھر سے آیا تھا اور کدھر چلا گیا۔ اگر یہ تنظیم سرکاری سطح پہ مستقل چُن لی جاتی ہے تو پھر ہم اس چیف کو ڈھونڈ ہی لیں گے۔" عابد

نے سنجیدگی سے کہا۔

"میٹنگ ختم ہونے سے پہلے کیسے کوئی صدر کی موجودگی میں میٹنگ سے نکل سکتا ہے؟ اس کی تو اجازت ہی نہیں۔ یہ پروٹوکول کے خلاف ہے۔" فواد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

باقی افراد کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی۔

"اس کے باوجود وہ میٹنگ سے اٹھ کر چلا گیا اور صدر صاحب نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا۔ اس سے شک پڑتا ہے کہ وہی چیف تھا اور وہ کوئی خاص مقام رکھتا ہے۔" عابد نے مسکرا کر کہا۔

وہ سب گرین گارڈز اور ان کے چیف کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ پہلی بار ان کی زندگی میں کوئی ایسی ہستی آئی تھی جس کے بارے میں معلومات، ان کے دل میں چیف سے ملنے کا اشتیاق بڑھا رہی تھیں لیکن کوئی بھی اس شخصیت کو نہیں جانتا تھا۔ اس ساری تفصیل نے ان کے دلوں میں گرین گارڈز سے ملنے کی خواہش کو جنم دے دیا۔

"پھر تو گرین گارڈز کے چیف نے غلطی کی جو معلومات شئیر کر دیں۔ وہ خود اس مشن کو ہم سے پہلے مکمل کر سکتے تھے لیکن انہوں نے یہ چانس

گنوا دیا۔ "ارشاد نے کہا۔

"میں تمہاری بات سے متفق نہیں ہوں۔ جب معلومات میٹنگ ہال میں پہنچیں تو چیف وہاں نہیں تھا۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ مشن ہمیں اور اس کی ٹیم یعنی سوپر فور کو دیا گیا ہے۔ میرے خیال سے تو اس نے یہ معلومات ملک کی بہتری کے لئے سب سے شئیر کیں۔" عابد نے کہا۔

"یا پھر سب پہ اپنی دھاک بٹھانے کے لئے۔" اسد نے کہا۔

"گرین گارڈز کا چیف بہت ہی ذہین انسان ہے۔ اس نے ایک تیر سے دو شکار کیے ہیں۔" ثانیہ نے کہا تو سب چونک گئے۔

وہ ٹیم کی بہت ذہین ممبر تھی یہ سب جانتے تھے۔ اس کی بات میں ہمیشہ وزن ہوتا تھا یہی وجہ تھی کے سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"کیسے؟" کرنل عابد نے پوچھا۔

"ایک طرف اس نے معلومات شئیر کر کے ملک سے متعلق اپنی ذمہ داری کو اچھے سے نبھایا۔ دوسری طرف سب کے سامنے اس نے اپنی اور ہماری ٹیم کو ایک ہی سٹیج پہ ظاہر کر کے ایک طرح سے ہمیں چیلنج کر دیا ہے۔ اسے خود پہ یا اپنی ٹیم پہ بہت یقین ہے جس وجہ سے اس نے

معلومات ظاہر کر دی ہیں۔ " ثانیہ نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا اور سب اسے تعریفی نظروں سے دیکھنے لگے، کیونکہ اس کے بات میں وزن تھا۔

"میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ دونوں ٹیمیں ملک کے دفاع کو نظر انداز کر کے اپنی جیت کے پیچھے لگ جائیں اور یہ بھی نہیں چاہوں گا کہ میری ٹیم پیچھے رہ جائے۔ تم سب یہ دونوں باتیں دھیان میں رکھ کر کام کرو گے۔ "عابد نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

سب نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور کرنل عابد اٹھ کر نکل گیا۔

"چلو سارے بچے اپنے سکول بیگ تیار کرو۔ سکول جانے کا وقت ہو گیا۔ "ثانیہ نے کہا اور سب ہنس دیئے۔

ثانیہ سوچ رہی تھی کے گرین گارڈز سے ان کا ٹکراؤ ضرور ہونے والا ہے اور یہ سوچ کر ہی اسے بہت عجیب لگ رہا تھا، ایک ایک کر کے وہ سب کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

جدید ماڈل کی نیلے رنگ کی سپورٹس کار تیز رفتاری سے گاڑیوں کے درمیان سے نکلتی جارہی تھی۔ اس کی رفتار اور اور ڈرائیونگ کے انداز کی وجہ سے باقی گاڑیاں خودبخود سائیڈ پہ ہو جاتیں اور اس کار کو رستہ مل جاتا۔ ڈرائیونگ سیٹ پہ ایک ہیرو ٹائپ نوجوان بیٹھا تھا۔ کار میں پاپ میوزک اونچی آواز میں بج رہا تھا اور وہ نوجوان میوزک کی سپیڈ کے ساتھ گاڑی کے اسٹیرنگ کی سپیڈ کو ملانے میں لگا ہوا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی ویڈیو گیم کھیل رہا تھا۔ اس سارے ماحول کو بہت انجوائے کر رہا تھا۔ کار اُسی تیز رفتاری کے ساتھ ایک بڑے سے کمرشل پلازہ کی زمین دوز پارکنگ میں داخل ہوئی۔ نوجوان کار پارک کرکے گاڑی میں چلنے والا گانا

گاتے ہوئے لفٹ کی طرف گیا۔ وہاں دو لفٹ ڈورز تھے۔ ایک پہ آؤٹ آف آرڈر کا بورڈ تھا۔ وہ اسی میں جا گھسا۔

لفٹ میں اس نے زیرو کا بٹن دس بار پریس کیا اور کی پیڈ ایک سائیڈ پہ ہوا۔ اس میں ایک اور کی پیڈ نمودار ہوا۔ نوجوان نے کچھ کوڈز ٹائپ کئے تو لفٹ بجائے اوپر جانے کے نیچے چل پڑی۔ لفٹ رکنے کے بعد وہ اس سے نکلا۔ اب وہ ایک بڑے سے ہال میں تھا جس میں مختلف کمرے تھے۔ اور کافی لوگ مسلسل کچھ نہ کچھ کرنے میں مصروف تھے۔ اس کی طرف کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ وہ گنگناتے ہوئے آخری کمرے کے دروازے پہ پہنچا اور اندر داخل ہو گیا۔

ریسپشن پہ موجود لڑکی کو مسکرا کر دیکھتے ہوئے وہ آفس نما کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جو بہت ہی مہنگے آفس فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بہت بڑی میز کے پیچھے درمیانی عمر کا ایک سنجیدہ شکل والا شخص بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ اس شخص کے بال سیاہ اور سفید رنگ کے تھے۔ اس کی پیشانی پہ لکیریں ظاہر کرتی تھیں کہ وہ زندگی کے نشیب و فراز سے بہت فکر کے ساتھ گزرا ہے۔

"آؤ بیٹھو جون۔ ایک مشن ہے تمہارے گروپ کے لئے۔" اس نے

سنجیدگی سے کہا۔

"یس چیف۔ فارغ رہ کر میں اکتا گیا تھا، مجھے یقین ہے کہ مشن بہت بڑا ہو گا۔" اس نوجوان نے، جس کا نام جون تھا، جواب دیا۔

"ہاں۔ سیکشن فور کے بارے میں جانتے ہو؟" چیف نے پوچھا۔

"چیف روڈز کا سیکشن تھا جسے کسی نے ختم کر دیا تھا۔" جون نے کہا۔

" روڈز کے سیکشن نے ایک ایشیائی ملک میں ایک مشن شروع کیا تھا۔ نہ صرف وہ مشن شروعات میں ہی ناکام کر دیا گیا بلکہ روڈز کا سیکشن ختم کر دیا گیا اور اس کے ہیڈکوارٹر اور اس کے نیچے بہت بڑی اور جدید لیبارٹری کو بھی تباہ کر دیا گیا۔ اس ناکامی کی وجہ سے سَلیٹ بھی ایک طرح سے نظر میں آگئی۔ فارلینڈ سے معلومات کے مطابق یہ کام کرنے والے تین لوگ تھے۔" چیف نے کہا اور جون چونک کر سیدھا ہوا۔

"تین لوگ۔ تین لوگ کیسے اتنا بڑا اسیٹ اپ تباہ کر سکتے ہیں۔ چیف روڈز کے پاس تو حفاظت کے لئے پورا سیکشن تھا۔" جون نے حیرانی سے کہا۔"

یہ بات کنفرم ہے۔ اب وہ خطرہ بلیک سیکشن کی راہ پہ نکل پڑا ہے وہ ہمارے کسی نہ کسی ایک لوکیشن کے بارے میں بھی جانتے ہیں۔ گو کہ ہم

ان لوگوں کو ابھی بھی نہیں جانتے لیکن اب ہم یہ جان چکے ہیں کہ اس کے پیچھے کون سی تنظیم ہے۔ تازہ ترین رپورٹ کے مطابق یہ کوئی نئ تنظیم ہے جس کا نام گرین گارڈز ہے، اس کا چیف اور ممبران ابھی تک پردے میں ہیں۔" چیف نے کہا۔

"ہمارے پیچھے کس وجہ سے آ رہے ہیں وہ لوگ؟ کیا دوبارہ کوئی مشن مکمل کیا گیا ہے؟" جون نے کہا۔

"مشن کی تفصیلات ٹاپ سیکرٹ ہیں۔ اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ مشن ابھی شروع نہیں کیا گیا تھا۔ صرف ایک ٹیسٹ کیا گیا تھا اس ملک کے مختلف غیر معروف علاقوں میں تا کہ اصل مشن سے متعلق تیاری مکمل کی جا سکے لیکن پتہ نہیں گرین گارڈز تک کیسے یہ اطلاع پہنچ گئ اور بات کھل گئ۔ مشن سے متعلق اب اس ملک کی حکومت کچھ حد تک جان چکی ہے۔ لیکن اصل بات کا انہیں علم نہیں۔ اصل بات تک پہنچنے سے پہلے ہی اگر ہم ان ایجنٹس کو چھاپ لیں تو مشن پھر بھی مکمل کر سکتے ہیں۔" چیف نے کہا۔

"ان کے متعلق کوئی کلیو ہے؟" جون نے پوچھا۔

"فار لینڈ کے ایک غنڈے ہار کو کا ان سے سامنا ہوا تھا روڈز والے کیس میں۔ ہار کو سے ایک شخص کا حلیہ ملا ہے۔ یہ توقع ہے کہ وہ شخص گرین گارڈز سے متعلق ہے۔ اس کے علاوہ وہاں سے ایک اور ٹیم بھی ہمارے خلاف بھیجی جارہی ہے۔

یہ ٹیم انٹیلی جنس کے ڈیپارٹمنٹ سے آرہی ہے۔ اس ٹیم میں امید ہے تین مرد اور ایک عورت ہو گی۔ اس گروپ کا کوڈ نیم سوپر فور ہے۔ سب لوگوں کے حلیۓ اس فائل میں ہیں۔ مجھے یہ دونوں ٹیمیں زندہ یا مردہ چاہئیں۔" چیف نے ایک فائل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"سوری سر۔۔ لیکن آپ کو اتنی تصدیق شدہ معلومات کیسے مل گئیں؟ یہ ڈاج بھی تو ہو سکتا ہے؟" جون نے کہا۔

"گڈ۔۔ یہ پوائنٹ تم ذہن میں رکھنا تاکہ ہم لوگ بے خبری میں نہ مارے جائیں۔ لیکن معلومات سو فیصد درست ہیں۔ ہمارا آدمی وہاں کے پریزیڈنٹ ہاوس کی میٹنگز میں موجود رہا ہے اور اس کی رسائی انٹیلی جنس کے محکمے میں بھی ہے۔" چیف نے کہا۔

"آخری سوال۔۔ انہیں ہماری لوکیشن کا کیسے پتہ چلا؟" جون نے پوچھا۔

"اس بات کی ابھی تک سمجھ نہیں آئی کہ وہ ہماری لوکیشن تک کیسے پہنچے۔ گرین گارڈز کے چیف کے پاس کوئی کلیو تھا۔ اگر ان میں سے کوئی زندہ پکڑا گیا تو پوچھ لیں گے۔ سوپر فور آج شام کو وہاں سے روانہ ہو گا۔" چیف نے کہا اور جون نے سر ہلانے پہ اکتفا کیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

چیف سے اجازت لے کر وہ مخصوص رستے سے پارکنگ میں پہنچا اور گاڑی میں بیٹھ کر سڑک پہ پہنچا۔ اس بار گاڑی میں میوزک آن نہ ہوا تھا۔

جون بلیک سیکشن کا سٹار ایجنٹ تھا۔ پورے سیکشن میں اس کے کارناموں کی دھوم تھی۔ وہ ذہین تھا لیکن غصے میں آجاتا تو اس کا ذہانت سے دور دور تک کا واسطہ نظر نہ آتا تھا۔ اس غصے کی وجہ سے کئی بار اسے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن وہ شرمندگی مٹانے کا ہنر جانتا تھا۔ کسی مشن میں بھی وہ آج تک ناکام نہیں ہوا تھا۔ یوں تو وہ بلیک سیکشن میں تھا لیکن اس نے اپنا ایک گروپ بنا رکھا تھا جس میں خطرناک قاتلوں سے لے کر مخبری کرنے والے لوگ بھی شامل تھے۔ اس گروپ کو اس نے فاسٹ گروپ نام دے رکھا تھا۔ شاید اس کا یہ نیٹ ورک ہی اس کی کامیابی کا راز تھا جسے وہ بڑی ذہانت سے چلاتا تھا۔ چیف روڈز کے سیکشن کے بارے میں وہ کافی کچھ جانتا تھا اسی لئے وہ حیران تھا کہ تین لوگ کیسے روڈز کا

سیٹ اپ اکھاڑ سکتے ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ سامنے تین لوگ ہوں گے لیکن بیک اپ میں پوری ٹیم ہو گی۔

اب اس کے سامنے دو ٹارگٹس تھے، ایک گرین گارڈز اور دوسرا سوپر فور۔ انہی سوچوں میں گم وہ گاڑی دوڑاتا ہوا ایک کلب کے گیٹ پہ پہنچا۔ گاڑی پارکنگ میں کھڑی کر کے وہ کلب کے ہال سے لفٹ کی طرف بڑھا۔ اسے لفٹ کی طرف جانے سے کسی نے نہ روکا، شاید سب اس سے واقف تھے۔ وہ سیکنڈ فلور پہ پہنچا اور ایک کمرے کے دروازے پہ دستک دی۔

"کون ہے؟" ایک کرخت آواز دروازے پہ لگے سپیکر سے سنائی دی۔

"جون۔۔۔۔" جون نے کہا۔

"اوہ۔۔ ایک منٹ۔"

دوسری طرف سے آواز آئی اور ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے آفس ٹیبل کے پیچھے ایک موٹا اور لمبے بالوں والا حبشی بیٹھا تھا۔

"کیسے ہو سمتھ؟" جون نے بے تکلفی سے پوچھا۔

سمتھ اس کے مخبری کے نیٹ ورک کا ہیڈ تھا۔ وہ دونوں دوست تھے اس لئے ہمیشہ بے تکلفی سے بات کرتے تھے۔ ان کے درمیان کبھی بھی باس یا ماتحت والا رویہ نہ رہا تھا۔

"بالکل ٹھیک۔۔ تم سناؤ؟ لگتا ہے کوئی نیا کام بُک کیا ہے ورنہ تم تو ادھر آتے ہی نہیں۔" سمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہوں۔ تمہاری سمجھداری کا تو قائل ہوں میں۔" جون نے مسکرا کر جواب دیا۔

"کیا مشن ہے؟" سمتھ نے آگے جھکتے ہوئے کہا۔

"اس فائل میں کچھ لوگوں کے بارے میں معلومات ہیں۔ مجھے ان کا ایڈریس چاہیئے۔" جون نے فائل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کون لوگ ہیں یہ؟" سمتھ نے تصویریں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ایشیائی ملک ہے چھوٹا سا۔ اس کے ایجنٹس ہیں۔ دو ٹیمیں ہوں گی۔ ایک ٹیم میں سے صرف ایک شخص کا حلیہ ہے، جو تصویر پہلے نمبر پہ ہے۔ دوسری سب سیکنڈ ٹیم کی ہیں۔ دونوں ٹیمیں الگ الگ بھی ہو سکتی ہیں اور اکٹھی بھی مجھے ان کی رہائش گاہوں کا پتہ چاہیئے۔" جون نے کہا۔

"جیسا ان کا ملک تم بتا رہے ہو۔۔ یہ تو آسانی سے پکڑے جائیں گے۔" سمتھ نے غرور بھرے لہجے میں کہا۔

"اس غلط فہمی میں مت رہنا۔ ورنہ خود بھی مرو گے اور مجھے بھی مرواؤ گے۔" جون نے کہا تو سمتھ حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

وہ جانتا تھا کہ اگر جون یہ بات کر رہا ہے تو وہ ایجنٹس ضرور خاص چیز ہیں۔

"اوہ۔۔ خاص چیزیں ہیں یہ۔۔ اوکے۔ میں الرٹ رہوں گا۔" سمتھ نے غور سے تصویریں دیکھتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ جیسے ہی کچھ پتہ چلے تو مجھے فوری بتانا تا کہ اگلا قدم بھی اٹھایا جائے۔"

جون نے کہا تو سمتھ سمجھ گیا کہ وہ ایجنٹس جلد ہی مرنے والے ہیں۔ جون اٹھا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ مطمئن تھا کہ سمتھ جلدی ہی ان ایجنٹس کا سراغ لگا لے گا اور پھر وہ قہر بن کر ان پہ برسنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ پارکنگ سے گاڑی نکال کر اس نے گاڑی سائیڈ پہ روکی اور سیل فون پہ کال ملائی۔

"بلیک ڈاگ سپیکنگ۔" ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"بلیک ڈاگ ۔ سیکشن کو تیار رکھنا۔ کسی بھی وقت ہمیں ٹاسک مل سکتا ہے۔ تیاری فُل ہونی چاہیئے۔" سیل فون کی وجہ سے اس نے گول مول بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں تیاری کر لیتا ہوں۔" بلیک ڈاگ کا جواب سن کر اس نے کال بند کر دی۔

بلیک ڈاگ کلنگ ٹیم کا لیڈر تھا۔ اس ٹیم میں پندرہ لوگ شامل تھے۔ سب منجھے ہوئے قاتل تھے جو رحم کے لفظ سے ناواقف تھے۔ ٹارگٹ ملنے کے بعد وہ مرتے دم تک اس کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے۔

جون نے اطمینان بھرا سانس لے کر کار سڑک پہ ڈال دی۔

بُلٹ ٹرین تیز رفتار سے ٹریک پہ اُڑی جارہی تھی۔ باہر دیکھنے پہ تو یوں لگتا تھا کہ جیسے انسان تیزی سے اُڑ رہا ہو۔ کسی چیز پہ نظر ہی نہ ٹکتی تھی لیکن ٹرین کے اندر جیسے سب ساکت تھا۔

ٹرین کے اندر ہی بار روم، لنچ روم جیسی سہولیات موجود تھیں۔ سروس کے لئے وقتاً فوقتاً ہر سیٹ پہ ویٹرس دلکش مسکراہٹ سے پہنچ جاتی تھی۔ مختلف قومیتوں، پیشوں کے لوگوں کی بھرمار تھی۔ کچھ لوگ سو رہے تھے، کچھ نوجوان گپ شپ میں لگے تھے۔ ٹرین کی منزل گریٹ کنگڈم تھا۔

ایک آمنے سامنے والی سیٹ پہ ساحر اور جبران موجود تھے۔ وہ گریٹ کنگڈم کے باشندوں کے میک اَپ میں تھے۔ دونوں کے کانوں پہ ہیڈ فونز

لگے تھے۔ ساحر تو باقاعدہ گانا گا بھی رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کوئی انگلش گانا سُن رہا تھا، اچانک اس کے منہ سے زور سے چیخ نکلی۔ سارے مسافر اچھل پڑے اور مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ ایک ویٹرس دوڑ کر اس کے پاس پہنچی۔

"آپ ٹھیک ہیں سر؟ کیا ہوا آپ کو؟" ویٹرس نے پوچھا۔

ساحر نے آنکھیں نہ کھولیں اور ایک اور چیخ بلند ہوئی۔ اب سب حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا جیسے وہ بہت تکلیف میں ہوا۔ ویٹرس نے اس کو جھنجھوڑا تو اس نے آنکھیں کھولیں۔ اب جبران بھی متوجہ وہ چکا تھا، ہیڈ فونز کی وجہ سے شاید اسے پہلے پتہ نہیں چلا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں سر؟" ویٹرس نے پریشانی سے پوچھا۔

ساحر نے اُسے اشارہ کیا کہ کان پہ موجود ہیڈ فونز کی وجہ سے وہ سُن نہیں سکتا، لیکن اس نے ہیڈ فونز نہ اتارے اور آنکھیں بند کر لیں۔ ویٹرس نے ہاتھ بڑھا کر ہیڈ فونز اتار کر دوبارہ سوال پوچھا۔ ساحر نے آنکھیں کھول کر دوبارہ وہی اشارہ کیا کہ ہیڈ فونز کی وجہ سے وہ سُن نہیں سکتا۔ ویٹرس

نے اترے ہوئے ہیڈ فونز اسے دکھائے۔

"اوہ۔۔ سوری۔۔ میرا خیال تھا کہ ہیڈ فونز ابھی بھی کانوں پہ ہیں اور میں سُن نہیں سکتا اس وجہ سے میں آپ کی آواز کو نظر انداز کر دیا۔" ساحر نے شرمندگی سے کہا۔

"تو آپ کو نہیں پتہ نہیں چلا کہ میں نے ہیڈ فونز اتار لئے ہیں؟" ویٹرس نے حیرت سے پوچھا۔

"ہیڈ فونز۔۔ وہ کیا ہوتا ہے؟" ساحر نے حیرت سے کہا۔

جبران مسکرا اٹھا۔

"یہ۔۔ جس سے آپ میوزک سُن رہے تھے۔" ویٹرس نے ہیڈ فونز کی طرف اشارہ کیا۔

"اوہ۔ تو اس میں میوزک سُنتے ہیں؟" اس نے حیرت سے کہا۔

آس پاس والی سیٹوں پہ موجود لوگ اس کے انداز پہ مسکرا رہے تھے۔ انہیں جیسے تفریح کا موقع مل گیا تھا۔

"تو آپ ان کو کانوں پہ پہنے کیا کر رہے تھے؟" ویٹرس نے حیرت سے

کہا۔

"مجھے تو لگا تھا کہ یہ کانوں کو گرم کرنے کے لئے ہیں۔" اس نے شرمندگی سے کہا اور سب کی ہنسی نکل گئی۔

"آپ چیخے کیوں تھے دو بار؟" ویٹرس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

"وہ تو میں بور ہو رہا تھا تو میں نے گانا شروع کر دیا۔" ساحر نے کہا۔

"اوہ مائی گاڈ۔۔ یہ گانا تھا۔ پلیز سر ایسے گانے پبلک میں نہ گایا کریں۔" ویٹرس کو غصہ آ گیا۔

"پبلک خود تو چلی جاتی ہے جانوروں کے شور جیسے گانے سننے، مگر میرے دل کی درد بھری آواز کوئی نہیں سننا چاہتا۔۔" اس نے مایوسی سے کہا۔

"سر۔۔ آپ کی آواز میں درد کچھ زیادہ ہے۔" ویٹرس غصے سے کہہ کر واپس مڑ گئی ساحر اس کا جواب سُن کر ہنس پڑا۔

"کبیر کدھر ہے؟" جبران نے پوچھا۔

"شش۔" ساحر نے اشارہ کیا تو جبران فوری چپ ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی اسٹیشن پہ پہنچ گئی۔ وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے اسٹیشن سے نکلے۔

"ٹیکسی میں بیٹھ کر نکل جاؤ۔" ساحر نے جبران کے ہاتھ میں ایک کارڈ تھماتے ہوئے کہا اور خود ایک سائیڈ پہ ہو گیا۔

جبران نے ٹیکسی ہائر کی اور وہاں سے نکل گیا۔ ساحر بے چینی سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا جیسے کسی کا انتظار کر رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان اسٹیشن سے نکلا جس کا حلیہ کبیر سے کچھ کچھ ملتا تھا۔ ساحر نے اس پہ توجہ نہ دی اور سڑک کی طرف متوجہ رہا۔ اس نے ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا۔ اپنا سامان ٹیکسی میں رکھا اور پچھلی سیٹ پہ بیٹھ گیا۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر اس کی نظر آس پاس گاڑیوں کا جائزہ لینے لگی۔

"کہاں جانا ہے سر؟" ڈرائیور نے کہا۔

"ایک منٹ۔۔ ایڈریس کا پیغام آ لے۔" ساحر نے وقت لینے کی خاطر بہانہ تراشا۔

کبیر جیسا نظر آنے والا نوجوان ایک ٹیکسی میں بیٹھا اور اس کی ٹیکسی چل پڑی۔ چند لمحوں بعد ساحر نے بھی ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کیا۔ اس نے

ڈرائیور کو ایک خاص سپیڈ پہ رہنے کا کہا۔ ڈرائیور اس کی ہدایات پہ ٹیکسی چلاتا رہا۔ ایک جگہ ٹیکسی روک کر وہ نیچے اترا۔

"انتظار کرو۔ میں تمہیں وقت کے حساب سے پے منٹ کر دوں گا۔ بھاگ مت جانا سامان لے کر میرے پاس تمہاری ٹیکسی کا نمبر ہے۔" ساحر نے اس سے کہا اور ایک طرف بڑھ گیا۔ ایک فون بوتھ کے پاس پہنچ کر اس نے ایک نمبر ڈائل کیا۔ دوسری گھنٹی پہ ہی کال ریسیو ہو گئی۔

" K۔ نظروں میں آگیا ہے، اس کا پیچھا ہو رہا ہے۔ دھیان رکھنا میں پیچھا کرنے والوں کا مرکز تلاش کرتا ہوں۔"

ساحر نے کہا اور جبران کی او۔ کے کی آواز سُن کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ ٹیکسی میں واپس پہنچا۔ جلدی سے ایک صفحہ اور پنسل نکال کر کچھ لکھا اور ڈرائیور کو تھما دیا۔

آہستہ آہستہ ٹیکسی اس رہائش گاہ کی طرف بڑھی جہاں جبران پہنچ چکا تھا۔ کبیر کا پیچھا کرنے والی گاڑی رہائش گاہ کے قریب ہی ایک سائیڈ پہ کھڑی تھی۔ اس کا ڈرائیور اپنے ساتھی کی مدد سے بونٹ اٹھائے کچھ چیکنگ کر رہا تھا۔ ساحر جانتا تھا کہ یہ محض بہانہ ہے۔ ساحر ٹیکسی رکوا کر

ان کی طرف پُر اعتماد چال کے ساتھ بڑھا۔

"ہیلو۔۔ کیا آپ یہ ایڈریس بتا سکتے ہیں؟" اس نے دوسری گلی کی ایک کوٹھی کا ایڈریس دکھاتے ہوئے کہا۔

ان میں سے ایک نے ایڈریس بتایا۔ ساحر ایڈریس سننے کے ساتھ ساتھ غیر محسوس انداز میں ان کو اور ان کی گاڑی کو بغور دیکھ رہا تھا۔ وہ شکریہ ادا کر کے دوبارہ ٹیکسی میں آبیٹھا اور اسے بڑھنے کو کہا۔

"کیا تم کسی ایسے کلب یا گروپ کو جانتے ہو جس کے ممبر اپنے بائیں بازو پہ دھاڑتے ہوئے چیتے کا ٹیٹو گدواتے ہوں۔" ساحر نے کچھ سوچتے ہوئے ڈرائیور سے پوچھا۔

"جی سر۔۔ بلیک ٹائیگر کلب کا نشان ہے یہ۔" ڈرائیور نے جواب دیا۔

"اس کا مالک کون ہے؟" ساحر نے پوچھا۔

"سمتھ نام کا ایک حبشی ہے جناب۔" ڈرائیور نے جواب دیا۔

"او کے۔ تو مجھے اس کلب لے چلو۔"

ساحر نے اطمینان سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر ایکسیلیٹر دبا دیا۔ تھوڑا

فاصلہ طے کرنے کے بعد ٹیکسی کو جھٹکا لگا اور بند ہو گئی۔

"سوری سر۔۔ ایک منٹ بس۔۔" ڈرائیور نے منت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے باہر نکل کے بونٹ اٹھایا۔ دو منٹ کے بعد ہی وہ ہاتھ جھاڑتا ہوا واپس سیٹ پہ تھا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

"سر پانچ منٹ سے پہلے ہم کلب کے سامنے ہوں گے۔" اس نے کہا اور ساحر نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر میں وہ کلب کے گیٹ پہ موجود تھے۔

"سر یہاں پہ انڈر گراؤنڈ پارکنگ کی سہولت ہے۔ اگر آپ کو ٹیکسی کی ضرورت ہے تو میں وہاں انتظار کر لیتا ہوں۔" ڈرائیور نے آفر کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔۔ تم انتظار کر لو۔" ساحر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ بیٹھے رہیں۔ پارکنگ سے لفٹ اوپر جاتی ہے۔" ڈرائیور نے کہا تو ساحر نے گاڑی سے اترنے کا ارادہ کینسل کر دیا۔

ڈرائیور ٹیکسی پارکنگ میں لے گیا۔ ٹیکسی پارک ہوتے ہی ساحر نے دروازہ کھولا۔ وہ جھک کر باہر نکلنے لگا تو بتیاں بند ہو گئیں۔ اس سے پہلے کہ ساحر کچھ سمجھتا اس کے سر پہ زوردار چوٹ لگی۔ چوٹ واقعی بہت زور

سے لگی تھی کیونکہ ساحر ایک ہی چوٹ میں بے ہوش ہو چکا تھا۔ اسی وقت لائٹس آن ہو گئیں۔

ایک بھاری جسم کا حبشی ایک موٹا سا لکڑی کا ڈنڈا پکڑے کھڑا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ساحر کا سامان نکالا اور حبشی نے ساحر کو اٹھایا اور دونوں لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ ٹیکسی ڈرائیور کا چہرہ بالکل نارمل تھا جیسے سب اس کی مرضی کے مطابق ہوا تھا۔ لفٹ سے نکل کر وہ ساحر کو ایک کمرے میں لے گئے اور باندھنے کے بعد وہ سمتھ کے آفس کی طرف بڑھ گئے۔ ڈرائیور کی آنکھوں میں چمک تھی کیونکہ اسے اب بھاری رقم ملنے والی تھی۔

ساحر کی آنکھ کھلی تو وہ ایک کمرے میں کرسی پہ بندھا ہوا تھا۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا تو جبران اور کبیر بھی بندھے ہوئے تھے۔ اس نے سیٹی کے انداز میں ہونٹ سکیڑے۔ ایسے ہی اس کی نظر دوسری سائیڈ پہ پڑی تو اس سائیڈ پہ کرسیوں کی لائن لگی ہوئی تھی۔ جن پہ ڈھلکے ہوئے سر ایک قطار میں عجیب ہی نظارہ پیش کر رہے تھے۔ ساحر کے منہ سے سیٹی نکل ہی گئی۔ وہ سب میک اپ میں تھے۔

"واہ۔۔ سارے ہی حمام پہ آئے ہیں۔ سب کے سب بال کٹوانے کی تیاری میں ہیں۔" وہ سب کے جھکے ہوئے سر دیکھ کر بڑبڑایا۔

اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ سامنے دو کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ دیوار پہ کیمرے بھی لگے ہوئے تھے لیکن ابھی وہ آف محسوس ہو رہے تھے

کیونکہ ان پہ موجود مخصوص لائٹ بند تھی۔ کمرے کی دیواروں پہ تشدد کرنے والے آلات ایسے سجائے گئے تھے جیسے وہ جہیز کا سامان یا بہادری کے میڈلز ہوں لیکن آلات ایسے تھے کہ دیکھ کے ہی بندے کے پسینے چھوٹ جاتے تھے۔ دروازہ بند تھا۔

اس کے ہاتھ کلائیوں سے کرسی کے بازو سے بندھے ہوئے تھے اور ٹانگیں بھی کرسی کے پایوں سے بندھی تھیں۔ اچانک ساحر کو کراہنے کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز نسوانی تھی، اس نے اپنے بائیں طرف والی لائن کو دیکھا۔ آخری کرسی پہ بندھی ہوئی لڑکی ہوش میں آرہی تھی۔

"مم۔ میں کہاں ہوں؟" لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"تم مر چکی ہو۔" ساحر نے آواز کو بھاری اور ڈراؤنا بناتے ہوئے کہا۔

"نن۔ نن۔ نہیں ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ ابھی اس کے حواس پوری طرح سنبھلے نہیں تھے۔

"اوہ ۔۔ تو تم میرا مذاق بنا رہے تھے۔" جب اس نے ساحر کی طرف دیکھا تو

درمیان میں بے ہوش لوگوں کی لائن دیکھ کر شاید اسے سین کی سمجھ

آگئی تھی اب وہ اُسے گھور رہی تھی۔

"مجھ سے آج تک چائے نہیں بنائی گئی۔ مذاق خاک بناؤں گا۔" ساحر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

دراصل وہ اپنے بچاؤ کے طریقے پہ غور کر رہا تھا۔

"تو تم نکھٹو ہو۔۔" لڑکی نے مسکرا کر جواب دیا۔

ساحر اس کے فوری سنبھلنے پہ حیران ہوا۔

"نہیں۔۔ میں کھٹو ہوں۔" ساحر نے مسکرا کر جواب دیا۔

"کھٹو۔۔ وہ کیا ہوتا ہے؟" لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

"ایک لفظ ہوتا ہے کھٹی۔۔ ہمارے ملک کی مقامی زبان میں یہ لفظ ذائقہ بتانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ وہاں کی ہی ایک مقامی زبان میں ہی لفظ کمائی کے مترادف بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے میں کھٹو ہوں جو کمائی کرتا ہے۔" ساحر نے تفصیل بتائی تو وہ لڑکی حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ وہ کچھ بولنے لگی تو یکدم چونک گئی۔

"تم ایشیائی ہو؟" اس نے پوچھا۔

"اس پوائنٹ کا تو تمہیں ہوش میں آتے ہی خیال رکھنا چاہئے تھا۔ میری اصلیت جانے بغیر تم نے مادری زبان میں بات شروع کر دی جبکہ میں نے تم سے انگلش میں بات کی۔ اس طرح تو کوئی بھی بنا تشدد کئے جان سکتا ہے کے تم کس ملک سے ہو۔" ساحر نے سنجیدگی سے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کے تم گرین گارڈز کے ممبر ہو۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

"تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو؟" ساحر نے بِنا چونکے مسکرا کر پوچھا۔

"ہم ایک مشن پہ ہیں، اسی وجہ سے اغواء ہوئے ہیں۔ تمہاری یہاں موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ تم لوگ گرین گارڈز کے ممبرز ہو۔" اس نے ذہانت بھرے انداز میں تجزیہ کیا۔ ساحر اس کی ذہانت سے متاثر ہوا لیکن یہ بات اس نے چہرے یا انداز سے ظاہر نہ کی۔

"ہم گرین گارڈز کے ممبرز نہیں ہیں۔ ہمیں ہائر کیا جاتا ہے۔" ساحر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ اور لڑکی کا ایسے منہ بن گیا جیسے کڑوی چیز کھالی ہو۔

"کوئی بات نہیں۔۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گا کہ تم نے غلط اندازہ لگایا۔

اچھے بچے روتے نہیں۔"

اس نے بچوں کی طرح پچکارا تو لڑکی کھکھلا کر ہنس پڑی۔

"تو سوپر فور والے ہنستے بھی ہیں۔" ساحر نے کہا تو لڑکی چونک گئی۔

"تو تم لوگ واقعی گرین گارڈز کے ممبرز ہو، پرائیویٹ لوگوں کے پاس یہ معلومات نہیں ہوتیں۔" لڑکی چہکتے ہوئے کہا۔

"وہ بعد میں دیکھیں گے۔ پہلے رہا تو ہوں۔ کوئی آ گیا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔" ساحر نے سنجیدگی سے کہا۔

اسے اپنی غلطی کا اندازہ ہوا کہ اس نے خود ہی اپنا بھانڈا پھوڑ دیا۔ لڑکی کچھ زیادہ ہی تیز تھی۔

"میں نے چیک کیا ہے۔۔ بہت مضبوطی سے باندھا گیا ہے۔ مجھ سے نہیں کھلے گی رسی۔" لڑکی نے سنجیدگی سے کہا۔

"رسی تو نہیں کھل سکتی میں نے بھی چیک کیا ہے۔" ساحر نے بہت پریشان لہجے میں کہا۔

"یہ سب تو گھوڑے بیچ کے بے ہوش ہوئے پڑے ہیں۔" لڑکی نے

جھنجھلا کر کہا۔

"اوہ۔۔ تو تم لوگ گھوڑے بھی بیچتے ہو؟" ساحر نے چونک کر پوچھا۔

"بکواس بند بھی کرو۔۔ کوئی حل تلاش کرو۔" لڑکی واقعی ڈسٹرب ہو گئی تھی۔ وہ رسی کے ساتھ زور آزمائی کر رہی تھی۔

"یہ کم بخت رسی بھی۔۔۔۔" لڑکی نے اتنا ہی کہا تھا کہ تڑاخ کی آواز آئی۔ اس نے ساحر کی طرف دیکھا۔ ساحر اپنا ہاتھ کھینچ رہا تھا۔ چند لمحوں میں اس کا ہاتھ رسی سے باہر نکل چکا تھا۔ اور اس نے اپنا دوسرا ہاتھ کھولنا شروع کر دیا۔

"یہ تم نے کیسے کیا؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"میں نے کرسی کا بازو توڑ دیا ہے کہنی کی ضرب سے۔" ساحر نے سادگی سے کہا۔ اپنی رسی کھول کر وہ اس لڑکی کی طرف بڑھا اور اس کے ہاتھوں کی رسیاں کھولیں۔

"اپنے ساتھیوں کو کھولو۔" ساحر اسے کہہ کر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔

ابھی انہوں نے ایک ایک ساتھی کو ہی کھولا تھا کے قدموں کی آواز سنائی

دی۔ ساحر لڑکی کو اشارہ کر کے دروازے کے ساتھ دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کیمروں کی طرف دیکھا وہ ابھی بھی بند تھے۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک موٹا سا حبشی اندر داخل ہوا۔ وہ خالی کرسیاں دیکھ کر چونکا ہی تھا کہ ساحر تیزی سے آگے بڑھا۔ دوڑتے ہوئے اس نے حبشی کے گلے میں دایاں ہاتھ ڈالا اور اپنی دائیں ٹانگ اس کے ٹانگ کے پیچھے رکھ کر اسے جھٹکا دیا۔ حبشی بے پناہ وزنی ہونے کے باوجود ہوا میں بلند ہوا اور اڑتا ہوا زوردار دھماکے سے دیوار کے ساتھ ٹکرایا۔ دیوار سے ٹکرانے کے بعد وہ دھڑام سے نیچے گرا اور پھر اٹھا نہیں۔ اس کے سر کا پچھلا حصہ زور سے دیوار سے ٹکرایا تھا۔

لڑکی آنکھیں پھاڑے کبھی اس جسیم حبشی کو دیکھتی تو کبھی ساحر کو جس نے ایک ہی جھٹکے میں اپنے سے چار گنا بھاری جسم والے کو اٹھا کر دیوار پہ دے مارا تھا اور وہ دوبارہ اٹھ بھی نہ سکا تھا۔ اس کے لئے بے پناہ طاقت کی ضرورت تھی۔ ساحر اس حبشی کو اس لڑکی والی کرسی سے باندھ رہا تھا کہ کھٹک کی آواز سنائی دی۔ اس نے چونک کر کیمروں کی طرف دیکھا اور اس کا چہرہ سخت ہو گیا۔

"اوہ۔۔ انہوں نے کیمرے میں ہمیں چیک کر لیا ہے۔" اس لڑکی نے

کہا۔

"دروازہ آٹو میٹک لاک کے ذریعے بند کر دیا گیا ہے۔" ساحر نے دروازے کا ہینڈل کھینچتے ہوئے کہا۔

کیمرے آن تھے اور دونوں میں سے کسی نے بھی دھیان نہیں دیا تھا۔ اب بھاگنے کا رستہ بھی باہر سے لاک کر دیا گیا تھا۔ اس کا ذہن تیزی سے سوچ رہا تھا۔ اس نے جلدی سے اپنی کرسی کھینچ کر کیمرے کے نیچے کی اور اپنی کوٹ اتار کر کیمرے پہ ڈال دیا۔ پھر جبران، جس کو وہ کھول چکا تھا اس کا کوٹ بھی اتار کو دوسرے کیمرے پہ ڈال دیا۔ اسی باہر کی خاموشی سے بے چینی ہو رہی تھی۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اس نے تیزی سے بے ہوش ساتھیوں کی کرسیاں کھینچ کر دیوار سے لگانی شروع کر دیں۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو؟" لڑکی نے پوچھا۔

وہ کافی دیر سے خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ساحر نے جواب دینے کی بجائے اپنا کام جاری رکھا۔ لڑکی کے بھی اس کی پیروی کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کرسی نہ کھینچ پائی۔ وہ مسلسل کوشش کر رہی

تھی۔ لیکن شاید وزن کی استطاعت سے زیادہ تھا۔ پھر اس نے ساحر کے ساتھ مل کر کرسیاں کھینچنا شروع کر دیا۔ اس طرح انہوں نے بہت کم وقت میں ساری کرسیاں دیوار کے ساتھ لگا دیں۔ ساحر نے ایک دو کرسیوں کی پشت کو دیوار سے لگا کر انہیں ایکدوسرے کی طرف الٹا دیا۔ اب دونوں بندھے ہوئے افراد کا سر ایک دوسر کے ساتھ جڑ گیا تھا، پھر اس نے سامنے کی طرف بھی ایک کرسی کی اس طرح الٹائی کہ اس کی پشت اوپر کی طرف کر کے تھی۔ اس طرح دو افراد کے سر کرسی کے نیچے کَور ہو گئے۔

ثانیہ نے بھی تیزی سے اسی طرح ایک سیٹ اور بنایا جس میں ایک بندھا ہوا شخص فِٹ کیا۔ ساحر نے تب تک کرسیوں سے کھلے ہوئے دونوں لوگوں کو دیوار کی جڑ میں دونوں کے سر ملا کر لٹا کر ایک کرسی سے کَور کیا۔ یہ سب کام انہوں نے ایک منٹ کے اندر کر لیا۔ اس سے پہلے کے ساحر کرسی سیٹ کر کے سیدھا ہوتا ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ اور پھر لگا تار دھماکے شروع ہو گئے۔ عمارت لرزنا شروع ہو گئی تھی۔

"یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟" لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کس نے ایسے حملہ کر دیا ہے۔۔۔ ساتھ ہی

گڑ گڑاہٹ کی آواز آئی ایسے لگ رہا تھا جیسے زلزلہ آگیا ہو۔ چھت گرنے والی لگتی تھی۔ وہ لڑکی اب اس حبشی کی کرسی بھی دیوار کی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"دیوار کے ساتھ ہو جاؤ۔ چھت گرنے والی ہے۔۔"

ساحر نے چیخ کر اس لڑکی سے کہا لیکن اس نے جیسے بات ہی نہ سُنی ہو۔ اس کے آس پاس چھت گرنا شروع ہو گئی تھی۔ ساحر دیوار کے پاس تھا۔

"بے وقوفی مت کرو۔۔ دیوار کے ساتھ ہو جاؤ۔" ساحر نے چیخ کر کہا، لڑکی نے اس کی طرف دیکھا اور کرسی چھوڑ کر تیزی سے مڑی لیکن تب بہت دیر ہو چکی تھی۔ چھت اب مختلف جگہوں سے گر رہی تھی۔ ساحر نے ہونٹ بھینچ کر لڑکی کی طرف دوڑ لگا دی لیکن اسی وقت چھت ایک دھماکے سے نیچے کی طرف بڑھی۔ اگلے لمحے چھت اپنی اوپر والی عمارت کا ملبہ لئے نیچے آگری۔

عمارت تین منزلہ تھی۔ سارا ملبہ زمین بوس ہو چکا تھا۔ دونوں تنظیمیں۔ گرین گارڈز اور سوپر فور اپنے ملک سے ہزاروں میل دور ٹنوں بوجھ کے

نیچے اجتماعی قبر میں دفن ہو چکے تھے۔ ہر طرف غبار ہی غبار تھا۔ ابھی بھی دھماکوں کی بازگشت سنائی دے رہی تھی۔ کچھ دیر بعد فائر بریگیڈ اور ایمبولینس کے سائرن کی آواز آنا شروع ہو گئی۔ پولیس نے ملبے کے ارد گرد پٹی لگا کر جگہ کو گھیرے میں لے لیا۔ ریسکیو کی ٹیم ملبہ ہٹانے کو کوشش میں جُت گئی۔

ملبے کے وزن کی وجہ سے ریسکیو نے کرینیں منگوائی۔ رپورٹرز اور عام لوگ بھی جمع ہو چکے تھے۔ فائر بریگیڈ والے آگے بجھانے میں جُٹے ہوئے تھے۔ کرینوں کی مدد سے ملبہ اٹھایا جانے لگا تھا۔ ملبہ دیکھ کر اندازہ ہو تا تھا کہ اگر کوئی شخص اندر ہوا تو اس کی لاش ملنا بہت مشکل ہی ہو گا۔

بلیک سیکشن کا چیف اپنے کمرے میں موجود تھا۔ وہ کوئی فائل پڑھنے میں مصروف تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور جون مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

"مبارک ہو باس۔۔ مشن پورا ہو گیا۔" اس نے کہا۔

"اتنی جلدی۔۔ کیسے؟" چیف نے کہا۔

"اب تو میڈیا پہ بھی سب کچھ آ رہا ہے۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں۔ آپ سے ملنے کے بعد میں بلیک ٹائیگرز کلب کے سمتھ سے ملا اور اسے ٹارگٹس کے بارے میں معلومات دے کر نگرانی کرنے کو کہا۔ میرا پلان تھا کہ جس رہائش گاہ پہ وہ رکیں اسے ہی تباہ کر دیا جائے۔ آپ

جانتے ہیں کہ اس کا مخبری اور نگرانی کرنے والا سیٹ اپ کتنا وسیع ہے۔ ٹیکسی ڈرائیور سے لے کر پولیس ڈیپارٹمنٹ تک اس کے مخبر پھیلے ہوئے ہیں۔

سب سے پہلے ہمیں ان چار لوگوں کے بارے میں پتہ چلا جن کو آپ سوپر فور کہہ رہے تھے۔ وہ میک اپ میں تھے اور شہر میں تو ٹولیوں میں داخل ہوئے لیکن ایک پارک میں ان سب کو اکٹھے دیکھا گیا اور وہاں سے ان کی نگرانی شروع ہو گئی۔ پارک کی میٹنگ کے بعد وہ پھر ٹولیوں میں بٹ گئے اور جن ٹیکسیوں میں بیٹھ کر گئے ان ڈرائیورز کی مدد سے میرے گروپ کے لوگوں نے انہیں ان کی رہائش گاہ سے اٹھالیا۔ ان کی ساتھی لڑکی کے لئے ہمیں کافی انتظار کرنا پڑا۔ وہ بس کے ذریعے رہائش گاہ پہ پہنچی تھی۔ اس گروپ کو ہم نے اس لئے فوری نہ مارا تاکہ دوسرا گروپ بھی سامنے آجائے پہلے، میرے ذہن میں تھا کہ ہو سکتا ہے ان کی ضرورت پڑ جائے۔ ان چاروں کو میں نے ایک خفیہ اڈے پہ منتقل کر دیا۔ اور ہم دوسرے گروپ کا انتظار کرنے لگے۔

دوسرے گروپ کے لوگوں نے بے وقوفی کی۔ جس شخص کا حلیہ ہمارے پاس تھا وہ چہرے پہ تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ ٹرین اسٹیشن پہ ملا۔ میرا

خیال ہے کہ انہیں علم نہیں تھا کہ ہم اس کے بارے میں جانتے ہیں ورنہ وہ مکمل میک اپ کر کے آتے۔ اس کا پیچھا کرتے ہوئے سمتھ کے آدمی ایک کالونی میں پہنچے۔ وہ لوگ نگرانی کرتے رہے اور اس انتظار میں رہے کہ مکمل معلومات یا تصدیق کے بعد ہی اٹیک کریں گے۔ اسی وقت سمتھ کے ایک ڈرائیور مخبر نے سگنل دیا۔

وہ سگنل تب دیا جاتا ہے جب کسی کو ٹارگٹ یا کوئی مشکوک شخص مل جاتا ہے۔ جب وہ شخص ٹیکسی سے تھوڑی دیر کے لئے اترا تو ڈرائیور نے سمتھ کو کال کر کے اس کے بارے میں بتایا۔ سمتھ نے اسے نگرانی کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس ڈرائیور نے خبر دی کہ وہ اس مشکوک شخص کو کلب لا رہا ہے۔ اس نے سمتھ کو بتایا کے اس مشکوک شخص نے خود کلب کے بارے میں پوچھا ہے، اور وہ گاڑی خراب ہونے کا بہانہ کر کے باہر نکل کر کال کر رہا ہے۔ سمتھ نے اسے کہا کہ وہ ٹیکسی انڈر گراؤنڈ پارکنگ میں لانے کی کوشش کرے۔ ڈرائیور اس کوشش میں کامیاب ہو گیا اور سمتھ نے اس شخص کو بے ہوش کر کے اٹھا لیا۔

سمتھ کے نگرانی کرنے والوں آدمیوں کی نشاندہی پہ ہم نے اس کوٹھی پہ اٹیک کیا اور وہاں سے دو بے ہوش لوگوں کو اڈے پہ لے آئے۔ سمتھ

کے اڈے سے بھی ایک بے ہوش شخص کو ہم لے اپنے اڈے پہ لے آئے۔ اس طرح ہم نے کل سات لوگ اغواء کئے۔ ان کو پوچھ گچھ کے لئے باندھا گیا تھا۔ گروپ تو دونوں پکڑ چکے تھے لیکن ہم کنفرمیشن کرنا چاہتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ ہم ان کو مار کے مطمئن ہو جائیں اور ان کے پیچھے کوئی اور بھی نہ ہو۔ ان کو ہوش میں لانے کے لئے کلنگ سیکشن کا ایک آدمی، جیکی تہ خانے میں گیا۔ اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد انچارج نے تہ خانے میں لگے کیمرے آن کئے۔

تہ خانے کا منظر دیکھ کر انچارج حیرت کے مارے ساکت ہو گیا۔ جیکی زمین پہ بے حس و حرکت پڑا تھا۔ ان بے ہوش لوگوں میں سے ایک نوجوان اور لڑکی ہوش میں تھے اور وہ کرسیوں سے کھل چکے تھے۔ نوجوان نے جیکی کو ایک کرسی پہ باندھ دیا تھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی کھول رہے تھے۔ انچارج بوکھلا گیا لیکن اس نے عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے درازے کو آٹومیٹک لاک سے بند کیا اور سب کو بلڈنگ سے نکلنے کا کہا۔ بلڈنگ سے نکل کر انہوں نے وہ عمارت میں ایک نہایت طاقتور ٹائم بم فٹ کر دیا جس کی وجہ سے اب پوری عمارت زمین بوس ہو چکی ہے اور وہ ایجنٹس تہ خانے میں ہی تھے۔ ریسکیو کو ملبے سے پانچ

کرسیوں پہ بندھی ہوئی اور چار ویسے زمین پہ پڑی لاشیں ملی ہیں۔ جن میں ایک ہمارے آدمی کی لاش تھی۔ پوسٹ مارٹم میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ سب ایشیائی تھے۔ چہروں اور ہاتھوں پہ گریٹ کنگڈم کا میک اپ تھا لیکن باقی جسم بغیر میک اپ کے تھے۔ جس سے ان کے ایشیائی ہونا ثابت ہو گیا۔" جون نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔۔ یہ تو بڑی آسانی سے کام نپٹ گیا۔ مجھے تم سے ایسی کارکردگی کی امید تھی۔" چیف نے خوشی سے کہا۔

"شکریہ چیف۔ آپ کے الفاظ میرے لئے اعزاز ہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"اوکے۔ اگر ضرورت ہوئی تو میں کال کر لوں گا۔" چیف نے کہا تو جون نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر کمرے سے نکل گیا۔ اس کے کمرے سے نکلنے پہ چیف نے ریسیور اٹھایا اور کال ملائی۔

"لانسر سپیکنگ۔۔" ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"چیف آف بلیک سیکشن سپیکنگ۔" چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔ یس باس۔۔" لانسر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"آج جون نے ایک مشن مکمل کیا ہے۔ اس کا ٹارگٹ سات ایشیائی تھے جن میں ایک لڑکی اور چھ مرد شامل ہیں۔ ہاسپٹل سے پتہ کرو کہ کیا ان کی موت کنفرم ہے اور وہ ایشیائی ہی ہیں؟ پندرہ منٹ بعد دوبارہ کال کرتا ہوں۔ " چیف نے کہا اور کال بند کر دی۔ وقت پورا ہونے پہ اس نے دوبارہ لانسر کو کال کی۔

"یس۔۔" اس بار لانسر نے محتاط لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے؟" اس نے پوچھا۔

"باس۔ آپ کی انفارمیشن درست ہے۔ سات ایشیائی جن میں ایک لڑکی بھی شامل ہے، ایک عمارت کے تہ خانے سے مردہ حالت میں پائے گئے ہیں۔ کچھ کرسیوں پہ بندھے ہوئے تھے اور کچھ ویسے ہی۔ ایک حبشی کی لاش بھی ملی ہے۔ ایشیائیوں کے چہروں پہ گریٹ کنگڈم کا میک اپ تھا۔"

لانسر نے کہا تو چیف نے اوکے کہہ کر ریسیور رکھ دیا اب وہ مطمن ہو چکا تھا کیونکہ لانسر نے بالکل وہی رپورٹ دی تھی جو جون دے کر گیا تھا۔ اس نے انٹر کام پہ کال کی۔

"یس سر۔" ریسپشن پہ موجود لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"اب کسی کو بھی دس منٹ تک اندر مت آنے دینے۔" اس نے کہا اور کال بند کر کے میز کی دراز سے ٹرانسمیٹر نکالا۔ اور فریکوئنسی سیٹ کر کے کال کی۔

"ہیلو۔۔ چیف آف بلیک سیکشن کالنگ۔" اس نے کال کرتے ہوئے کہا۔

"یس ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔۔ کوڈ بتاؤ۔" مشینی آواز سنائی دی۔

"ٹرپل زیرو ون زیرو۔۔ سپیشل کال۔۔" چیف نے کوڈ بتائے۔

"ہولڈ کریں۔" جواب آیا اور مشینری نے اس کی آواز، لوکیشن چیک کی۔

"کس سے بات کرنی ہے؟" مشین نے پوچھا۔

"گرینڈ چیف سے۔" چیف نے جواب دیا۔

"یس۔۔ گرینڈ چیف سپیکنگ۔" ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"چیف آف بلیک سیکشن بارڈن سپیکنگ۔ چیف پاک لینڈ کے ایجنٹس ہٹ ہو چکے ہیں۔" چیف جس کا نام بارڈن تھا، نے کہا۔

"اوہ۔ اتنی جلدی۔ وہ ایجنٹس تو کافی تیز تھے۔" چیف نے چونک کر کہا۔

"یس چیف میں بھی کافی حیران ہوا۔ تصدیق کرنے کے بعد ہی آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں۔" بار نے کہا۔

"کس کے ذمے تھا یہ مشن؟" چیف نے پوچھا۔

"جون کے ذمے تھا چیف۔۔" بار نے کہا

"اوہ۔۔ پھر ٹھیک ہے۔ وہ کر سکتا ہے یہ کام۔ گڈ بارڈن۔۔ اب اصل مشن پہ فوکس کرو۔۔ ہمیں اُن کے ملک کو سبق سکھانا ہے۔ ان کے ایجنٹس بھی ضائع ہو گئے اور ملک بھی ہاتھ سے جائیگا۔" چیف نے زہریلے انداز میں کہا۔

"شکریہ چیف۔۔ میں اب اس پہ تیزی سے کام کرتا ہوں۔" بار نے تعریف پہ شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اور کال دوسری طرف سے ڈسکنکٹ ہو گئی۔

ایک بڑے سے کمرے میں چھ بیڈ لگے ہوئے تھے۔ جن پہ گریٹ کنگڈم کے باشندے تھے۔ سامنے صوفہ پہ ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ آج انہیں چوتھا دن تھا اس جگہ پہ ایڈمٹ ہوئے۔ پانچ لوگ تو دو دن بعد ہوش میں آچکے تھے جن میں وہ لڑکی بھی شامل تھی۔ اس کا بیڈ شاید الگ کمرے میں تھا۔ یہ سب گرین گارڈز اور سوپر فور کے ممبرز تھے۔

وہ سب نئے میک اپ میں تھے۔ ابھی تک کوئی بھی ان سے ملنے نہیں آیا تھا اس وجہ سے وہ اسی الجھن میں تھے کہ انہیں کون اس عمارت سے نکال کر لایا اور ان کا علاج کروا رہا ہے۔ اور ان کا میک اپ بھی بے ہوشی کے دوران ہی بدل دیا گیا تھا۔

ان کی بوریت مٹانے کے لئے وہاں دیوار پہ ایک بڑی سے ایل سی ڈی بھی رکھی گئی تھی۔ نیوز چینل سے انہیں اپنے ساتھ ہونے والی ٹریجیڈی کا پتہ چل چکا تھا۔ وہ یہ بھی جان چکے تھے کہ لوگوں کے لئے وہ مر چکے ہیں۔ آپس میں وہ سب گپ شپ تو کرتے رہے تھے لیکن اپنی شناخت کسی نے بھی نہیں کروائی تھی۔ اتنا تو وہ سمجھ چکے تھے کہ ایک گروپ انٹیلی جنس کا ہے اور ایک گرین گارڈز کا۔ سب چلنے پھرنے کے قابل ہو چکے تھے۔ لیکن ڈاکٹر نے ابھی انہیں بیڈ ریسٹ کرنے کو کہا تھا۔

ساحر کو ابھی تک بے ہوش رکھا گیا تھا۔ جبران اور کبیر کے علاوہ ایک اور شخصیت کو ساحر کی طویل بے ہوشی پریشان کر رہی تھی وہ تھی ثانیہ۔ اس نے سب کو ساحر کی جدوجہد کے بارے میں بتایا کہ کس طرح اس نے سب کو بچانے کے لئے بھاگ دوڑ کی۔ کبیر اور جبران تو ساحر کے بارے میں جانتے تھے، وہ زیادہ حیران نہ ہوئے لیکن سوپر فور عش عش اٹھے۔ انہیں بروقت اتنی تیزی سے کام کرنے کا انداز بہت پسند آیا۔ ان سب کے ریمارکس یہی تھے کہ اگر وہ اس نوجوان کی جگہ ہوتے تو ہوش سنبھالنا مشکل ہو جاتا اور وہ زیادہ سے زیادہ ایک دو کو بچا لیتے۔ انہیں ساحر کی دوراندیشی نے متاثر کیا۔ کیونکہ اس نے دروازہ بند ہوتے ہی خطرہ

بھانپ لیا تھا۔ اسی وجہ سے سب بچ پائے تھے لیکن سب کو بچانے والا ہی ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔

ثانیہ کو اتنا یاد تھا کہ دھماکوں کی وجہ سے اس دماغ جیسے ماؤف ہو گیا تھا۔۔ وہ نوجوان اس کی طرف دیکھ کر چیختے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا لیکن اسے کچھ سمجھ نہ آرہی تھی وہ بس اس حبشی کی کرسی کو کھینچنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر وہ نوجوان چھت گرنے سے پہلے اس کی طرف دوڑا تھا۔ اس کے بعد اسے کچھ پتہ نہیں کیا ہوا تھا۔

ڈاکٹرز نے سب کو تسلی دی تھی کہ ساحر کو احتیاطَ بے ہوش رکھا گیا ہے ورنہ کوئی خاص مسئلہ نہیں، سر پہ لگنے والی چوٹ کی وجہ سے یہ احتیاط برتی جارہی ہے اور اب وہ کافی حد تک صحت یاب ہو چکا ہے ہے خطرے کی کوئی بات نہیں لیکن اُن تینوں کی خواہش تھی کہ وہ جلدی ہوش میں آئے۔ اس وقت بھی وہ باتوں میں مشغول تھے۔

"تم لوگوں کی زبانیں ہیں کے بجلی کے میٹر۔۔ چلتی جارہی ہیں۔ رکنے کا نام ہی نہیں لیتیں۔"

اس آواز نے جیسے سب کے سوئچ آف کر دیا ہو۔ یکدم خاموشی ہو گئی۔

"کیا ہوا۔۔؟ بجلی بند ہو گئی؟"

وہ آواز دوبارہ سنائی دی تو جبران اور کبیر فوری اٹھ کر ساحر نے بیڈ کے پاس پہنچ گئے۔ دوسری طرف ثانیہ بھی تیزی سے اس کے بیڈ کے پاس پہنچ گئی۔ سب کے چہروں پہ خوشی جھلملا رہی تھی۔

"اللہ کا شکر ہے تمہیں ہوش آ گیا۔۔ ہم سب کتنے پریشان تھے۔" ثانیہ نے فوری کہا۔

"ہم سب۔۔۔؟" ساحر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی سب۔۔ تم تو گھوڑے بیچ کر سوئے تھے شاید۔" جبران نے ثانیہ کے چہرے کو ساحر کی بات پہ سرخ ہوتے دیکھ کر کہا۔

"گھوڑے بیچنا تو کسی اور کا کام ہے۔" ساحر نے مسکرا کر کہا اور ثانیہ بھی مسکرا اٹھی۔

اسے تہ خانے کا منظر یاد آیا، اس نے سب کے بے ہوش ہونے پہ یہی جملہ کہا تھا۔ کبیر ڈاکٹر کو بلانے چلا گیا۔ باقی دونوں واپس اپنے بیڈ پہ پہنچ چکے تھے۔

"ہم کس کے خرچے پہ عیش کر رہے ہیں؟" ساحر نے آہستگی سے اٹھتے

ہوئے پوچھا۔

وہ شاید ویسے ہی سستی کا شکار نظر آرہا تھا یا اتنی دیر بے ہوش رہنے کی وجہ سے ایسا تھا۔

"ابھی تک پتہ نہیں چلا۔" جبران نے جواب دیا تب تک کبیر، ڈاکٹر کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

"اوہ۔۔اوہ۔۔ آپ بیٹھ کیوں گئے ؟۔" ڈاکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں ہوتا ڈاکٹر۔۔" اس نے مسکرا کر کہا اور ڈاکٹر چپ کر گیا۔

"ہمیں کون لے کر آیا ہے یہاں ؟" ساحر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ لیکن آپ کے ہوش میں آنے کی اطلاع اس شخص کو دے دی گئی ہے۔" ڈاکٹر نے کہا اور ساحر نے سر ہلایا۔

ڈاکٹر اس کا چیک اپ کر کے اور چند ایک ہدایات دے کر نکل گیا۔

"اب یہاں سے کیسے نکلیں۔۔ تمہاری حالت بھی ٹھیک نہیں اور یہ بھی پتہ نہیں چل رہا کہ ہمارا محسن کون ہے اور ہم سے کیا چاہتا ہے۔" کبیر نے سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ بھی ابھی پوری طرح فِٹ نہیں؟"

ساحر نے باقی سب سے پوچھا اور انہوں نے اس بات کی تصدیق کر دی۔

"سارے سپاہی پہلے وار میں ڈھیر ہو گئے۔ اس طرح تو مشن لیٹ یا ناکام ہو سکتا ہے اور میری زندگی میں ایسا نہیں ہو سکتا۔" یہ کہتے ہی ساحر نے بیڈ سے اترنے کو کوشش شروع کر دی۔

"بے وقوفی مت کرو، بغیر ڈاکٹر سے پوچھے حرکت سے نقصان بھی ہو سکتا ہے۔"

ثانیہ نے سخت لہجے میں کہا تو اس کی ٹیم نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں کہ تمہیں بڑی فکر ہے کیونکہ ثانیہ کا مزاج کسی کی فکر کرنے والا تھا بھی نہیں۔ سب کی نظروں کو دیکھ کر وہ جواباً ان کو گھورنے لگی۔ لیکن ساحر دانت مسکراتے ہوئے کھڑا ہو چکا تھا۔

"آرام سے بیٹھ جاؤ۔"

ایک سخت آواز سنائی دی تو ساحر چونک گیا لیکن آواز سن کر اس کے چہرے پہ سکون چھا گیا۔

"یس سر۔۔" اس نے نے چونک کر کہا اور واپس بیٹھ گیا۔

سوپر فور کی نظریں دروازے کی طرف اٹھیں۔ دروازے پہ ایک پرکشش نوجوان کھڑا تھا۔ اسکی آنکھیں اور پیشانی اس کی ذہانت کا اعلان کرتی تھیں۔ وہ لمبے تڑنگے جسم کا مالک تھا۔ ثانیہ اور باقی ممبرز حیرت سے اسے اور ساحر کو دیکھ رہے تھے، ساحر ان کی تو سُن نہیں رہا تھا لیکن اس نوجوان کی بات سنتے ہی یس سر۔۔ کہتے ہوئے بیٹھ گیا۔ ثانیہ کے چہرے پہ چمک ابھری۔ اس کے ذہن میں جو پہلا خیال ابھرا وہ یہی تھا کہ وہ نوجوان ہی ان کا چیف ہو، اس نے دُعا کی کہ یہ خیال سچ ہو۔ وہ نوجوان دوسرے صوفہ پہ بیٹھ گیا۔

"مجھے امید نہیں تھی کہ وہ لوگ اس طرح اپنا ہی اڈہ اڑا دیں گے جس وجہ سے آپ لوگ یہاں پڑے ہیں۔ ملبے کو دیکھتے ہوئے میرا اندازہ تھا کہ تہ خانے تک پہنچنے تک کم از کم تین گھنٹے لگ سکتے ہیں۔ تب تک کسی کے زندہ رہنے کی امید نہیں تھی لیکن میں نے چانس مِس نہیں کیا۔

ان تین گھنٹوں میں مَیں نے تم سب کے قدو قامت کی لاشوں کا انتظام کیا۔ ڈاج دینے کی لئے لاشوں کے جسم پہ ایشیائی میک اپ کیا گیا اور چہروں پہ گریٹ کنگڈم کا۔ اس سے وہ لوگ کنفرم ہو گئے کہ لاشیں ایشیائی ہی ہیں۔ ایک تو ان کے ذہن میں یہ بات نہ تھی کہ اتنی جلدی تم

لوگوں کو نقلی لاشوں سے بدلا جا سکتا ہے۔ دوسرا یہ قدرتی بات تھی کہ میک اپ چہرے یا باقی نظر آنے والے حصوں پہ کیا جاتا ہے، جسم پہ میک اپ نہیں کیا جاتا۔

ٹائم بم کی وجہ سے ساری عمارت منہدم ہو چکی تھی۔ جب ملبہ ہٹانے کا کام شروع ہوا تو میرا ایک آدمی ایمبولینس کے ساتھ ڈاکٹر کے رُوپ میں ساتھ شامل ہو گیا۔ اور رستے میں ہم نے تم لوگوں کی جگہ نقلی لاشیں رکھ کر تمہیں نکال لیا۔" اس نوجوان نے پُروقار انداز میں بتایا۔

"سب کو کرسیوں کی ڈھال میں کس نے رکھا؟"

اس نے سب سے پوچھا تو جبران نے ساحر کی طرف اشارہ کیا، وہ نام لینے سے گریز کر رہے تھے۔

"گڈ۔ مجھے یہی امید تھی۔ آپ دیوار کے ساتھ کیوں نہیں گئیں؟"

اس نے یکدم ثانیہ سے پوچھا تو وہ ہڑبڑا گئی۔ وہ سب تو بڑی دلچسپی سے یہ سب سُن رہے تھے۔ سوال کی امید نہیں تھی تو ایک بار تو وہ ساکت ہوئی۔

"وہ۔۔۔ میں اس شخص کو بچانے کی کوشش میں تھی۔" ثانیہ نے جواب

دیا۔

"ہمدردی اچھی چیز ہے اور میں آپ کی کوشش کی قدر کرتا ہوں لیکن حالات کو دیکھ کر کبھی کبھی ایسے فیصلے لینے پڑتے ہیں جو عام زندگی میں انسان کو خود غرضی محسوس ہوتی ہے۔ آپ سب لوگ اپنے ملک کی عوام کے تحفظ کے لئے ہیں اگر آپ ہی جذباتی ہو کر سوچیں گے تو ملک کی کیا بنے گا یہ خود سوچ لیں۔" اس نے سنجیدگی سے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

ثانیہ کو اس کا یوں سمجھانا اچھا لگا کیونکہ وہ خود اس کی بات سے متفق بھی تھی۔ ملک کا ان سب کی تربیت سے عملی زندگی تک کثیر سرمایہ خرچ ہوا تھا جو کہ عوام کے ٹیکس سے ہی ادا کیا گیا تھا۔ جذباتیت کی وجہ سے ان کا کوئی بھی قدم خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ دورانِ مشن ان کو کچھ ہونے کا مطلب مشن کی ناکامی بن سکتی تھی جس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑ سکتا تھا۔

"آپ نے سوچا کہ آپ تو چھت کے درمیان میں تھیں تو چوٹیں اتنی کم کیسے لگیں؟" اس نے پوچھا تو ثانیہ نے اس کی طرف استفہامیہ نظروں سے دیکھنے لگی کیونکہ یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔

"اس نے خود کو آپ کے اوپر سائبان کی طرح گرا لیا تھا۔ میرے خیال سے یہ آپ کو ہٹانے کے لئے دوڑا ہوا گا لیکن چھت گرنے کی وجہ سے مکمل طور پہ دیوار تک نہیں پہنچا۔ آپ کے سر پہ جو چوٹ لگنی تھی وہ اس کے سر پہ لگی ہے جس وجہ سے اسے جان بوجھ کر بے ہوش رکھا گیا تھا۔" اس نے ساحر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

ثانیہ یہ جان کر سُن ہو گئی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کہے۔ اسے پتہ تھا کہ اس کوشش میں وہ نوجوان مر بھی سکتا تھا اور وہ رسمی انداز میں شکریہ کہہ کر اس کے احسان کو ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"علاج کے علاوہ تم لوگوں کے میک اپ بھی بدل دیے گئے ہیں۔ میک اپ اس وجہ سے بدلے ہیں کہ آپ سب الگ الگ خفیہ ادارے سے ہیں تو ایک دوسرے پہ ظاہر ہونا مناسب نہیں تھا۔ اب تم سب لوگ سلیٹ کے لئے تو مر چکے ہو۔ جب وہ تمہیں مردہ سمجھ رہے ہیں تو کام کرنے کا سنہرا موقع ہے لیکن تم کام کرنے کے قابل بھی نہیں ہو ابھی۔" اس نے سب سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس کی کارکردگی اور انداز نے سوپر فور کے ساتھ ساتھ گرین گارڈز کو بھی مسحور کر رہا تھا جس نے ہر پہلو کو دھیان میں رکھ کر سب کی زندگی

بچانے کے ساتھ ساتھ سب کا راز بھی ایک دوسرے پہ افشا نہیں ہونے دیا۔

"آ۔۔ آپ کون ہیں؟" فواد نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

اس پہ نوجوان نے سوپر فور کی طرف دیکھا۔۔ اس نوجوان کی نظریں جیسے ان کو سکین کر رہی تھیں، وہ سب گھبرا گئے جبکہ ساحر اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پہ یہ سوال سُن کر مسکراہٹ چھا گئی۔ ثانیہ سانس روکے جواب کی منتظر تھی۔

"چیف آف گرین گارڈز۔۔"

جیسے ہی اس نوجوان کے منہ سے نکلا وہ اچھل پڑے ۔ ثانیہ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا کیونکہ اسے اسی جواب کی امید تھی۔ اب کرنل عابد کی بات بھی کنفرم ہوگئی تھی کہ گرین گارڈز کا چیف نوجوان لگتا ہے۔ چیف کے سامنے ہونے کا مطلب تھا کہ ان کے ساتھ جو تینوں افراد ہیں وہ گرین گارڈز سے متعلق ہیں۔

ثانیہ کو ساحر پہ غصہ آرہا تھا جس نے کہا تھا کہ اسے ہائر کیا گیا ہے۔ وہ اسے گھور رہی تھی جب فواد نے اس اشارہ کیا تو وہ جھینپ گئی۔

"آپ لوگ ریسٹ کریں۔" چیف نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"چیف ہمارا مشن؟" ساحر نے بے تابی سے کہا۔

"مشن تم لوگ ہی پورا کرو گے۔ مجھے حملہ آوروں سے حساب برابر کرنا ہے۔ انہوں نے میرے ملک کے محافظوں پہ حملہ کر کے زندگی کی بھیانک غلطی کی ہے۔" چیف کی غراہٹ بھری آواز آئی۔

اس کی غراہٹ سن کر سب کے جسموں میں سرد لہر دوڑ گئی، اب تک تو وہ بڑے سکون سے بات کر رہا تھا لیکن اچانک ہی اس کا موڈ بدل گیا۔ ساحر کے چہرے کا رنگ بھی ایک بار بدلا، تب تک چیف نکل چکا تھا۔

"اب اُن کی خیر نہیں۔" کبیر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اب وہ لوگ موت کا اصلی چہرہ دیکھیں گے۔" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

سوپر فور حیرانی سے ان کو دیکھ رہے تھے جو اپنے اکلوتے چیف پہ بھروسہ کر کے مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہے تھے جیسے چیف پکنک پہ گیا ہو لیکن ان کی حیثیت فی الحال تماشائیوں جیسی تھی۔ وہ گرین گارڈز سے پہلے مشن پورا کرنا چاہتے تھے لیکن انہیں بہتر ہونے میں ابھی دو تین دن

درکار تھے۔

گرین گارڈز اور سوپر فور دونوں اس بات پہ چیف کے سحر میں گرفتار تھے جو پرائے دیس میں ایک محافظ کی طرح ان کے ساتھ تھا۔

بلیک ٹائیگرز کلب کا مالک سمتھ اپنے آفس میں بیٹھا دفتری معاملات نپٹا رہا تھا۔ جون کا دیا ہوا ٹاسک وہ بڑی آسانی سے پورا کر چکا تھا۔ اسے خبر مل چکی تھی کہ فاسٹ گروپ نے سب ایشیائی ایجنٹس کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

وہ ایک فائل پہ جھکا ہوا تھا کے انٹر کام کی بیل بجی۔

"یس۔۔" اس نے تحمکانہ لہجے میں کہا۔

" سر ایک شخص آیا ہے، کہتا ہے کہ کچھ دن پہلے جو دھماکہ ہوا ہے اور ایشیائی مرے ہیں، اس متعلق کچھ معلومات دینا چاہتا ہے۔" ایک لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"معلومات۔۔ کس قسم کی معلومات؟" اس نے چونک کر پوچھا۔

"باس وہ کہتا ہے کے آپ کو ہی بتائے گا۔" لڑکی نے کہا۔

"میری بات کراؤ۔" سمتھ نے کہا

"ہیلو۔۔" ایک تیز آواز سنائی دی۔

"کیا معلومات ہیں تمہارے پاس؟" سمتھ نے پوچھا۔

"سوری۔۔ میں مل کر ہی بتاؤں گا۔ اشارے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ایجنٹس ختم نہیں ہوئے۔" دوسری طرف سے جواب آیا تو سمتھ اچھل پڑا۔

"میرے پاس فضول باتوں کا وقت نہیں۔" سمتھ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔۔ تمہاری مرضی۔" اور کال بند ہوگئی۔

سمتھ ریسیور کو گھورنے لگا، اس نے منع تو کر دیا تھا مگر سامنے والی کی بے پرواہی اور اس کی بات نے شک کا جو کیڑا اس کے دماغ میں ڈالا تھا وہ اسے روک نہ سکا اور جلدی سے کال ملائی اور اس لڑکی کو کہا کہ نوجوان کو اندر بھیج دو۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ لوگ مرے نہیں تو مشن تو ابھی پورا

نہیں ہوا۔ اس وجہ سے اس نے فون والے شخص کو اندر بلا لیا۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان داخل ہوا۔ وہ گریٹ کنگڈم کا باشندہ تھا۔ تیزی سے چلتا ہوا وہ سمتھ کی طرف بڑھا۔ سمتھ چونک کر کھڑا ہو گیا اس کا ہاتھ میز کی دراز کی طرف بڑھا۔ وہ نوجوان میز کی سائیڈ پہ آ کر یکدم رکا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

سمتھ جو الرٹ تھا، اس نے ہڑبڑا کا ہاتھ آگے بڑھایا۔ نوجوان نے گرم جوشی سے اس کا ہاتھ تھاما اور جھٹکے سے سمتھ کو اپنی طرف کھینچا اور سر سے زور سے ٹکر سمتھ کی ناک پہ ماری، سمتھ اوغ کی آواز نکال کر پیچھے ہوا۔ نوجوان نے فوری ایک اور ٹکر دے ماری۔ سمتھ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ نوجوان نے ایک ہاتھ سے اس کی گردن پہ دباؤ ڈالنا شروع کیا، چند لمحوں میں سمتھ بے ہوش ہو چکا تھا۔ نوجوان نے اسے کرسی پہ واپس پھینکا اور کمرے کو اندر سے لاک کر دیا۔ پھر وہ سمتھ کی طرف بڑھا اس نے سمتھ کی ٹائی اتار کر اس کے ہاتھ پہلے آپس میں باندھے، پھر کرسی کے ایک بازو سے باندھ دیئے۔ پھر اس کی بیلٹ اتار کر اس کے پاؤں باندھ دیئے۔ پھر اس نے سمتھ کے چہرے پہ تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی اس کے جسم میں ہوش میں آنے کے اثرات

ظاہر ہوئے تو نوجوان پیچھے ہٹ گیا۔ سمتھ کی ناک سے خون بہہ کر اس کے کپڑوں کو رنگین کر رہا تھا۔ نوجوان نے ارد گرد دیکھا اور میز پہ موجود پنسل اور سٹیپلر کو کھسکا کر اپنے سامنے کیا۔ اس نے سٹیپلر کے اندر سوئیاں چیک کیں۔ اس میں ڈھیر ساری پِنیں دیکھ کر اس نے سر ہلایا۔

"کک۔ کک۔ کون ہو تم۔۔ تمہاری جرات کیسے ہوئی مجھ پہ ہاتھ اٹھانے کی؟" اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس طرح۔۔"

نوجوان نے سرد لہجے میں کہا اور بال پین زور سے اس کی ران میں گھسا دی۔ سمتھ کی دردناک چیخ نکلی لیکن وہ نوجوان رکا نہیں۔ وہ مسلسل بال پین کے مختلف حصوں پہ وار کرتا رہا اور سمتھ تو جیسے چیخ چیخ کر بے حال ہو گیا۔

"رک جاؤ۔۔ کک۔۔ کک۔۔ کیا چاہتے ہو؟" اس نے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہیں کس نے ایشیائی افراد کی نگرانی کا کہا تھا؟" نوجوان نے سخت لہجے میں کہا، ساتھ ہی اس نے بال پین والا ہاتھ بلند کیا۔

جون نے۔۔ جون نے کہا تھا۔" سمتھ نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"کہاں ملے گا جون؟" اس نے پوچھا مگر سمتھ چپ رہا۔

اگلے لمحے بال پین سمتھ کی بائیں آنکھ میں گھس گئی۔ سمتھ کی ایسے چیخ نکلی جیسے اس کی جان نکل گئی ہو۔

نوجوان نے بال پین اس کی آنکھ میں گھمانی شروع کر دی۔

"جون کہاں ملے گا؟" اس نے بے رحم انداز میں پوچھا۔

"بب۔ بتاتا ہوں۔۔ اس عذاب کو روکو پلیز۔۔ بتاتا ہوں۔" سمتھ نے منت کرتے ہوئے کہا۔ تو نوجوان نے بال پین آنکھ میں ہی چھوڑ دی۔

"اس کو باہر نکالو پلیز۔۔" اس نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"جون کے بارے میں بتاؤ۔ پھر نکالوں گا۔ جلدی کرو۔"

نوجوان نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کے آنکھوں میں درندوں جیسی چمک تھی۔ سمتھ نے جلدی جلدی جون کے بارے میں تفصیل بتائی۔

"ایشیائی افراد جس کوٹھی میں تھے، اس کو تباہ کس نے کیا تھا؟" اس نے پوچھا۔

"وہ جون کے کلنگ گروپ کا انچارج ہے، اسے بلیک ڈاگ کہتے ہیں۔

"سمتھ نے جواب دیا۔

"بلیک ڈاگ کا ٹھکانہ بتاؤ۔" اس نے پوچھا تو سمتھ نے اس کے ٹھکانے بتائے۔

اس کی حالت اب کافی خراب ہو چکی تھی۔

"کیا تمہیں سلیٹ نامی تنظیم کے بارے میں کچھ پتہ ہے؟" اس نے سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ بالکل بھی نہیں۔۔" سمتھ نے جواب دیا۔

"جون اور بلیک ڈاگ کا حلیہ اور ان کے رابطہ نمبر بتاؤ۔" اس نے پوچھا تو سمتھ نے تیزی سے بتانا شروع کیا۔

"تمہیں میرے بارے میں کس نے بتایا؟۔۔" سمتھ نے پوچھا۔

"جو لوگ بم فٹ کر کے نکلے تھے ان کی گاڑیاں یہیں ہیں اور انہیں ملنے والے وی آئی پی پروٹوکول نے مجھے سب سمجھا دیا تھا۔" اس نے جواب دیا۔

"تت۔۔تت۔۔ تم کون ہو؟ تم بہت ظالم ہو۔" سمتھ نے اٹکتے ہوئے

پوچھا۔

"تم نے جن لوگوں کی مخبری کی اور وہ مارے گئے، میں ان کا چیف ہوں۔" اس نے غرا کر کہا۔

"چچ۔ چچ۔ چیف۔۔ اوہ۔۔۔ اوہ۔۔ مجھے معاف کر دو۔ میں آئندہ ان کے خلاف کام نہیں کروں گا۔ میں جان گیا ہوں کہ تم لوگ میرے بس سے باہر ہو۔ پلیز۔۔" سمتھ نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"میں اپنی ٹیم پہ حملہ کرنے والے کو نہیں چھوڑ سکتا۔ تمہیں میں نشانِ عبرت بناؤں گا تا کہ باقی لوگ یہ سمجھ جائیں کہ میری ٹیم ممبرز کی جان اتنی سستی نہیں۔"

اس نے سرد لہجے میں کہا اور سمتھ کی آنکھ سے پینسل نکال کر اس کی گردن میں گھسا دی۔ سمتھ کے جسم کو زور کا جھٹکا لگا۔ چند جھٹکے کھانے کے بعد اس کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا۔

"میں اس حملے سے جڑے سارے لوگ تمہارے پیچھے بھیجنے والا ہوں۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے فون اور انٹر کام کے ریسیور اٹھا کر سائیڈ پہ رکھ دیئے اور چیزوں سے انگلیوں کے نشان مٹا کر باہر نکل گیا۔

"باس نے کہا ہے کہ ابھی ملاقات کے لئے کسی کو بھی مت بھیجنا۔ وہ کسی سے بات کرنے میں مصروف ہے۔" اس نے کاؤنٹر پہ موجود لڑکی سے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

کلب سے نکل کر اس نے ستون کی آڑ میں چہرے سے ماسک اتارا اور کوٹ کو الٹا کر کے پہن لیا۔ اس نے ڈبل میک اپ اور ڈبل کوٹ استعمال کیا تھا کیونکہ وہ تیز رفتاری سے سب تک پہنچنا چاہتا تھا تا کہ کوئی چھپ نہ سکتا۔ وہ ٹیکسی میں سوار ہوا۔ اب اس کا رخ بلیک ڈاگ کے اڈے کی طرف تھا۔ اس کا دوسرا میک اپ بھی مقامی باشندوں جیسا تھا۔ گنجان آباد کالونی میں پہنچ کر وہ ٹیکسی سے اترا اور کرایہ دے کر پیدل ہی ایک طرف چل پڑا۔ چلتے چلتے وہ ایک بڑی سے کوٹھی کے گیٹ پہ پہنچا۔ اس نے بیل بجائی تو گیٹ کی

کھڑکی سے ایک ڈراؤنا چہرے نمودار ہوا۔

"کیا ہے؟" اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"مجھے بلیک ٹائیگرز کلب کے سمتھ نے بھیجا ہے۔ بلیک ڈاگ کے لئے ضروری معلومات ہیں ایک ایشیائی ٹیم کے بارے میں۔" اس نے اعتماد

بھرے لہجے میں کہا۔

"بھاگ جاؤ۔ یہاں کوئی بلیک ڈاگ نہیں رہتا۔" اس نے غرا کر کہا۔

"اوکے۔۔ جب جون کو پتہ چلا کہ اس کے دشمنوں کی اطلاع تمہاری وجہ سے بلیک ڈاگ تک نہیں پہنچی تو تم جواب دے لینا۔" اس نے لاپرواہی سے کہا اور مڑ گیا۔

"رکو۔۔ وہ معلومات فون پہ بھی تو دے سکتا تھا۔" اس نے مشکوک انداز میں پوچھا۔

"یہ پھر تم اس سے ہی پوچھ لو۔۔ ہو سکتا ہے وہ تم سے کم عقلمند ہو۔" نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن وہ اس کی دلیل سے دل میں خوش ہوا تھا۔

"آ جاؤ اندر۔۔ لیکن تم نے اگر کوئی مستی کی تو جان سے جاؤ گے۔" اس نے پیچھے سے آواز دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے مستی کرنا نہیں آتا۔" اس نے سرد لہجے میں ذو معنی بات کرتے ہوئے کہا لیکن گیٹ کیپر یہ بات نہیں سمجھ سکتا تھا۔

وہ گیٹ کیپر کے پیچھے چلتا ہوا ایک بڑے سے ڈرائینگ روم میں پہنچا۔

گیٹ کیپر اسے بٹھا کر باہر چلا گیا۔ نوجوان نے کمرے کا جائزہ لیا اور اٹھ کر دروازے کے نزدیک کرسی پہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں بلیک ڈاگ اندر داخل ہوا۔ وہ ایک بڑے چہرے والا سفاک انسان تھا۔ اس کی کمر کے ساتھ ہولسٹر میں ریوالور تھا۔ اس کے انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مارشل آرٹ سیکھا ہوا ہے۔ اس کے پیچھے دروازہ بند ہو گیا۔

"کون ہو تم؟ سمتھ کے پاس پہلے تو کبھی نہیں دیکھا تمہیں۔" اس نے

حیرت سے پوچھا۔

"میں پاگل کتوں کا علاج کرتا ہوں۔" نوجوان نے پر سکون لہجے میں کہا تو بلیک ڈاگ کے چہرے کے عضلات سخت ہو گئے۔

"تمہاری یہ جرات کے تم میری بے عزتی کرو۔" اس نے ریوالور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کہ وہ ریوالور نکالتا۔ نوجوان کے سامنے موجود تپائی بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔ اس نے بھی پھرتی سے جھک کر اپنے آپ کو بچایا۔ لیکن جھکنے کی وجہ سے وہ بچ تو گیا مگر اس کے سیدھے ہونے سے پہلے اس نوجوان کی کک ہوا میں بلند ہوئی اور اس کے پاؤں کی ایڑی

بلیک ڈاگ کی گردن پہ پڑی۔ کک کھا کر وہ منہ کے بل گرا لیکن گرتے ہوئے اس نے نوجوان کی دونوں ٹانگیں بھی کھینچ لیں۔

نوجوان کا توازن بگڑا، وہ پشت کے بل زمین پہ گرنے لگا لیکن کمال پھرتی سے اس کے ہاتھ سر سے پیچھے مڑے اور وہ ہاتھوں پہ لینڈ ہوا، گرنے کی بجائے وہ وہیں سے فوری جھٹکا کھا کر واپس کھڑا ہوا۔ اس سارے عمل میں چند سیکنڈز ہی لگے تھے کھڑے ہوتے ہی وہ اپنے سامنے گرے ہوئے بلیک ڈاگ پہ جھکا اور ایک تپا تلا مکہ اس کی پشت پہ پسلیاں ختم ہونے کی جگہ پہ پڑا اور اس کی ٹانگوں پہ بلیک ڈاگ کی گرفت ڈھیلی ہوئی تو وہ جمپ لے کر پیچھے ہٹ گیا۔ بلیک ڈاگ بھی جمپ لے کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"تم ہو کون۔۔؟" اس نے حیرت سے نوجوان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ نوجوان کے پھرتی سے بہت حیران نظر آ رہا تھا لیکن نوجوان نے جواب دینے کی بجائے اس کی طرف دوڑ لگا دی۔ بلیک ڈاگ نے ہٹنے کی بجائے کک کرنے کے لئے ٹانگ اٹھائی۔ اس طرح دوڑ کے آنے والا اپنی تیزی اور اپنی ہی طاقت کا نشانہ بن کر سامنے والی کے کک سے جا کر ٹکراتا تھا۔ اس داؤ میں اچھے اچھے پھنس جاتے تھے لیکن سامنے تو گرین

گارڈز کا چیف تھا۔

وہ بلیک ڈاگ کے قریب پہنچا اور ہاتھ کے بل پہ وہ کیپ ویرا فائٹنگ سٹائل میں گھوما۔ اس کی ٹانگیں پنکھے کی طرح ہوا میں ہر طرف گھومنا شروع ہوئیں۔ اس کا یہ انداز دیکھ کر بلیک ڈاگ ایک لمحے کے لئے ٹھٹک گیا اور یہی غلطی اسے بہت مہنگی پڑی۔ پہلی کک اس کے ٹخنوں پہ، دوسری گھٹنوں پہ پڑی اور وہ ایک سائیڈ پہ لڑکھڑایا۔ اس کا جھکاؤ ایک سائیڈ پہ ہوتے ہوئی کک سیدھی اس کے جبڑے پہ پڑی، اگلی کک اس کی گردن پہ پڑی اور وہ حواس باختہ ہو گیا۔ شاید اس انداز کی فائٹ سے اس کا پہلی بار واسطہ پڑا تھا اسے کک سے بچنے کا موقع ہی نہ مل رہا تھا۔ نوجوان نے قلابازی ماری اس کے دونوں پاؤں اکٹھے ہوئے اور اینٹی کلاک وائز سمت میں سیدھے بلیک ڈاگ کے سینے پہ پڑے وہ اُچھل کر پشت کے بل زمین پہ گرا تو دھماکہ ہوا۔ نوجوان ایک لمحے رکا اور آگے بڑھ کر بلیک ڈاگ کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور اس سر سے اوپر اٹھا کر گھما کر دیوار سے دے مارا۔ اس کے منہ سے کان پھاڑ کربناک چیخ نکلی۔ اس کا سر تربوز کی طرح پھٹ چکا تھا۔ نوجوان کا انداز بھوکے شیر جیسے تھا۔ اسے راہداری میں دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے تیزی سے بلیک ڈاگ کے

ہولسٹر سے پسٹل نکالا اور دروازے کے ساتھ ہو گیا۔ قدموں کی آواز سے لگتا تھا کے تین یا چار لوگ ہیں۔

"باس۔۔ باس۔۔ کیا ہوا؟" باہر سے آواز آئی۔

"کچھ نہیں۔ تم لوگوں نے غلط آدمی کو اندر کیسے آنے دیا۔ اس کی لاش اٹھا کر لے جاؤ اب۔" اس کے منہ سے ہو بہو بلیک ڈاگ جیسے کرخت آواز نکلی۔

"یس باس۔۔" وہ آواز آئی اور دروازہ کھلا۔ دروازہ کھلتے ہی وہ لوگ تیزی

سے اندر داخل ہوئے اور سامنے بلیک ڈاگ کو پھٹے سر کے ساتھ دیکھ کر وہ چونکے۔ اس سے پہلے کہ وہ مڑتے، نوجوان کے پسٹل نے اپنا کمال دیکھایا۔ وہ چاروں گن سیدھی کئے بغیر سیدھے ہوتے گئے۔ اس نے ایک کو جان بوجھ کر ران میں گولی ماری تھی، اس کے علاوہ سب کے سروں میں سوراخ تھے۔

"اور کتنے لوگ ہیں اس عمارت میں؟" اس نے کرخت انداز میں پوچھا۔

"ایک۔۔ ایک اور ہے، گیٹ پہ۔" اس شخص نے جواب دیا اور پسٹل

سے شعلہ نکلا اور اس زخمی کی زندگی کا دِیا بجھ گیا۔

نوجوان نے ایک گن اٹھائی، پسٹل بھی ہاتھ میں ہی رکھا تیزی سے باہر کی طرف بڑھا۔ وہ بہت محتاط انداز سے بڑھ رہا تھا کیونکہ فائرنگ کی آواز ضرور گیٹ تک جا چکی تھی۔ اس کا اندازہ ٹھیک تھا۔

گیٹ کیپر اپنی گن پکڑے تیزی سے دوڑا چلا آ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ رینج میں آیا، پسٹل سے فائر ہوا اور وہ دوڑتا ہو زندگی کی لائن کراس کر گیا۔ نوجوان نے آگے بڑھ کر اسے کندھے پہ لادا اور عمارت کے اندر لے گیا۔ اس نے ساری عمارت کی تلاشی لی۔ تہ خانے کو ٹارچر روم کی طرح استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ ایک کمرے میں اسلحہ اور چست لباس کا سٹاک تھا۔ ایک آفس نما کمرہ تھا اور دو رہائشی کمرے تھے آفس میں کمپیوٹر دیکھ کر اس کے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا۔ اس نے سسٹم آن کر کے اس کا پاسورڈ توڑا۔ انٹرنیٹ پہ اس نے اوپن کلب گریٹ کنگڈم کا نام ٹائپ کر کے سرچ کیا اور کلب کی مختلف اینگل سے لی گئی تصویریں دیکھیں۔

کافی دیر مغز کھپانے کے بعد اس کے ذہن میں کلب کی عمارت کو دیکھ کر ایک خطرناک منصوبہ آیا اور وہ اٹھ کر رہائشی کمرے میں گیا، اس نے

وہاں سے اپنے لئے لباس چنا۔ لباس بدل کر اس نے کوٹ کی جیب سے نیا ماسک نکال کر چہرے پہ ایڈجسٹ کیا۔ اس نے عمارت کی تلاشی لی۔ اسلحہ کے کمرے سے دوربین اور کچھ اسلحہ اٹھایا۔

بیگ میں ڈالا اور انہی کی گاڑی کی ڈگی میں رکھ کر واپس پلٹا۔ ساتھ اس نے وائر شوٹنگ گن بھی رکھی جس کی مدد سے وہ ایک بلڈنگ سے دوسری بلڈنگ تک جا سکتا تھا۔ وہ دوبارہ اسلحہ سٹور پہنچا۔ ایک ٹائم بم پہ پنتالیس منٹ ٹائم ایڈجسٹ کر کے وہ باہر نکل گیا۔

گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ کر اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ کے پاس رک کر وہ گیٹ کیپر کے کمرے میں گیا اور وہاں سے ایک تالا پکڑے اس نے خود ہی گیٹ کھولا، گاڑی باہر روکی اور گیٹ پہ نمبروں والا تالا لگا کر وہ وہاں سے نکل گیا۔

اب اس کا رخ ایک خطرناک کلب کی طرف تھا جہاں اس وقت جون مل سکتا تھا۔ وہاں ہر وقت لڑائی جھگڑے اور مار اماری ہوتی تھی۔ کلب کے اندر قتل کرنا بہت معمولی بات تھی۔ پورے شہر کے اشتہاری مجرم وہاں پائے جاتے تھے۔

یہ کلب جون کی ملکیت تھا جہاں وہ رچرڈ کے نام سے حکومت کرتا تھا۔ یہ لوگوں کو دکھانے کے لئے اس کا نقلی سیٹ اپ تھا۔ لیکن یہ اس کے اندر کی حیوانیت بھی ظاہر کرتا تھا۔ یہ کلب ایک لحاظ سے ہر جرم کے لئے ایک اوپن جگہ تھی جہاں کسی کو کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ نوجوان نے کلب سے ملحقہ پلازہ کی پارکنگ میں گاڑی پارک کی۔

سامان کا بیگ اٹھایا اور بلڈنگ کی چھت پہ پہنچ گیا۔ اس نے ایک محفوظ مقام دیکھ کر دوربین آنکھوں سے لگائی اور اوپن کلب کی عمارت اور چھت کا جائزہ لیا۔ چھت پہ دو افراد گنوں کے ساتھ موجود تھے۔ وہ گشت کے انداز میں چل پھر رہے تھے۔ ایسے میں انہیں مار گرانا بہت مشکل تھا۔ بنا بنایا کام بگڑ سکتا تھا۔

اس نے دوربین سائیڈ پہ رکھی اور ایک بے آواز دور مار رائفل نکال کر نشانہ لگایا۔ اس نے بڑی مہارت سے یک بعد دیگرے گشت کرتے ہوئے افراد کی کھوپڑیاں اڑا دیں۔ شوٹنگ گن سے اس نے تار کلب کی عمارت کی چھت کی طرف شوٹ کی۔ تار سیدھی سائن بورڈ کے ایک ستون اور پائپ کے درمیان پھنسی۔

یہ اس کے بہترین نشانے کے سبب ممکن ہوا تھا۔ تار کا دوسرا اسرا اپنے والی عمارت کے چھوٹے سے ستون کے ساتھ مضبوطی سے باندھا ۔ سامان کا بیگ کندھے پہ لادے اس نے تنی ہوئی تار پہ ہک ڈالا اور بلڈنگ سے جمپ لے کر تار سے لٹک گیا۔ وہ تیز رفتاری سے کلب کی چھت کی طرف بڑھا۔ چھت کے اوپر پہنچتے ہی اس نے ہک چھوڑا اور پیراٹروپنگ والے انداز میں رول ہوتے ہوئے چھت پہ چھلانگ لگا دی۔ چھت پہ پہنچتے کر اس نے بیگ سے اسلحہ نکال کر جلدی سے اپنے آپ کو اسلحہ سے لیس کیا اور بیگ کو سائن بورڈ کے ستون کے ساتھ چھپا دیا۔ پھر وہ منڈیر کی طرف بڑھا۔

نیچے پارکنگ میں کاریں ہی کاریں موجود تھیں اس نے زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ ایک ساتھ تین چار ہینڈ گرنیڈز کی پنیں کھینچ کر نیچے پھینک دیئے۔ یکے بعد دیگرے زوار دار دھماکے ہوئے اور کلب میں شور بلند ہوا۔ وہ مسکراتا ہو سیڑھیوں کی طرف دوڑا۔ مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس وقت وہ ایک کمانڈو لگ رہا تھا۔ تیسری منزل پہ پہنچ کر وہ کمرہ نمبر چھ کی تلاش کرنے لگا۔ کمروں کے نمبر رینڈم تھے۔ کمرہ نمبر چھ کا دروازہ بند تھا۔ اس نے زور زور سے دروازہ بجایا۔

"کون ہے؟" اندر سے غصیلی آواز سنائی دی۔ وہ شاید نیچے ہونے والے دھماکوں کے حوالے سے مصروف تھا۔ یہ جون کی آواز تھی۔

"باس میں ہوں۔ بلیک ڈاگ۔۔ دروازہ کھولیں۔" اس کے منہ سے بلیک ڈاگ کی آواز نکلی۔

"سمتھ کو کسی نے۔۔۔ تم۔۔ تم کون ہو اور بلیک ڈاگ کہاں ہے؟"

جون جو فون پہ بزی تھا اس نے پہلے نوجوان کی طرف دیکھے بغیر بات شروع کی لیکن اس پہ نظر پڑتے ہی اس نے چونکتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور اس کا ہاتھ میز پہ رکھے پسٹل کی طرف بڑھا۔ اسی وقت نوجوان کی گن سے فائر ہوا اور گولی سیدھی اس کے ہاتھ پہ لگی اور وہ چیخ کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے ہاتھ سے خون تیز رفتار سے جاری ہو گیا۔

"تم۔۔ کمینے۔۔ کون ہو تم؟" اس کے منہ سے پھول جھڑے۔

"سلیٹ کے خاص ایجنٹ سے اس قسم کی زبان استعمال کرنے کی امید نہیں تھی مجھے۔" نوجوان نے سخت لہجے میں کہ مگ تیر چھوڑا اندھیرے میں ہی۔

"کک۔ کک۔۔ کیا کہا تم نے۔۔؟" اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر جون عرف رچرڈ۔۔ تمہارا مخبری نیٹ ورک کا انچارج سمتھ مارا گیا ہے، فاسٹ گروپ کے کلنگ سیکشن کا انچارج بلیک ڈاگ اپنے ویسٹ ایریا والے اڈے میں پانچ لوگوں کے ساتھ مارا جا چکا ہے اور اس کا وہ اڈہ بھی راکھ بننے والا ہے۔ صرف تم باقی رہ گئے ہو۔" اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔۔ یہ ناممکن ہے۔" جون نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"میں یہ سب کر کے ہی تمہارے پاس پہنچا ہوں۔" اس نے کہا۔

"تم۔۔ ایک آدمی نے۔۔ تت۔۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔" جون نے بے یقینی سے کہا۔

"ابھی تمہارے کلب کی چھت پہ دو گارڈز کو میں نے مار دیا ہے، پارکنگ میں بم بھی میں نے گرائے ہیں۔ یہاں بھی میں اکیلا ہی ہوں۔" اس نے کہا۔

"تت۔۔ تم کون ہو؟" جون نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

اسے نوجوان کی باتوں اور حوالوں سے اس کی بات کا یقین ہو رہا تھا، اسی یقین کی وجہ سے وہ خوفزدہ ہو گیا تھا۔ نوجوان کا سرد لہجہ اسے بے چین کر

رہا تھا۔

"تم نے جن ایشیائی لوگوں کو مارنے کی کوشش کی میں ان کا چیف ہوں۔ "اس نے مسکرا کر کہا۔

"مارنے کی کوشش۔۔ وہ تو مر چکے ہیں۔ "جون نے حیرت سے کہا۔

"میں انہیں زندہ لے گیا تھا۔ تمہیں نقلی لاشیں ملی تھیں۔ " اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم نے یہ بات سمتھ کو کیوں نہیں بتائی۔۔ وہاں تو تم نے کہا تھا کہ ایجنٹس مر چکے ہیں۔۔؟ "جون نے پوچھا۔

"وہاں تو میں نے صرف وہ بولا جو میں چاہتا تھا کہ بعد میں لوگ سُنیں۔ وہاں کیمرے لگے ہوئے تھے اور مجھے امید تھی کہ آواز بھی ریکارڈ ہو رہی ہو گی۔ سمتھ کا کاروبار جو مخبری کا ہے۔ وہ یہ سب کر تا ہی ہو گا۔ تمہارا آفس ان چیزوں سے پاک ہے۔ "اس نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"مم۔۔ مم۔۔ میں۔۔ "جون کے منہ سے بات ہی نہ نکل رہی تھی۔

سمتھ کے کمرے میں واقعی ایسے انتظامات تھے۔ اس نوجوان کی ذہانت سے اسے خوف آنے لگا۔ اس کے منہ میں تو بات اٹک گئی لیکن گن کی

نال سے گولی بِنا اٹکے نکلی اور جون کی ران میں لگی۔ وہ چیخ کے نیچے گرا اور وہ نوجوان اس کے سر پہ پہنچا۔ اس نے گن کا دستہ جون کے سر پہ دے مارا جون پھڑک کر ساکت ہو گیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں باندھنے کے لئے اس نے اسی کی ٹائی اور بیلٹ استعمال کیا۔ جون کی شرٹ پھاڑ کر زخموں پہ کس کر باندھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

کلب خالی ہو چکا تھا۔ بیسمنٹ میں اس نے پندرہ منٹ کے ٹائم پہ ایک بم فکس کیا اور واپس جون کے کمرے میں پہنچا۔ اسے کندھے پہ لاد کر وہ چھت پہ پہنچا۔ بیگ سے ہینڈ گرنیڈ نکال کر جان بوجھ کر پھر پارکنگ میں پھینکے تاکہ باقی ماندہ لوگ بھی نکل جائیں اور دوسرا اس سے لوگوں کی توجہ پھر سے پارکنگ کی طرف چلی گئی۔

اس نے جون کو اٹھائے ہوئے ہک پکڑا۔ اب جو وہ کرنے جا رہا تھا وہ بہت رسکی کام تھا۔ اس نے اسلحہ والا بیگ وہیں چھوڑا، بیگ سے ایک بڑی بیلٹ نکال کر جون کو خود سے باندھا اور تار سے جھول گیا۔ تار دونوں کے وزن سے بہت نیچے لٹک گئی تھی لیکن وہ آہستہ آہستہ آگے کھسک رہا تھا۔ تار ٹوٹنے یا کھلنے کے علاوہ کلب کی عمارت اڑنے کا بھی ڈر تھا۔ اس نے ٹائم بم پندرہ منٹ پہ فکس کیا تھا جس میں سے آدھا وقت تو گزر چکا تھا اگر

وہ لیٹ ہوتا تو کلب کی عمارت اڑنے کے ساتھ تار کا سرا بھی ٹوٹ جاتا اور دس منزلہ عمارت سے گر کے بچنے کا کوئی چانس نہیں تھا۔

وزن کی وجہ سے وہ تار میں جھکاؤ بن گیا تھا۔ اور ہک اس پہ سلائیڈ نہیں کر رہا تھا۔ اسے بار بار جسم ہلا کر ہک کو جھٹکا دینا پڑ تا تھا پھر ہک سلائیڈ کر تا تھا۔ اس کا چہرہ پسینے سے شرابور ہو چکا تھا اور بازو شل ہو چکے تھے لیکن وہ قوت ارادی کے بل پر لگا تار اپنا کام کر رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں جیسے ہی وہ بلڈنگ کے کنارے پہنچا پیچھے ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور اس نے تیزی سے جھٹکے دینے شروع کئے۔ تار پچھلی عمارت سے ٹوٹ گئی اور زور دار جھٹکا لگا، اچانک تار ٹوٹنے سے وہ جون سمیت نیچے گرنے لگا لیکن اس کا ہاتھ چھت کے کنارے پہ پڑ گیا۔

اب وہ ایک ہاتھ کے بل پہ چھت سے لٹکا ہوا تھا اور جون اس کی کمر سے بندھا جھول رہا تھا جسے وہ ایک ہاتھ سے قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے اپنی ٹانگوں میں جون کا نچلا دھڑ پھنسایا اور دوسرا ہاتھ بھی چھت کے کنارے کی طرف بڑھایا۔ جون کو جس ہاتھ سے قابو کیا ہوا تھا وہ چھوڑنے کی وجہ سے اس کے دوسرے بازو میں ناقابلِ برداشت درد ہوا کیونکہ وہ تھکا ہوا بھی تھا اور دونوں جسموں کا وزن ایک بازہ پہ آن پڑا تھا۔

لیکن اس نے بجلی کی سی تیزی سے دوسرا ہاتھ بھی چھت کے کنارے پہ پہنچالیا۔ اب وہ بازوؤں کے دم پہ خود کو اور جون کو اوپر کھینچ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اس جان لیوا عذاب سے نکل آئی۔ وہ چھت پہ پہنچ چکا تھا۔ چھت پہ لیٹا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

ادھر کلب دھماکوں کی زد میں تھا۔ شاید وہاں بھی اسلحہ تھا جس کی وجہ سے پوری عمارت ہی بیٹھ گئی۔ اس نے مسکرا کر کلب کی عمارت کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ کامیابی کی وجہ سے ہشاش بشاش ہو گیا تھا۔

سوپر فور گروپ ہسپتال سے ڈسچارج ہونے کے بعد ایک پرائیویٹ رہائش گاہ پہ جا چکا تھا۔ باقی ممبر کو رہائش گاہ پہ چھوڑ کر فواد اور ثانیہ رہائش گاہ سے کار لے کر نکل گئے تھے۔ دونوں نئے میک اپ میں تھے۔ دونوں اب تیزی سے مشن پہ کام کرنا چاہتے تھے۔

گرین گارڈز کی کارکردگی کی ایک جھلک ان تک پہنچ چکی تھی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ اُن سے بازی جیتنے کے لئے انہیں بہت تیز رفتار اور پوری طاقت لگانے کی ضرورت ہے۔ اس وقت وہ ایک کلب کی طرف جا رہے تھے۔ اس کلب کی نشاندہی کرنل عابد نے میٹنگ کے دوران کی تھی۔ یہ وہی کلیو تھا جس سے وہ سلیٹ تک پہنچ سکتے تھے۔ فواد ڈرائیونگ سیٹ پہ تھا اور ثانیہ سوچوں میں گم ساتھ والی سیٹ پہ موجود تھی۔ گاڑی تیز

رفتاری سے اپنے ٹارگٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ فواد نے ثانیہ کی طرف دیکھا۔

"کن سوچوں میں گم ہو؟" اس نے ثانیہ سے پوچھا۔

"سوچ رہی تھی کہ ہمارا باس ہمیں بچانے یا خیریت پوچھنے کبھی نہیں آیا۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہر تنظیم کا اپنے اصول اور کام کرنے کا طریقہ ہوتا ہے۔ اس میں کیا مسئلہ ہے۔ ہمارا خیال تو رکھا جاتا ہے۔" فواد نے کہا۔

"تمہاری بات بھی درست ہے لیکن اگر گرین گارڈز کا چیف نہ ہوتا تو ہم زندہ بھی نہ ہوتے۔" ثانیہ نے کہا۔

فواد نے اچانک بریک لگائی، سامنے سڑک پہ ٹریفک بلاک تھی اور ایک عمارت سے دھوں اٹھ رہا تھا۔ دور اس عمارت کے دروازے پہ لوگ بھاگتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" ثانیہ نے حیرانی سے کہا۔

"جلدی نکلو۔ کوئی ہم سے پہلے کلب پہنچ چکا ہے۔' فواد نے تیزی سے گاڑی سے نکلتے ہوئے کہا اور ثانیہ بھی باہر نکلی۔

وہ دوڑتے ہوئے کلب کی طرف بڑھے۔ وہاں افرا تفری کا عالم تھا۔ کلب کے اندر داخل ہونے کا تو کوئی سوچ نہ سکتا تھا کیونکہ کلب کی عمارت کے سامنے دھماکے ہوئے تھے۔ ابھی وہ حالات کا جائزہ لے ہی رہے تھے کہ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور عمارت لرز گئی۔ وہ دونوں دوڑ کے سائیڈ پہ ہوئے اور آنکھیں پھاڑے تباہ ہوتی عمارت کو دیکھ رہے تھے۔ فواد کی نظر گھومی تو اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"وہ۔۔وہ کون ہے؟" فواد نے ثانیہ سے کہا۔

ثانیہ نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو کلب اور اس کے ساتھ والی عمارت کے درمیان شوٹنگ وائر پہ ایک شخص آہستہ آہستہ کلب کی عمارت کی مخالف سمت جا رہا تھا۔ اس کی پشت پہ ایک جھولتا ہوا جسم تھا۔

ثانیہ کے جسم میں خوف کی لہر دوڑ گئی کیونکہ عمارت کی تباہی کی وجہ سے وہ تار جلد ہی ٹوٹنے والی تھی اور تار سے لٹکے دونوں کے جسم اتنی اونچائی سے گر کر پھٹ جاتے۔ وہ دم سادھے اس شخص کو دیکھ رہے تھے جو مسلسل آگے بڑھ رہا تھا، وہ چھت سے دور ہی لگ رہا تھا جب یکدم وہ تار کلب کی عمارت کی طرف سے ٹوٹ گئی۔ ثانیہ کے منہ سے "اوہ میرے خدا" کا نکلا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

"یہ شخص ہے کیا بلا؟" فواد کی بات سُن کر اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہ شخص ایک ہاتھ کے بَل پہ چھت سے لٹکا ہوا تھا اور دوسرا جسم اسی طرح جھول رہا تھا۔ اس نے جھولتے ہوئے جسم کو ٹانگوں میں پھنسایا اور ہاتھ چھوڑ دیا۔ دونوں کی سانسیں تھم گئیں کیونکہ ایک ہاتھ کے بَل پہ اتنا وزن اٹھانا ان کے لئے ممکن نہ تھا لیکن اس شخص نے اس وزن کو برداشت کرتے ہوئے دوسرا ہاتھ بھی چھت پہ رکھا اور بازوؤں کی مدد سے اٹھتا گیا۔ جلد ہی وہ اپنے بوجھ سمیت چھت پہ تھا۔

"ہمیں اسے پکڑنا چاہیئے۔۔ یہ نہ ہو کہ ہمارا شکار وہ لے جا رہا ہو۔" فواد نے تیزی سے کہا اور بلڈنگ کی طرف دوڑ لگا دی۔ ثانیہ اس کے پیچھے پیچھے تھی۔

"تم لفٹ سے جاؤ۔ میں سیڑھیوں سے جاتا ہوں۔" اس نے ثانیہ سے کہا۔

اب اسے بے وقوفی پہ غصہ آ رہا تھا کہ وہ حیرت سے کھڑے سب کچھ دیکھتے رہے، انہیں پہلے ہی چھت پہ پہنچ جانا چاہیئے تھا۔ ثانیہ لفٹ کے

ذریعے چھت پہ پہنچی تو خالی چھت اس کا منہ چڑا رہی تھی۔ وہ شخص شاید سیڑھیوں سے نیچے چلا گیا تھا لیکن کچھ دیر بعد فواد بھی ہانپتا ہوا خالی ہاتھ پہنچ گیا۔

"کہاں گیا وہ؟ اتنی جلدی کیسے غائب ہو سکتا ہے؟" فواد نے گھٹنوں پہ جھک کر سانس لیتے ہوئے کہا۔

ثانیہ چھت کی منڈیر کی طرف بڑھی، اس نے ٹوٹی ہوئی تار کو دیکھا، جیسے ہی اس کی نظر نیچے گئی اس نے چیختے ہوئے فواد کو بلایا۔ فواد نے دوڑ کر کنارے پہ آ کر نیچے جھانکا تو اسے جھٹکا لگا۔ وہ شخص اپنے بوجھ کے ساتھ اسی ٹوٹی ہوئی تار کو پکڑ کر نیچے پہنچ چکا تھا اور ایک بالکونی سے عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ بالکونی میں اترتے ہی اس نے چھت پہ موجود ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"چلو پکڑیں اسے۔۔" فواد نے چیخ کر کہا۔

"رہنے دو۔۔ یہ ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا۔" ثانیہ نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔۔ پارکنگ تک ہم اسے پکڑ لیں گے۔ تھکن کی وجہ سے اس کی

رفتار کم ہو گی اب۔" فواد نے کہا۔

"ابھی تک تمہیں سمجھ نہیں آئی۔ وہ اتنی آسانی سے نہ تھکے گا نہ ہاتھ آئے گا۔" ثانیہ نے کہا۔

"کیا وہ گرین گارڈز میں سے تھا؟" فواد نے چونک کر پوچھا۔

"وہ گرین گارڈز کا چیف تھا۔" ثانیہ نے کہا اور چل پڑی۔

"چیف۔۔۔ اوہ۔۔"

فواد کے جیسے الفاظ ختم ہو گئے۔ وہ مار کھائے ہوئے طالبعلم کی طرح خاموشی سے لفٹ سے نیچے پہنچے اور پیدل ہی اپنی کار تک پہنچے۔ گزرتے ہوئے انہوں نے عمارت کا حال دیکھا، وہاں اب کھنڈر ہی بچا تھا۔

"تم گاڑی میں رکو۔۔۔ میں آتی ہوں۔" ثانیہ نے چونکتے ہوئے کہا اور فواد حیرانی سے اسے جاتے ہوا دیکھ رہا تھا کہ اسے کیا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک کیمرہ تھا۔ گاڑی میں بیٹھ کر اس نے جیکٹ کی جیب سے دو آئی ڈی کارڈز نکالے۔ کیمرہ کو پیچھے والی سیٹ پہ رکھا۔

"ہم پریس والے ہیں۔" ثانیہ نے مسکرا کر کہا۔

"ڈرو مت۔۔ اصلی لوگ کلب کے پاس ہی سو رہے ہیں۔" اس نے فواد کی حیرت کو دیکھ کر کہا اور وہ مسکرا دیا۔

"کدھر گئی تھیں؟" اس نے پوچھا۔

" ایک رپورٹر سے تھوڑی معلومات لی ہیں۔ اس کلب کا اسسٹنٹ کوئی جیمز نامی شخص ہے۔ اس کی رہائش گاہ پہ جانا ہے اب ہم نے۔" ثانیہ نے کہا تو فواد نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھائی۔

" یہ چیف تو خودکشی کے ارادے سے آیا ہوا تھا۔ بے وقوفی بھرا کام کر رہا تھا۔" فواد نے سنجیدگی سے کہا۔

"وہ اکیلا کام کر رہا تھا۔ اب اس طرح سے وہ غنڈوں کی آماجگاہ میں منہ اٹھا کر گھس جاتا تو زندہ نہ بچتا۔ اکیلے ہونے کی وجہ سے اس نے اس طرح کی پلاننگ کی ہو گی۔ اب وہ اپنا شکار بھی لے گیا ہے اور کلب بھی تباہ کر دیا ہے۔ میں کم از کم اکیلے یہ نہیں کر سکتی۔" اس نے کہا۔

" اکیلے تو میں بھی نہیں کر سکتا۔ اس کی ہمت کی داد دینی پڑے گی لیکن تم کیوں ان کی سائیڈ لینے لگی ہو۔ میں کافی دنوں سے نوٹ کر رہا ہوں یہ

بات۔" فواد نے کہا۔

گاڑی ثانیہ کے بتائے ہوئے ایڈریس کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"مجھے ان کے کام کرنے کا انداز، ذہانت اور رفتار پسند آئی ہے۔ سب سے بڑھ کر ان کا چیف۔۔ وہ اپنی ٹیم کا بہت خیال رکھتا ہے۔" ثانیہ نے کہا۔

"خاک خیال رکھتا ہے۔۔ اس نے دعوٰی کیا تھا کہ وہ اپنی ٹیم کے حملہ آوروں کو تباہ۔۔۔" فواد کہتے ہوئے خود ہی چونک گیا۔

"اب سمجھ آیا وہ کیوں اکیلے سب کچھ تباہ کر رہا ہے؟" ثانیہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"شکر ہے چھت پہ اس سے سامنا نہیں ہوا۔ اگر ہم بھڑ جاتے تو۔۔ اسے دیکھ کر نہیں لگتا پر ہے کوئی دیو۔۔" فواد نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔
گاڑی ایک متوسط درجے کی کوٹھی کے سامنے رک گئی۔

"اب اندر کیسے جائیں گے؟" فواد نے پوچھا۔

"اس کا انتظام ہی تو کر کے آئی ہوں۔" ثانیہ نے مسکرا کر کارڈ گلے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

گاڑی سے اتر کر اس نے بیل بجائی۔ گیٹ کی کھڑکی سے وہ کسی سے بات کر رہی تھی۔ پھر کھڑکی بند ہوئی لیکن وہ ادھر ہی کھڑی رہی جیسے دوبارہ کھڑکی کھلنے کا انتظار کر رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد کھڑکی دوبارہ کھلی۔ گیٹ پہ آنے والے نے اسے کچھ کہا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا اور فواد کو گاڑی آگے لانے کا اشارہ کیا۔ وہ گاڑی میں بیٹھی اور گیٹ کھلنے پہ فواد گاڑی اندر لے گیا۔

"سیکورٹی تو خاص نہیں یہاں۔ یہیں پوچھ گچھ کر لیں گے۔" فواد نے کہا اور گاڑی پورچ میں روک کر وہ ایک ملازم کی معیت میں اندر داخل ہوئے۔

"تم ڈرائنگ روم میں بیٹھو، انٹرویو کی اجازت صرف مجھے ملی ہے، اس نے نفرت بھرے لہجے میں کہا تو فواد سمجھ گیا کے اس کی بات کا مطلب کیا ہے۔ جیمز شاید غلط کردار کا مالک تھا اور گیٹ کیپر نے ثانیہ کی خوبصورتی کا اسے بتا دیا تھا۔ فواد کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی کیونکہ وہ جانتا تھا اب جیمز کی خیر نہیں۔

ثانیہ فواد کو ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر ملازم کے ساتھ ایک خوبصورت

انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچی۔ ایک طرف کرسی پہ ایک بھدا سا غنڈہ بنیان اور پینٹ پہنے بیٹھا اسے گھور رہا تھا۔ میز پہ شراب کی کھلی ہوئی بوتل اور گلاس پڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سگریٹ تھا۔ اس کی نظریں جیسے ثانیہ پہ چپک سی گئی تھیں۔ ملازم چا کو چھوڑ کر دروازہ بند کر کے واپس چلا گیا تھا۔ اب کمرے میں صرف ثانیہ اور جیمز تھے۔

"اوپن کلب کی تباہی کے بارے میں تمہارے پاس کیا معلومات ہیں؟" اس نے ثانیہ سے پوچھا۔

"خوبصورت لڑکیوں سے بات کرنے کا یہ طریقہ ہوتا ہے؟" ثانیہ نے منہ بنا کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔ معاف کرنا۔۔ غلطی ہو گئی ہنی۔" اس نے مر مٹنے والے انداز میں کہا تب تک ثانیہ اس کے قریب پہنچ گئی۔ جیمز نے جیسے ہی سر اٹھا کر مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پہ لگا۔

"تم۔۔ تمہاری یہ جرات۔۔ کمینی۔۔ تم اب مجھ سے بچ کر نہیں جا سکو گی۔۔ ساری عمر میری غلامی کرو گی۔۔" اس نے بھر کر اٹھتے ہوئے کہا۔

ثانیہ مسکرائی اور جواب دینے کی بجائے ایڑی کے بل گھوم کر کک جیمز کی پنڈلیوں پہ دے ماری۔ وہ دھڑام سے نیچے گرا۔ چا نے تیزی سے آگے بڑھ کر میز سے ایک بھاری شو پیس اٹھا کر اس کے سر پہ دے مارا ،جیمز نے چیخ مارنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کے ثانیہ نے پاؤں اٹھا کر جوتا اس کے منہ میں گھسا دیا اور ساتھ ہی جھک کر ایک اور ضرب لگائی۔ جیمز تڑپ کر بے ہوش ہو گیا۔

"مرد بنے پھرتا ہے۔۔" اس نے نفرت سے تھوکتے ہوئے کہا اور باہر نکلی۔ راہداری خالی تھی۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی ڈرائنگ روم میں پہنچی اور فواد کو باہر کی طرف اشارہ کیا۔

"جیمز تو بے ہوش پڑا ہے۔ جا کر اسے باندھ لو۔ میں باہر سنبھالتی ہوں۔"

فواد اس کے بتائے ہوئے کمرے کی طرف بڑھا اور ثانیہ باہر نکل گئی۔ فواد کمرے میں پہنچا اور جیمز کو اٹھا کر کرسی پہ باندھا۔ اور اس کا ناک منہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر میں اس کے جسم میں حرکت ہوئی تو فواد پیچھے ہٹ گیا۔

"اوہ۔۔ وہ کمینی کدھر گئی۔۔ تم کون ہو؟" ہوش میں آتے ہی وہ چیخا اور پھر فواد کو دیکھ کر چونک گیا۔

"ہمیں کچھ معلومات چاہیئں۔ اگر تم بتا دو تو تمہاری زندگی بچ سکتی ہے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا بکواس ہے۔۔ میرے ملازم کہاں ہیں۔ رالف۔۔" اس نے چیخ کر اپنے ملازم کو آواز دی۔

"وہ مر چکے ہیں۔۔" ثانیہ نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔ تم جھوٹ بول رہی ہو۔۔" اس نے ثانیہ کی طرف نفرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"او کے۔۔ پھر گلا پھاڑ کے چیک کر لو۔" اس نے اطمینان سے ہاتھ باندھ کر دیوار کے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور جیمز اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"تمہارے پاس ٹرانسمیٹر ہے کلب میں؟" فواد نے پوچھا۔

"ہاں ایک ہے میرے پاس۔۔" اس نے حیرت سے فواد کی طرف دیکھا۔

"تمہارے علاوہ کس کے پاس ٹرانسمیٹر ہے وہاں؟" فواد نے پوچھا۔

"باس کے پاس بھی ہے۔۔ تم نے یہ سب پوچھنے کے لئے مجھے باندھا ہے؟" وہ بہت حیران نظر آرہا تھا۔

"یہ فریکوئنسی کس کی ہے؟" فواد نے اسے فریکوئنسی بتاتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تو باس کی ہے۔" اس نے چونک کر کہا۔

"تمہارا باس رچرڈ، کلب کے علاوہ کیا مصروفیت تھی اس کی؟" فواد نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔" وہ اب پھر ثانیہ کو ہی نفرت سے کھور رہا تھا۔

"میں پوچھتی ہوں۔۔"

ثانیہ نے سخت لہجے میں کہا اور جیمز کی طرف بڑھی۔ اس نے میز پہ پڑی شراب کی بوتل پکڑ کر جیمز کی ٹانگوں پہ گھٹنوں تک ڈالی۔ اور پیچھے ہٹ کر ماچس پکڑی۔

"تت۔ تت۔۔ تم کیا کرنے لگی ہو؟" جیمز نے ہکلا کر پوچھا۔

ثانیہ نے جواب دینے کی بجائے لائیٹر سے اس کی پینٹ کو آگ لگا دی۔ شراب کی وجہ سے آگ فوری بھڑک اٹھی۔ اب جیمز کا رنگ اڑ گیا۔ وہ چیخنا شروع ہو گیا۔

"بند کرو اسے۔۔مجھے معاف کر دو۔۔اسے بند کرو فار گاڈ سیک اسے بند کرو۔" وہ چیخے جا رہا تھا۔

"رچرڈ کی کلب کے علاوہ مصروفیت کیا تھی؟" فواد نے دوبارہ کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے نہیں معلوم۔۔اسے بند کرو پلیز۔۔" اس نے کہا۔

"ابھی ہو جاتی ہے بند۔۔" ثانیہ نے کہا اور آگے بڑھ کر آگ پہ مزید شراب ڈال دی۔ اب کمرے میں گوشت جلنے کی بُو آنے لگ رہی گار ڈزئی تھی۔

"مت ڈالو اور شراب۔۔میں بتاتا ہوں۔ اسے بند کرو پہلے۔ میں بتاتا ہوں۔" اس نے تکلیف سے سر مارتے ہوئے کہا۔

فواد نے اٹھ کر بیڈ سے ایک خوبصورت کمبل اٹھایا اور اس کی ٹانگوں پہ لپیٹ دیا۔

"بتاؤ۔ اور ذرا جلدی۔۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔" فواد نے کہا۔

"وہ۔۔ وہ کسی بڑی تنظیم میں کام کرتا ہے۔ اس کا اپنا ایک گروپ ہے، فاسٹ گروپ۔۔ وہ مخبری کا دھندہ بھی کرتا ہے اور پیشہ ور قاتل بھی اس گروپ میں شامل ہیں۔" جیمز نے تیزی سے کہا۔

"کس تنظیم میں کام کرتا تھا؟" فواد نے پوچھا۔

"مم۔۔ مجھے اس کا نام نہیں معلوم۔" جیمز نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں اس تنظیم کے بارے میں معلومات درکار ہیں۔ تم یا تو اس کے بارے میں کوئی کلیو دو یا پھر جل کر خاک ہو جاؤ۔" فواد نے سختی سے کہا۔

"مجھے کچھ نہیں معلوم اس بارے میں۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔" جیمز نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"تمہارے باس کے اور کتنے ٹھکانے ہیں؟" فواد نے چند لمحے چپ رہنے کے بعد پوچھا۔

"کلب اور رہائش گاہ کے علاوہ میں نے اسے ایک پلازہ میں اکثر جاتے دیکھا ہے بس۔۔ اس کے علاوہ وہ کبھی کہیں بھی نہیں گیا۔" جیمز نے ٹھوس انداز میں کہا۔

"کس پلازہ میں؟" فواد نے چونک کر پوچھا۔

"سٹی شاپنگ مال۔۔" اس نے جواب دیا۔

"وہاں سے وہ کیا خرید تا تھا یا کس سے ملتا تھا؟" فواد نے پوچھا۔

"وہ کبھی بھی کچھ شاپنگ کر کے نہیں نکلا۔ نہ ہی وہ کبھی پلازہ میں نظر آیا تھا۔" جیمز نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ خود اس بات پہ الجھن کا شکار ہو۔

"تم نے کبھی باس سے اس بارے میں پوچھا نہیں تھا؟" اچانک ثانیہ نے سوال کیا۔

"پوچھا تھا لیکن باس ٹال جاتا تھا۔" جیمز نے کہا اور فواد اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوپن کلب کی تباہی کے بعد تم اپنی رہائش گاہ پہ شراب کے مزے لے رہے ہو، کیوں؟" ثانیہ نے غور سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہوا تباہ ہو گیا۔۔ باس کے چمچے مجھ پہ رُعب ڈالتے تھے، اور باس ان کے ساتھ مل کر انجوائے کرتا تھا۔" اس نے نفرت سے جواب دیا۔

"اب؟" فواد نے ثانیہ سے کہا۔

"مار دو اسے۔۔ ملازمین کو صرف بے ہوش کیا ہے، ان کو ایسے ہی رہنے

دو۔ "ثانیہ نے قومی زبان میں کہا اور فواد جیمز کی طرف بڑھا۔

"کک۔۔ کیا کرنے لگے ہو؟" جیمز نے گھبرا کر کہا۔

فواد نے جواب دینے کی بجائے تیزی سے اس کی گردن توڑ دی۔ وہ دونوں تیزی سے اس کوٹھی سے نکلے اور اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھے۔ اب وہ اس پلازہ کی چیکنگ کرنا چاہتے تھے۔ اور آج رات ہی مشن مکمل کرنا چاہتے تھے۔

"پلازہ کی چیکنگ ارشاد کرے گا یا کسی کو ہائر کرنا ہے؟" ثانیہ نے پوچھا۔

"ارشاد کر لے گا۔ وہ اس کام میں ماہر ہے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے، اگر ہیڈ کوارٹر اسی جگہ ہے تو وہ زمین کے نیچے ہو گا۔ ہمیں اس کا رستہ تلاش کرنا ہے۔ یہ سب ارشاد کا کام ہے۔ اور ان لوگوں کا کمپیوٹر اسد سنبھال لے گا۔" فواد نے مسکراتے ہوئے کہا تو ثانیہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

لارڈ نے اپنی ٹیم کو جون سے ملنے والی معلومات ٹرانسفر کر دی تھیں۔ اس کا تعلق سلیٹ کے ایک بہت اہم سیکشن "بلیک سیکشن" سے تھا اور اسی نے ساحر کے ملک میں ہنگامہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

اپنی معلومات میں لارڈ نے ایک پلازہ کے بارے میں بتایا تھا جس جگہ جون کے مطابق بلیک سیکشن کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ ساحر ان معلومات کی روشنی میں پلازہ کے آرکیٹکٹ اور پھر اس سے کلیو کے ذریعے بستر مرگ پہ پڑے اس بوڑھے آرکیٹکٹ تک پہنچا جس نے پلازہ کے نیچے بیسمنٹ کے پراجیکٹ میں کام کیا تھا۔ وہاں سے اس جو معلومات ملیں ان سے وہ چونک گیا۔

بیسمنٹ کے نقشے سے اسے شک پڑا کہ یہ ہیڈ کوارٹر نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ وہ پوائنٹ زیرِ زمین وسیع رقبے پہ پھیلا ہوا تھا، جون نے بھی اسی جگہ کو ہیڈ کوارٹر کہا تھا لیکن ساحر کو وہ جگہ نجانے کیوں ہیڈ کوارٹر نہیں لگ رہی تھی۔ وہ جگہ سیف ہاؤس طرز کی تھی۔

نقشے میں اس کے تین جگہ پہ دروازے تھے، ایک پلازہ کے اندر۔ ایک بہت دور کوٹھی کے اندر اور تیسرے کی نشاندہی نہیں کی گئی تھی۔ آرکیٹکٹ نے اسے بتا دیا تھا کہ یہ نقشہ اس زمین دوز اڈے کا پہلا نقشہ ہے۔ کام کرتے ہوئے اس میں بہت زیادہ تبدیلیاں کی گئی تھیں جو اس نقشے پہ موجود نہیں اور نہ ہی اسے یاد ہیں۔ ساحر رہائش گاہ پہ بیٹھا سوچ میں گم تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آگے کیسے بڑھیں۔

"کیا ہوا؟" جبران نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"سمجھ نہیں آرہی کہ کیا کریں۔ مجھے وہ جگہ ہیڈ کوارٹر نہیں لگ رہی۔ اس پہ حملہ بھی بیکار ہے۔ اگر وہ نقلی جگہ ہے تو اصل ہیڈ کوارٹر کا کوئی کلیو ہی نہیں۔ اس نکتے میں پھنسا ہوا ہوں۔" اس نے چونک کر کہا۔

"تو اس جگہ پہ حملہ نہیں کرتے۔ بلکہ چوری کرتے ہیں۔" جبران نے

کہا۔

"واہ۔۔ کمال کر دیا جبرانی۔۔ یہ خیال مجھے کیوں نہیں آیا کہ وہاں سے اصل ہیڈ کوارٹر کی معلومات تو نکالی جا سکتی ہیں۔ گڈ شو۔" ساحر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

جبران کے چہرے پہ بھی خوشی امڈ آئی تھی کہ اس کا آئیڈیا قابلِ عمل ہے۔ تینوں میں وہی جونیئر تھا۔ ساحر اور کبیر تو اسی فیلڈ کے سرکاری لوگ تھے ایک وہی تھا جو عام شخص کی زندگی سے یکدم اس زندگی میں آیا تھا۔ اسی وجہ سے ساحر اور کبیر اس کا مشن کے دوران خاص خیال رکھتے تھے۔ وہ بھی جانتا تھا کہ دونوں اس عملی ٹریننگ دے رہے ہیں۔

"کبیر کو بھی بلا لو۔۔ آج چور بھی بن ہی جاتے ہیں۔" ساحر نے کہا اور جبران اٹھ کر باہر چلا گیا۔

"واپسی پہ چائے بھی لیتے آؤ یار۔۔ بیٹری ڈاؤن ہو گئی ہے۔ ایک تو سمجھ نہیں آتی کہ اپنے ملک میں انرجی کم ہے تو ڈاؤن ہو جاتی ہے۔۔ یہاں تو نہ ہوتی۔۔ شاید اسے عادت پڑ چکی ہے۔۔ جب تک ڈاؤن نہ ہو اس یقین نہیں آتا کہ یہ کام کر رہی ہے۔"

اس نے زبان چلائی لیکن جبران نے بات کو اہمیت ہی نہ دی۔

"کیا ہو گا اس قوم کا۔۔ بزرگوں کی بات کو اہمیت ہی نہیں دیتی۔۔" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اب اس کا ذہن رات کے لئے پلاننگ میں مصروف ہو گیا۔ اس نے وہ نقشہ نکالا اور اس پہ جھک گیا۔ کچھ دیر بعد جبران اور کبیر باتیں کرتے ہوئے چائے کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔

"کیا ڈھونڈ رہے ہو؟" کبیر نے مسکرا کر کہا۔

"مجھے لگ رہا ہے کہ اس اڈے میں داخل ہونے کے لئے قبر کا راستہ ٹھیک رہے گا۔" ساحر نے سر اٹھائے بغیر کہا۔

اب وہ اس جگہ کو ہیڈ کوارٹر کی جگہ اڈے کہہ رہے تھے۔

"اوہ۔۔ تو بہت خطرہ ہے؟" جبران نے پوچھا۔

"ہاں۔ خطرہ ہی خطرہ ہے۔ جہاں باز پُرس ہونی ہو وہاں ہمارے جیسے لوگوں لے لئے خطرہ ہی خطرہ ہے۔ قبر میں یہی ہونا ہے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں مشن کی بات کر رہا ہوں۔" جبران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو میں بھی اصلی مشن کی بات کر رہا ہوں۔" ساحر نے کہا۔

"قبر سے میرا مطلب تھا کہ پلازہ والی سائیڈ سے جانے سے بہتر ہے جو رستہ کوٹھی سے اس اڈے پہ جاتا ہے وہاں سے جایا جائے۔ اور وہاں سے اڈے تک زمین دوز سرنگ جاتی ہے۔" ساحر نے سنجیدگی سے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اس کوٹھی پہ پھر سکیورٹی بھی کافی ہو گی۔ اور اگر وہاں پہ حملہ کیا تو اڈے میں موجود لوگوں کو اطلاع مل سکتی ہے۔ اس کے بعد اڈے میں گھسنا بہت زیادہ مشکل ہو جائے گا۔" کبیر نے کہا۔

"بالکل۔۔ اس کی نسبت ہم پلازہ والے راستے سے جلدی اندر داخل ہو سکتے ہیں لیکن یہ آسان رستہ ہے۔ آسان راستے پہ کوئی نہ کوئی ایسا جال ضرور ہو گا جس کا ہمیں پتہ نہیں۔" جبران نے کہا۔

"ویری گڈ۔۔ بچے جوان ہو چکے ہیں۔ اب رشتے تلاش کرنے پڑیں گے۔" ساحر نے چہکتے ہوئے انہیں چھیڑا۔

"حل بتاؤ۔۔" جبران نے گھورتے ہوئے کہا۔

"جوانی کا یار شتے جلدی ڈھونڈنے کا؟" ساحر نے پوچھا۔

لیکن ان میں سے کسی نے بھی جواب نہ دیا۔

"داخل تو ہم کوٹھی کے رستے ہی ہوں گے۔ شام ہو چکی ہے تو وقت بہت کم ہے۔ ہم کوٹھی کی سکیورٹی کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں لے سکتے۔ لیکن اس کوٹھی کا نقشہ نکلواتے ہیں۔ ساتھ ایک بار جا کر چیک کر لیتے ہیں باہر سے۔ ہو سکتا ہے کوئی رستہ نکل آئے۔ سرنگ میں کوئی نہ کوئی ذریعہ ضرور ہو گا تیزی سے اڈے تک پہنچنے کا۔ سرنگ کافی لمبی ہے تو پیدل آنے جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ امید ہے جلدی ہی کر لیں گے سب کچھ۔ میں نقشہ لینے جاتا ہوں۔ تم دونوں کوٹھی دیکھ آؤ۔"

ساحر نے چائے پیتے ہوئے کہا۔ اور دونوں نے سر ہلا دیا۔

چائے پی کر وہ لوگ گاڑیوں پہ نکل گئے۔ گاڑیاں جیسے ہی کوٹھی سے نکلیں ایک نقاب پوش سیڑھیوں سے اتر کر اس کمرے میں آیا جہاں وہ نقشہ رکھے پلاننگ کر رہے تھے۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور کیمرہ آن کر کے اس نقشے کی تصویریں بنائیں۔ ساحر والی کرسی کو الٹایا اور اس کے نیچے سے ایک وسیع رینج کا ڈکٹا فون اتار کر جیب میں رکھا اور باہر

نکل گیا۔ اس بار اُس کا رُخ باہر کی طرف تھا۔ وہ کوٹھی کی عقبی طرف پہنچا، جمپ لے کر دیوار پہ چڑھا اور فوری دوسری طرف کود گیا۔ تھوڑا چلنے کے بعد وہ ایک کار کے پاس پہنچا۔ کار میں بیٹھ کر اس نے نقاب اتار دیا۔ گاڑی سٹارٹ کی اور آگے بڑھا دی۔ اس کے چہرے پہ سکون ہی سکون تھا۔

ادھر وہ تینوں کافی دیر کے بعد واپس آئے۔ ساحر نقشے کی کاپی حاصل کر چکا تھا۔ کبیر اور جبران بھی عمارت دیکھنے کے ساتھ ساتھ حملہ کرنے کی کچھ تیاری بھی کر آئے تھے۔

"یہ تم نقشے کہاں سے لا رہے ہو؟ یہاں تو کوئی جان پہچان والا بھی نہیں۔" جبران نے حیرت سے پوچھا۔

"ہماری جان پہچان نہیں ہے لیکن چیف کی ہے۔ اور پھر پیسے میں جان پہچان بنانے کی بہت طاقت ہے۔ تم لوگ دیکھ آئے بلڈنگ اور اس کی سکیورٹی؟" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"بلڈنگ کالونی کے درمیان میں ہے۔ کھل کر حملہ کرنے کا کوئی چانس نہیں۔ سکیورٹی کے لئے چار پانچ لوگ ہیں۔ وہ لوگ زیادہ ایکٹو نہیں ہیں۔

شاید اڈے میں جانے کے لئے وہ رستہ بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ اب ان کیمروں کا کنکشن اسی بلڈنگ میں ہے یا زیرِزمین اڈے میں، یہ کنفرم نہیں۔

دن میں تو دو لوگ ہی سامنے آتے ہیں لیکن شام کے بعد یعنی اس وقت چھت پہ بھی دو لوگ اور لان میں بھی دو یا تین ہوتے ہیں۔ وہ گشت کرتے رہتے ہیں اور دورانِ گشت ایک دوسرے کو واکی ٹاکی پہ رپورٹ بھی کرتے ہیں۔" کبیر نے پوری تفصیل بتادی۔

"اتنی تفصیل کہاں سے پتہ چلی؟" ساحر نے حیرت سے پوچھا۔

"جبران سے۔ یہ سامنے والی بلڈنگ کی خاتون کے گھر کا معائنہ کرکے آیا ہے۔ یہ ان کے گھر کا اوپر والا پورشن کرائے پہ لے گا" کبیر نے مسکرا کر کہا۔

"واہ۔۔یہ تو کام کا بندہ نکلا۔" ساحر نے چھیڑتے ہوئے کہا تو جبران مسکرایا۔

"گھر کالونی کے درمیان میں ہے تو ہم دائیں اور بائیں موجود ساتھ والی بلڈنگ سے گھسیں گے۔ ایک چیز تم لوگ چیک کرنا بھول گئے کہ وہ لوگ

نائٹ گاگل تو استعمال نہیں کر رہے۔ وہاں پہنچ کر جبران کی ڈیوٹی ہے دھیان بھٹکانا۔ کیسے بھٹکانا ہے یہ خود سوچ۔

یکبر دائیں اور میں بائیں طرف سے داخل ہوں گا۔ لان میں موجود لوگوں کو، جب وہ بلڈنگ کے قریب ہوں، ہم نے شور کئے بغیر گرانا ہے۔ پھر چھت والوں کی باری۔" ساحر نے پلان بتایا، اس کے انداز میں تیزی تھی۔

"اور سکیورٹی کیمرے؟ اگر وہ زمین دوز اڈے سے کنکٹ ہوئے تو؟" جبران نے یاد دلایا۔

"اوہ۔۔۔ میں بھول ہی گیا۔ اب کیا کریں؟" ساحر نے پریشانی سے کہا۔

"فضول حرکتیں مت کرو۔ مجھے معلوم ہے تم نے حل سوچا ہوا ہے۔" جبران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ بتا رہے تھے کہ سکیورٹی والے زیادہ ایکٹو ہو کر دن میں ڈیوٹی نہیں کرتے؟" ساحر نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ وہ لوگ کم ہی لان میں نظر آتے ہیں۔" جبران نے کہا۔

"تو کیمرے اگر اڈے سے کنکٹ ہوتے تو وہ لوگ دن میں اتنے ایزی ہو

کر ڈیوٹی نہ دیتے۔ کیمرے اسی بلڈنگ میں کنکٹڈ ہیں۔ ایک تو وہاں کیمرے ہیں اور شاید ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ان لوگوں کی چیکنگ نہ ہونے کے برابر ہے، اس وجہ وہ لوگ ایسا کرتے ہیں۔ آرام پسند ہو گئے ہیں۔ ہمارے لوگوں کے جراثیم چمٹ گئے ہیں۔ اس لئے سست ہو چکے ہیں۔"

ساحر نے مسکرا کر کہا اور کبیر اور جبران چونک گئے۔ ان کے ذہن میں تو یہ بات آئی ہی نہ تھی۔

"یہ پلان تو ہو گیا۔۔اب ایک خوش خبری بھی ہے۔" ساحر نے کہا تو وہ متوجہ ہوئے۔

"کیا خوشخبری؟" کبیر نے پوچھا۔

"ہمارے جانے کے بعد یہاں کوئی آیا تھا۔" اس نے پر سکون لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تمہیں کیسے پتا چلا؟" جبران نے حیرت سے کہا۔

"میری کرسی اور میز پہ موجود نقشہ، دونوں ہی اپنی جگہ سے ہلے ہوئے ہیں۔" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"کون ہو سکتا ہے، ہماری اس رہائش گاہ کے بارے میں تو کوئی جانتا بھی نہیں؟ کبیر نے سوچتے ہوئے کہا۔

"چیف۔۔وہی ہو سکتا ہے۔وہ نقشہ دیکھ کر ہمارا پلان سمجھ گیا ہو گا۔" ساحر نے کہا۔اُسے اِس بات پہ کوئی حیرت نہیں تھی۔

"پلان تو سمجھ گیا ہو گا لیکن اپنا کلیو بھی تو چھوڑ گیا۔" جبران نے مسکرا کر کہا۔

"وہ جان بوجھ کر ایسا کر کے گیا ہے۔ چلو۔۔حملے کی تیاری کرو۔"

اس نے موضوع بدلتے ہوئے کہا اور کبیر اور جبران سمیت وہ بھی اٹھا اور باہر نکلے۔ مخصوص قسم کا اسلحہ رکھ کر وہ دو گاڑیوں میں ٹارگٹ کی طرف بڑھے۔ساحر اور کبیر ایک کار میں اور جبران دوسری کار میں۔ کبیر بہت سنجیدہ تھا جبکہ ساحر کچھ گنگنا رہا تھا۔

"چیف بھی وہاں ہو گا؟" کبیر نے کہا۔

"نہیں۔اس نے ہسپتال میں ہم سے کہا تھا کہ یہ مشن تم لوگ ہی پورا کرو گے۔وہ نہیں ہو گا۔یہ بات ذہن میں رکھ کر کام کرنا۔جو کرنا ہے ہم نے ہی کرنا ہے۔اس کے سہارے کا مت سوچنا ورنہ سب مارے جائیں

گے۔" ساحر نے سنجیدگی سے کہا۔ اور کبیر نے اثبات میں سر ہلایا۔

رات کا گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ چار سائے جھکے جھکے انداز میں ایک دوسرے سے مناسب فاصلے پہ پلازہ کی طرف دوڑ رہے تھے۔ انہوں نے سیاہ لباس اور نقاب پہنے ہوئے تھے۔ وہ رُک رُک کر ایک دوسرے کی ہدایات اور اشاروں کو دیکھ کر بڑے منظم انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ اپنے انداز سے وہ کمانڈوز لگ رہے تھے۔

اسی انداز میں وہ پلازہ کی زمین دوز پارکنگ میں پہنچے۔ ہر ایک کی کمر پہ بیگ تھا۔ وہ بڑی دھیمی رفتار سے پارکنگ میں لگے کیمروں سے بچ بچ کے چل رہے تھے۔ پارکنگ میں ایک گاڑی کی اوٹ میں بیٹھ کر ایک شخص نے لیپ ٹاپ نکال کر آن کیا۔ کچھ دیر وہ کسی پروگرام میں ہدایات ٹائپ کرتا رہا۔ پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے یوں کھڑے ہوتے ہی باقی سب بھی سامنے آ گئے۔ شاید اس نے کیمرے ہیک کر لیئے تھے۔

وہ تیزی سے لفٹ کے پاس پہنچے۔ اس پہ مستقل آؤٹ آف آرڈر کی چٹ لگی تھی۔ لیپ ٹاپ والا شخص پھر آگے بڑھا۔ لفٹ کھول کر وہ اس میں داخل ہوا۔ اس نے ہاتھ کی ضرب سے لفٹ کا پینل توڑا۔ پینل کی تاروں کے سرے نکال کر اس نے بیگ کے اندر موجود ایک ساکٹ میں لگائے۔ اور لیپ ٹاپ پہ مصروف ہو گیا۔ دو سے تین منٹ کے بعد اس نے کوڈ معلوم کر لیا اور ٹوٹے ہوئے پینل سے دس بار زیرو پریس کیا۔ اور سب کو اندر بلایا وہ تیزی سے لفٹ میں داخل ہوئے۔ کوڈ پریس کرتے ہی وہ کھڑا ہوا۔

اس سے پہلے کہ وہ بیگ اٹھاتا پینل والی جگہ ہٹی اور پیچھے ایک اور پینل

دیکھ کر اس کے منہ سے طویل سانس نکلی اور وہ دوبارہ بیٹھ کر پہلے والے کام کو دہرانے لگا۔ کچھ دیر بعد اسے کوڈ مل گیا۔ کوڈ ٹائپ کرتے دیکھ کر باقی سب نے بیگ لفٹ میں رکھے اور اسلحہ جیبوں میں بھرنا شروع کر دیا۔ لفٹ چل پڑی۔ زیادہ سے زیادہ پچاس سیکنڈز میں وہ ایک مسلح کمانڈوز کے روپ میں کھڑے تھے۔ لفٹ رکنے پہ وہ چوکنے ہو گئے۔ لفٹ کا دروازہ کھلتے ہی وہ رول ہوتے ہوئے لفٹ سے باہر نکلے۔ یہ تدبیر ان کے کام آگئی۔ کیونکہ دوسری طرف سے فائرنگ شروع ہو گئی تھی۔ وہ ہٹ ہونے سے بال بال بچے تھے۔ رول ہوتے ہوئے وہ لفٹ کے سامنے والے کمرے میں پہنچ گئے تھے۔

"سر منڈواتے ہی اولے پڑ گئے۔" ان میں سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

یہ ثانیہ تھی۔ وہ سب لفٹ کے سامنے والے کمرے کی دیوار سے ایک لائن میں ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص اٹھا تو دوسرے نے اسے پکڑ کر نیچے کھینچا۔

"پاگل ہو گئے ہو فواد۔۔" کھینچنے والے نے کہا۔

"ادھر ہی ہوں۔۔ پریشان مت ہو تم۔۔" فواد نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا اور دوروازے کے قریب جا کر اس نے جیب سے ہینڈ گرنیڈ نکالا اور پن کھینچ کر مخالف سمت میں پھینک دیا۔ اگلے لمحے دھماکہ گونجا۔ دھماکے کے ساتھ ہی فواد اور اس کے پیچھے ثانیہ، دونوں نکلے۔

باقی دو ان کو کور کر رہے تھے۔ نکلتے ہی جہاں انہیں کوئی سر یا پیر نظر آیا انہوں نے فائر کر دیا اور جواباً چیخ کی صورت میں خراجِ تحسین حاصل کیا۔ ان کے پیچھے باقی دونوں بھی نکل آئے تھے۔ فواد نے ایک اور گرنیڈ نکالا اور داغ دیا۔ فواد اور ثانیہ اسی طرح آگے بڑھ رہے تھے جبکہ باقی دو پیچھے والوں کا صفایا کرتے آرہے تھے کیونکہ وہ پشت پہ کسی کو زندہ چھوڑنے کا رسک نہیں لے سکتے تھے۔

بلڈنگ کافی بڑی تھی لیکن فواد اور ثانیہ کے سامنے والے حصے سے فائرنگ کم ہو گئی تھی۔ شاید گارڈز پیچھے والے حصے میں دروازے کے قریب ہی تھے۔ فواد اور ثانیہ نے ایک کمرے میں جھانکا۔ وہاں ایک بہت ہی موٹا سا شخص ایک میز کے پیچھے خود کو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کی بد قسمتی یہ تھی کے میز اس کے پیٹ سے چھوٹا تھا۔ اس کے

پیٹ کی وجہ سے میز بھی زمین سے تھوڑی اٹھی ہوئی تھی۔ ثانیہ کی اسے دیکھ کر ہنسی نکل گئی۔ فواد نے ثانیہ کو گھور کر دیکھا۔

"سوری۔۔" ثانیہ نے فوری کہا۔

"باہر نکلو۔۔" فواد نے سخت لہجے میں اس کی طرف دیکھ کر کہا ہی تھا کے ایک فائر ہوا اور فواد کی چیخ نکل گئی۔ پھر دوسرا فائر ہوا اور موٹے کی چیخ نکلی اور اس کے ہاتھ سے پسٹل دور جا گرا۔ ثانیہ نے تیزی سے بڑھ کر وہ پسٹل اٹھایا اور موٹے کو گن پوائنٹ پہ رکھ لیا۔ باہر جیسے جنگ چھڑ گئی تھی۔ بجائے فائرنگ کم ہونے کے، بڑھ گئی تھی۔ اس پہ ثانیہ اور فواد چونک گئے۔ فواد تیزی سے موٹے شخص کی طرف بڑھا۔

"باس کا کمرہ کہاں ہے، جلدی بتاؤ ورنہ مروگے۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"مروگے تو تم لوگ۔۔ تم لوگوں نے یہاں آ کر موت کو دعوت دی ہے۔ تم لوگوں نے کیا سمجھا تھا کہ یہ کوئی عام جگہ ہے۔۔ کمانڈوز پہنچ چکے ہیں۔ بچ کر دکھانا اب۔" اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

فواد نے پریشانی سے پہلے ثانیہ کی طرف دیکھا اور پھر گن اتار کر موٹے

کی ٹانگوں پہ فائر کر دیا۔ اس کی چیخیں بلند ہوئیں۔

"باس کا آفس بتاؤ؟" فواد پہ جنون سوار تھا۔

اس نے گن کا رُخ موٹے کی آنکھ کی طرف کیا۔ موٹا بس چیخے جا رہا تھا۔ فواد نے ٹریگر دبا دیا اور فائر کی آواز کے ساتھ موٹے کی آنکھ میں سوراخ ہو گیا اور وہ تڑپنے لگا۔

"باس کا آفس بتاؤ۔۔" فواد نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہاں سے چھٹا کمرہ۔۔ چھت۔۔" اس کی گردن ڈھلک گئی۔

فواد اور ثانیہ تیزی سے باہر نکلے۔ اور آگے دوڑتے گئے۔ کمرے گنتے ہوئے وہ چھٹے کمرے کے سامنے رکے۔ ثانیہ کمرے کے سامنے گن تان کر کھڑی ہو گئی اور فواد نے اشارہ کر کے دروازہ کھولا، دروازہ کھلتے ہی فائر ہو اور ثانیہ چیختی ہوئی دیوار سے ٹکرائی لیکن اس کی گن نے فوری جوابی فائر کیا۔ کمرے میں ایک چیخ بلند ہوئی۔ فواد نے ثانیہ کی طرف دیکھا۔ وہ پیٹ پہ ہاتھ رکھے زمین پہ پڑی تھی لیکن اس نے فواد کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ فواد کی آنکھوں میں جیسے خون اترا ہوا تھا وہ جھکے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا، اندر ایک لڑکی کی لاش تھی۔

ثانیہ کی گولی سیدھی اس کی پیشانی میں لگی تھی۔ یہ ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا جس کے ایک کونے میں ایک اور کمرہ بنا ہوا تھا۔ فواد تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا۔ اس بار اس نے کمرے کا دروازہ کھولنے کا رسک لینے کی بجائے دروازے پہ فائرنگ کر دی اور لات مار کر دروازہ کھولا۔ وہ اندر داخل ہوا تو اس کی بائیں طرف ایک بڑے سے میز کے پیچھے سیٹ پہ ایک بارعب چہرے والا شخص بیٹھا اسے گھور رہا تھا۔ فواد اس پہ گن تانے کھڑا تھا۔

"کون ہو تم؟" اس شخص نے فواد سے پوچھا۔

"جن کا ملک تباہ کرنے کے تم صرف خواب ہی دیکھ سکتے ہو۔" فواد نے زہریلے انداز میں جواب دیا۔

"اوہ۔۔ تو تم لوگ ایشیائی ہو۔۔ تم لوگ تو مر چکے تھے۔" اس نے حیرت سے کہا لیکن وہ نہ تو گن کو دیکھ کر پریشان ہوا اور نہ ہی فواد کی بات سُن کر۔

"زندگی اور موت تمہارے ہاتھ میں نہیں۔" فواد نے سخت لہجے میں کہا۔

"تم لوگ بالکل بے وقوف ہو۔۔ تمہیں کس نے کہہ دیا کہ تم لوگ

سَلیبٹ کو ہر ا لو گے۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"موت دیکھ کر سب کا دماغ خراب ہو جاتا ہے۔۔ تم بھی بک لو جو بکنا ہے۔۔ تمہارا یہ ٹھکانہ تو آج تباہ ہو کر رہے گا۔۔ میرا خیال ہے کہ یہی ہیڈ کوارٹر ہے۔۔" فواد بہت غصے میں لگ رہا تھا۔

فواد چوکنے انداز میں کمرے کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔ اسے، اس شخص کا اعتماد کھٹک رہا تھا۔ لیکن کمرے میں کچھ بھی مشکوک نظر نہ آ رہا تھا۔

"یہی تو تمہاری بے وقوفی ہے۔۔ تمہیں کس نے کہہ دیا کہ یہ ہیڈ کوارٹر ہے اور میں باس ہوں۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا تو فواد چونک گیا۔

وہ تیزی سے اس شخص کی طرف بڑھا۔ وہ شخص مسکرایا اور اپنے منہ کو حرکت دی۔

"تو پھر تم بتاؤ گے کے کون ہے باس۔؟" فواد نے کہا تو وہ شخص ہنس پڑا۔

"تم زندہ بچنے والے ہی نہیں تو جان کر کیا کرنا۔ یہاں سے تمہاری لاش ہی واپس جائیگی۔ افسوس تم اپنے ملک کی تباہی نہیں دیکھ سکو گے۔" اس نے کہا اور اس کے منہ سے جھاگ نکلنا شروع ہو گئی۔

فواد کو جھٹکا لگا۔۔ وہ اس کی طرف دوڑا لیکن اس شخص کے جسم نے تڑپنا

شروع کر دیا۔ فواد نے ثانیہ کی چیخ سُنی اور تیزی سے باہر نکلا جیسے ہی وہ اس کمرے سے نکلا گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور وہ چیخ مار کر گرتا گیا۔

"فواد۔۔۔" ثانیہ کی چیخ سنائی دی۔

اس کے ساتھ ہی دوبارہ فائرنگ کی آواز سنائی دی اور ثانیہ کی چیخ پھر بلند ہوئی۔ فواد نے بے بسی سے دروازے کی طرف دیکھا اور اس کا سر ڈھلک گیا۔ دوسری طرف ثانیہ کو تین گولیاں لگی تھیں۔ دوبارہ ہونے والی فائرنگ اسی نے کی تھی جس سے فواد کو گولیاں مارنے والا ڈھیر ہو گیا تھا۔ وہ خود کو گھسیٹ کر اندر لانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کا خون بہت زیادہ بہہ چکا تھا۔ اور وہ بس ہل ہی رہی تھی۔ اچانک اس کی کمر پہ زور کی لات پڑی۔ وہ چیخ کر سیدھی ہوئی۔ ایک سیاہ لباس پوش اس پہ گن تانے کھڑا تھا۔ اس نے پہلی گولی ثانیہ کی ٹانگ میں ماری، ثانیہ کی چیخ بلند ہوئی اور اس کی دوسری ٹانگ حرکت میں آئی اور وہ شخص ایک دھماکے سے فرش پہ گرا۔

ثانیہ کی اس حالت میں یہ بہادری دیکھنے لائق تھی۔ لیکن یہ بہادری اسے مہنگی پڑنے والی تھی۔ وہ شخص اٹھا اور نفرت سے ثانیہ کو ایک لات رسید کی۔ ثانیہ درد سے اکھٹی ہو گئی۔ اس شخص نے اب پیچھے ہٹ کر ثانیہ کی

دوسری ٹانگ کی طرف گن کی۔ وہ شخص سفاک مزاج کا لگتا تھا۔ ثانیہ کی آنکھوں میں اس وقت بھی ڈر کی جگہ درندگی تھی۔ اچانک فائر کی آواز سنائی دی۔ ثانیہ کے منہ سے چیخ بلند ہوئی۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ دھڑام کی آواز سن کر اس نے حیرت سے آنکھیں کھولیں، لیکن اس کی آنکھیں اب پوری طرح نہیں کھل رہی تھیں۔ وہ شخص اوندھے منہ گرا ہوا تھا۔ ایک نقاب پوش ثانیہ کی طرف آرہا تھا۔ ثانیہ بڑی مشکل سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ پاس آکر بیٹھا۔

"فواد کہاں ہے؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔

"تت۔ تم لیٹ کیوں آئے؟ ساری ٹیم ہٹ ہو گئی ہے۔" اس نے کہا۔ اس کی آواز میں ٹھہراؤ تھا۔

"کوئی بات نہیں۔۔ تم سب ٹھیک ہو جاؤ گے۔ حوصلہ رکھو۔" اس شخص نے ثانیہ کا سر سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ وہ اب تک قوت ارادی کے بل پہ ہوش میں تھی ، سب کو محفوظ ہوتے دیکھ کر وہ پر سکون ہو گئی تھی۔ وہ شخص اندر داخل ہوا۔ فواد بھی اسے مل گیا۔ اس کے جسم سے بھی کافی خون بہہ چکا تھا۔

باہر اب فائرنگ دم توڑ چکی تھی۔ وہ تیزی سے اٹھا اور جہاں جہاں سے کپڑا ملا اس کی پٹیاں بنا کر فواد اور ثانیہ کے زخموں پہ کس کر باندھیں۔ اس کی آنکھوں کو دیکھ کر اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ غصے میں ہے، دکھ میں ہے یا پھر نارمل ہے۔ وہ خاموش تھا۔ اس کی یہ خاموشی عجیب سا ماحول بنا رہی تھی۔

ایک ہال کے درمیان میں یو شکل کی میز تھی جس کے ساتھ کرسیاں ترتیب سے رکھی گئی تھیں۔ میزوں کے درمیان گلدستے بڑی نفاست کے ساتھ سجائے گئے تھے۔ سامنے والی دیوار پہ بڑی سی سکرین لگی ہوئی تھی۔ اس سے اوپر بہت خوبصورت گھڑی دیوار پہ موجود تھی جس کی سوئیاں بے آواز قدموں کے ساتھ سے چل رہی تھی۔ مجموعی طو پہ کمرے کا ماحول بہت ہی آرام دہ اور متاثر کن تھا۔

دروازہ کھلا اور ایک کے بعد ایک نقاب پوش داخل ہونا شروع ہوا۔ سب سیاہ لباس، نقاب اور دستانوں میں ملبوس تھے۔ ہر کرسی کے سامنے میز پہ ایک نمبر درج تھا۔ وہ ایک ترتیب سے کرسیوں پہ بیٹھ رہے تھے۔ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پہ بیٹھ چکے تھے اور سب خاموش تھے۔ کمرے میں

ہلکی سی آواز بھی نہ تھی۔ ایک سیٹ کو چھوڑ کے سب کرسیاں بھر چکی تھیں۔

کمرے کا دروازہ پھر سے کھلا اور ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا۔ اس کا نقاب سرخ رنگ کا تھا۔ اس کی آمد پہ سب کھڑے ہو گئے۔ جب وہ نقاب پوش بیٹھا تو باقی سب بھی بیٹھ گئے۔ اس نے ایک نظر سب کی طرف دیکھا۔

"نمبر وَن۔۔" سُرخ نقاب والے نے کہا۔

"یس چیف باس۔۔"

جس نقاب پوش کے سامنے نمبر وَن کی پلیٹ تھی اس نے کہا اور بولنا شروع ہو گیا۔

"کچھ سیکشن چیفس نئے ہیں اس لئے میں ساری تفصیل بتاوٗں گا۔ سَلیٹ، جس کے کئی سیکشن ہیں اور آپ اپنے اپنے سیکشن کے چیف ہیں۔ سب سے بڑا عہدہ گرینڈ چیف، اس کے بعد چیف باس اور پھر ہر سیکشن کا چیف۔ ہر سیکشن کی اپنی اپنی فیلڈ اور کام کرنے کا انداز ہے۔ کچھ سیکشنز کے نمبر ز ہیں اور کچھ سیکشنز کے نام ہیں۔ جن سیکشنز کے نام ہیں ان کے

اختیارات زیادہ ہیں اور ان کے ایجنٹس بھی بہتر ہیں۔ اس سے نچلے درجے کے سیکشنز کو نمبرز دیئے گئے ہیں۔

ہمارا بنیادی مقصد "وَن نیشن "یعنی ایک قوم ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس دنیا پہ صرف ایک قوم ہی راج کرے اور وہی سیاہ و سفید کی مالک ہو۔ ہمیں اسلام دشمن عناصر کی مکمل رہنمائی، مدد اور وسائل میسر ہیں۔ ہمارا کام مسلمانوں کا مکمل خاتمہ ہے، ہم اس کام کے لئے ہر وقت کوشاں ہیں۔ مختلف ملکوں میں ہمارے سیکشن مختلف طریقوں سے مسلم کُش تحریکوں کے سرپرست ہیں۔ مسلم ممالک میں سب سے زیادہ اہمیت ایک ایشیائی ملک کی ہے، یہ اہمیت کیوں ہے یہ بات سب جانتے ہیں اس لئے میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ یہ ملک عجیب وغریب حالات و معاملات سے نبرد آزما ہو کر ابھی تک اپنے قدموں پہ قائم ہے۔ اس کو توڑنے کے لئے ہر سازش کسی نہ کسی طرح ناکام ہو جاتی ہے۔ ہم نے بھی اس ملک کو تباہ کرنے کی ٹھانی ہے۔

سب سے پہلا مشن تھا پورے ملک کو طاعون میں مبتلا کرنا لیکن ہماری تنظیم کی تاریخ میں پہلی بار کسی مسلم ملک میں مشن کی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ پرانا سیکشن فور۔۔۔ اپنے سربراہ ،ہیڈکوارٹر، لیبارٹری اور

سائنسدانوں سمیت تباہ کر دیا گیا تھا۔ اور ہمارے منصوبے کو اس طرح سے بکھیرا گیا کہ ملک کو تباہ تو دور ہم اس ملک کے ایک شہری کو بھی بیمار نہ کر سکے۔ یہ میں اس ملک کی تعریف نہیں کر رہا، حقیقت بتا رہا ہوں تا کہ مستقبل میں ہم جو کریں وہ سب ٹھوس منصوبوں پہ مشتمل ہو۔

پہلے مشن کے کچھ عرصے بعد ہم نے اگلا مشن لانچ کیا۔ اس میں ہم نے وہ طریقہ اپنایا جو آج تک کی تاریخ میں شاید نہ اپنایا گیا ہو۔ ہم نے ایسا وار کیا کہ جس کا فوری توڑ کچھ بھی نہ ہوتا۔ اس کی تفصیل اس میٹنگ سے متعلق نہیں اس لئے، ابھی جو بات سب سے زیادہ اہم ہے اس کی طرف چلتے ہیں۔ اُس منصوبے پہ عمل کرنے کے لئے ضروری تھا کہ پہلے اس کا ٹیسٹ کیا جائے۔ ہم نے اس ملک کے دوردراز علاقوں میں اپنی پلاننگ پہ عمل کیا۔ جو علاقے ہم نے ٹیسٹ کے لئے چنے وہ بڑے شہروں سے دور تھے، ایسا اس لئے کیا گیا کہ کسی ادارے تک ہمارے منصوبے بھنک نہ پہنچے۔

اُسی ملک کو ہی ٹیسٹ کے لئے چننے کی وجہ یہ تھی کہ ہم اس ملک کی ہی معیشت اور عوام کا ردِ عمل دیکھنا چاہتے تھے تا کہ منصوبے کا حقیقی منظر دیکھ سکیں۔ ٹیسٹ کامیاب رہا تھا۔ جس سے ہمارے پلان کو تقویت ملی۔

لیکن پتہ نہیں کیسے یہ پلان یا اس سے متعلق کچھ معلومات وہاں کی ایک نئ تنظیم تک پہنچ گئیں۔ اس تنظیم نے نہ صرف ہمارا منصوبہ ناکام کیا بلکہ ہمارے خلاف عملہ طور پہ کھڑی بھی ہو چکی ہے۔" نمبر ون نے مسلسل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یوں تو اس ملک میں کئ ادارے اور ایجنسیاں ہیں۔ زیادہ تر اداروں میں ہمارے لوگ شامل ہیں جس سے ہمیں رپورٹس یا کلیو مل جاتے ہیں کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے لیکن ہمارے دونوں مشنز میں ہمارا سامنا کسی نئ بننے والی تنظیم سے ہوا ہے۔

اس میں لوگ بھی نئے ہیں اور اس کو چلانے والے بھی نامعلوم لوگ تھے۔ پہلے مشن میں تو بے انتہا کوشش کے باوجود ہمیں ان کا کوئی سراغ ہی نہیں ملا کہ وہ کون ہیں۔ موجودہ مشن کے دوران ہی ہائی کمان کی میٹنگ میں اُس تنظیم کا نام سامنے آیا ہے۔ یہ کوئی گرین گارڈز کے نام سے سامنے آنے والی تنظیم ہے۔

ہمیں ملنے والی معلومات کے مطابق ابھی تک یہ تنظیم باقاعدہ طور پہ سرکاری نہیں ہوئی۔ یوں سمجھ لیں کہ یہ مشن کے دوران سرکاری اور اس کے بعد پرائیوٹ لوگ ہیں۔ گرین گارڈز کے چیف اور ممبرز کے

بارے شاید دو لوگ جانتے ہیں، ایک حاضر سروس کرنل ہے ایک ریٹائرڈ۔ جب سے اس تنظیم کے حوالے سے وہ لوگ سامنے آئے ہیں اور یہ مشن شروع ہوا ہے وہ دونوں آرمی پروٹیکشن میں ہیں لیکن یہ بھی محض ایک خیال ہے کہ وہ دونوں ان کے بارے میں جانتے ہیں عین ممکن ہے کہ وہ بھی نہ جانتے ہوں لیکن ان کے علاوہ ان کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا۔

انہوں نے ہمارے دونوں مشنز اپنے ملک میں ناکام کیئے۔ سیکشن فور کے خلاف، ان کے ہی علاقے میں کامیاب ہوئے اور موجودہ مشن میں بھی وہ ایک سیکشن کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اس بار سَلیٹ کے بلیک سیکشن نے ان کے ملک کے خلاف مشن شروع کیا تھا۔ ان کے ملک کے صدر کی طرف سے بلیک سیکشن کے خلاف وہاں کی انٹیلیجنس کا ایک سیکشن سوپر فور اور گرین گارڈز، دونوں کو بھیجا گیا تھا۔ ان کو روکنے کے لئے بلیک سیکشن نے ایک پلان بنایا۔

شہر میں موجود ایک سیف ہاؤس میں بلیک سیکشن کا ڈمی ہیڈ کوارٹر بنایا گیا۔ وہاں ڈمی چیف بھی رکھا گیا۔ یہ سب احتیاطً کیا گیا تھا لیکن اب جو حالات ہو گئے ہیں ان کو دیکھ کر لگتا ہے کہ یہ احتیاط بہت کام آئی۔

دونوں ٹیمز کو ختم کرنے کے لئے بلیک سیکشن کے سٹار ایجنٹ جون کو سامنے لایا گیا۔ اس نے بڑی تیز رفتاری سے دونوں سیکشنز کو پکڑ لیا اور جس جگہ انہیں قید کر کے رکھا گیا تھا اسے بم سے اڑا دیا گیا۔ وہاں سے جو لاشیں دستیاب ہوئیں ان سے یہ بات کنفرم ہو گئی کہ مرنے والے ایشیائی ہی تھے۔ اس پہ بلیک سیکشن ریلیکس ہو گیا اور یہ بلیک سیکشن کی بھیانک غلطی بن گئی۔

ایشیائیوں کو مارنے کے اگلے پانچ دنوں میں جون، اس کا پورا گروپ اور اس کا اسسٹنٹ، سب موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ جون کا کلب اور اس کے گروپ کا اڈہ بھی تباہ کر دیئے گئے ہیں اور یہ سب کچھ کرنے والا ایک ہی شخص تھا۔ وہ تھا گرین گارڈز کا چیف۔۔ اس بات کا ہمیں جون کے گروپ کے ایک ممبر سمتھ کے آفس میں ہونے والی ریکارڈنگ سے پتہ چلا۔ سمتھ کو تشدد کر کے مارنے والے نے خود اپنے منہ سے اقرار کیا تھا کہ وہی گرین گارڈز کا چیف ہے۔

جون رچرڈ کے بھیس میں کلب چلاتا تھا۔ اس تک چیف کے پہنچنے کا مطلب ہے کہ یہ لوگ بہت تیز ہیں۔ چھپی ہوئی بات تک پہنچنے کا ہنر جانتے ہیں۔ چیف نے اصل میں ہمیں یہ پیغام دیا ہے کہ وہ اپنی ٹیم پہ

حملہ کرنے والوں کو چھوڑتا نہیں اور یہ بات اس نے ثابت کر کے بھی دکھائی ہے۔ اس سے اس کی قابلیت کا اندازہ ہوتا ہے۔"

نمبر ون نے توقف کیا۔ سارے لوگ ساکت و جامد یہ تفصیل سُن رہے تھے۔ اگر انہوں نے نقاب نہ پہنے ہوتے تو تاثرات دیکھنے لائق ہوتے۔

"بات جون اور اس کے سیکشن تک نہیں رکی۔ بلیک سیکشن کا ڈمی ہیڈکوارٹر اپنے ڈمی باس، کئی کمانڈوز اور سٹاف ممبرز کے ساتھ گزشتہ رات تباہ ہو چکا ہے۔ ہمارا اندازہ ہے کہ اس کاروائی میں دو گروپ شامل تھے لیکن کسی کی بھی شناخت ابھی تک نہیں ہو سکی۔

اب یہ خطرہ بلیک سیکشن کے اصل ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھ رہا ہے، کیونکہ ایشیائی ایجنٹس رک نہیں رہے۔ ہمارا پلان یہ ہے کہ اس تنظیم کو سرکاری اتھارٹی ملنے سے پہلے ہی برباد کر دیا جائے تاکہ آئندہ کسی میں ہمارے خلاف جانے کا حوصلہ نہ ہو، یہ ٹیم اب تک بہت خطرناک ثابت ہو رہی ہے اور اگر اسے چھوٹ ملی تو ناک میں دم کر سکتی ہے۔۔" نمبر ون اتنا بتا کر بیٹھ گیا۔

"ڈمی ہیڈکوارٹر پہ حملے میں حملہ آور شدید زخمی ہو چکے ہیں۔ ہو سکتا ہے

اب تک مر بھی چکے ہوں۔ لیکن ان کی لاشیں وہاں نہیں ہیں۔ اگر وہ زندہ ہیں تو ضرور کسی سرکاری یا پرائیویٹ ہسپتال میں زیرِ علاج ہوں گے۔ ان کو اور ان کے ساتھیوں کو کیسے روکا جائے؟" چیف باس نے سب کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کو قید کر کے رہائش گاہ کو ٹائم بم سے اڑایا گیا تھا؟" نمبر نو نے پوچھا۔

"اس بات کی کوئی کنفرمیشن نہیں۔ ڈمی ہیڈ کوارٹر پہ حملے میں چار لوگ سامنے آئے تھے۔ لیکن وہاں کی ٹرانسمیشن جلد ہی خراب ہو گئی اور یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کو لے کر کون گیا ہے۔" چیف باس نے کہا۔

"چیف باس۔۔ بلیک سیکشن کو اپنے مشن پہ کام کرنے دیں۔ ان ایجنٹس کا کام مجھے سونپ دیں۔" نمبر ٹین نے کہا۔

"مجھ معلوم ہے کہ تمہارے سیکشن میں پیشہ ور قاتل شامل ہیں لیکن یہ پیشہ ور قاتلوں کے بس کا روگ نہیں ہیں۔ کبھی ان کا انداز کمانڈوز والا ہو جاتا ہے، جو رستے میں آتا ہے اسے تباہ کر دیتے ہیں کبھی وہ سیکرٹ ایجنٹس کی طرح کام کرنے لگ جاتے ہیں۔" چیف باس نے جواب دیا۔

"چیف باس کیوں نہ بلیک سیکشن ہیڈ کوارٹر کو ان کے لئے ٹریپ بنا لیا جائے۔ "نمبر سیون نے کہا۔

"نو۔۔ میں کسی قیمت پہ یہ رِسک نہیں لے سکتا۔" چیف باس نے کہا۔ اس کی بات ظاہر کرتی تھی کے وہ گرین گارڈز سے خائف ہے۔

"ان کے سامنے کوئی سیکشن لانے کی بجائے ہم فلپ اور اس کا گروپ لے آتے ہیں۔ اس کے گروپ میں ہر طرح کے لوگ شامل ہیں، وہ ان کو اچھی طرح ہینڈل کر لیں گے۔" بلیک سیکش کے چیف نے کہا تو چیف باس چونک گیا۔

"گڈ چوائس۔ لیکن فلپ تمہیں جانتا ہے یا نہیں؟۔" چیف باس نے کہا۔

"نہیں باس، وہ میری حقیقت سے ناواقف ہے۔" اس نے کہا۔

"تو تھرڈ پارٹی کی مدد سے بکنگ کرواؤ۔۔ اسے اصل بات مت بتانا۔ کیس تم ہی ڈیل کرو تو بہتر ہے کیونکہ یہ مسئلہ تمہارے سیکشن کا ہے۔"

چیف باس نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھنے پہ سب کھڑے ہوئے، وہ دروازے سے نکل گیا۔ اس کے بعد باقی سب بھی آہستہ آہستہ نکلتے گئے۔

ثانیہ کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک نرم اور ملائم سفید بستر پہ پایا۔ جب اس کے حواس بحال ہوئے تو وہ ایک بیڈ پہ موجود تھی۔ اس سے تھوڑے فاصلے پہ ایک اور بیڈ تھا جس پہ فواد آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹا ہوا تھا۔ ثانیہ نے اٹھنے کی کوشش کی۔ تھوڑی محنت کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ تو گئی لیکن اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا جیسے اسے چکر آ رہے ہوں۔ تھوڑی دیر وہ ایسے ہی بیٹھی رہی۔ پھر اس نے فواد کی طرف دیکھا۔ وہ پر سکون نیند سویا ہوا تھا لیکن یکدم ثانیہ کے ذہن کو جھٹکا لگا۔ اسد اور ارشاد وہاں نہیں تھے۔ وہ پریشان ہو گئی۔ اس کے ذہن میں وسوسے پیدا ہونے لگے۔ اس بلیک سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پہ اپنا حملہ اور وہاں کے حالات یاد آئے۔ اسے یاد آیا کہ جب وہ باس کو ڈھونڈ رہے

تھے تو باہر فائرنگ تیز ہو گئی تھی۔ اس بات سے اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ وہ سکتا ہے اسد اور ارشاد۔۔۔۔۔۔ اس سے آگے وہ نہ سوچ پائی۔ اس نے بیڈ سے اٹھ کر باہر جا کر چیک کرنے کا سوچا کہ شاید وہ دوسرے کمرے میں ہوں۔ ابھی اس نے بستر سے ٹانگیں نکالی ہی تھیں کہ دروازے کا پاس قدموں کی آواز آئی۔ وہ دوبارہ بستر میں گھس گئی۔

"مِے آئی کم اِن میم؟"

ساحر نے شرارتی طالبعلم جیسے انداز میں پوچھا۔ وہ اس وقت بھی میک اپ میں تھا لیکن ثانیہ نے آواز پہچان لی۔

"آجاؤ۔۔ تمہیں کون روک سکتا ہے۔" ثانیہ نے مسکرا کر کہا۔

ساحر کو دیکھ کر اسے سکون محسوس ہوا۔

"کیسی طبیعت ہے اب؟" ساحر نے مسکرا کر پوچھا۔

وہ اب کمرے میں پڑے صوفے پہ بیٹھ گیا تھا۔ وہ بہت دلکش نظر آرہا تھا۔

"کمزوری کے علاوہ باقی سب ٹھیک ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں۔۔ اسد اور ارشاد؟" اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"زندہ ہیں۔ لیکن ارشاد کی اسد کی حالت بہت نازک ہے۔ تم لوگوں نے بے وقوفی کی۔۔ ایسے کمانڈو ایکشن کون کرتا ہے۔۔" ساحر نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہمیں کیا معلوم تھا کہ وہ بیک اپ رکھتے ہیں سکیورٹی کا۔۔ بیک اپ نہ ہوتا تو ہم آرام سے کام پورا کر کے نکل آتے۔" ثانیہ نے کہا۔

"تم لوگوں نے اس طرح حملہ ہی کیوں کیا تھا؟" ساحر نے پوچھا تو ثانیہ چونک گئی۔

"ہم نے جون پہ کام کر کے اس پلازہ کا سراغ نکالا تھا، پھر ارشاد نے ورکنگ کی تھی جس میں یہ بات سامنے آئی کہ زمین کے نیچے بہت ہی وسیع علاقے میں کچھ تعمیر کیا گیا ہے۔ ارشاد کے مطابق وہاں موجود مشینری، اس کا رقبہ اور سکیورٹی کی وجہ سے یہ خیال بنا کہ یہی وہ ٹارگٹ ہے جس کے لئے ہم آئے ہیں ورنہ عام سی جگہ پہ کون اس طرح پیسہ پانی کی طرح بہاتا ہے اور کون اس طرح سکیورٹی سسٹم رکھتا ہے۔۔" ثانیہ نے کہا۔

"وہ ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔"

ساحر نے کہا تو ثانیہ کی آنکھیں حیرت سے بڑی ہو گئیں۔

"اتنی بڑی آنکھیں ۔۔ تمہاری تو ذاتی مائیکرو سکوپ ہے۔۔ کیا ڈھونڈنا ہے آنکھیں بڑی کر کے۔۔؟" ساحر نے حیرت سے کہا۔

"ہم بیکار میں اس حالت میں پہنچ گئے۔" اس نے افسوس سے کہا۔

"اگر وہ ہیڈ کوارٹر نہیں تھا تو تم لوگ کیا کرنے گئے تھے وہاں؟" اس نے مشکوک لہجے میں پوچھا۔

"ہم اصل ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات چرانے گئے تھے۔ اور تم سب لوگ وہاں گولیاں کھا کر پڑے تھے۔" ساحر نے کہا۔

"اب ہم مشن کیسے پورا کریں گے؟" ثانیہ نے پریشانی سے پوچھا۔

"مسئلہ اسد اور ارشاد کا ہے کہ ان کا خیال کون رکھے۔ ان کے رہتے ہم لوگ مشن پہ جانا تو دور کہیں ویسے بھی نکل نہ سکیں گے۔" ساحر نے سنجیدگی سے کہا۔

"مجھے لانگ رینج ٹرانسمیٹر مل جائے گا؟" ثانیہ نے پوچھا تو ساحر نے

اثبات میں سر ہلایا اور باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹرانسمیٹر لے آیا۔

"ہم کون سے ہاسپٹل میں ہیں؟ اس نے ٹرانسمیٹر پکڑتے ہوئے پوچھا۔

"یہ ہماری رہائش گاہ ہے، ہاسپٹل سے ٹریس ہو سکتے تھے۔ اس ٹرانسمیٹر کی کال ٹریس نہیں ہوتی۔"

ساحر نے کہا اور خود ہی باہر کی طرف چل دیا۔ ثانیہ یہ سمجھداری دیکھ کر مسکرائی۔ اس نے اپنے باس کی فریکوئنسی ملائی۔

"ہیلو۔۔ ہیلو۔۔ نمبر ٹو سپیکنگ۔۔" اس نے کال کی۔

"یس۔۔ کرنل اٹنڈنگ یو۔۔" کرنل عابد کی آواز آئی۔

"باس ہم ہٹ ہو گئے ہیں۔" ثانیہ نے جلدی جلدی ساری تفصیل بتائی۔

"اب اسد اور ارشاد کو واپس بھجوانا ہے۔ اور پھر میں اور فواد مشن پہ نکل سکیں گے۔" ثانیہ نے کہا۔

"جو حالات تم نے بتائے ہیں ان میں کسی پہ بھی بھروسہ کرنا بے وقوفی ہے۔ بلیک سیکشن والے تمہیں پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہے ہوں گے۔

ایسے میں اسد اور ارشاد کو نکالنا خطرے سے خالی نہیں۔ تم دونوں بھی ابھی ریسٹ کرو۔ کچھ دن تک ماحول ٹھیک ہو تو یہ دونوں کام کر لیں گے۔ اسد ااور ارشاد بھی آ جائیں گے یہاں اور تم لوگ وہاں مشن پورا کر لینا۔" کرنل عابد نے کہا اور کال بند کر دی۔

شاید وہ مصروف تھا۔

ثانیہ ٹرانسمیٹر ہاتھ میں پکڑے منہ کھولے بیٹھی تھی۔ اس نے چونک کر ساحر کو آواز دی جو کال کی وجہ سے باہر نکلا تھا۔

"کیا ہوا۔۔ تمہارا چہرہ اترا ہوا کیوں ہے؟" ساحر نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ کب تک ہم لوگ ڈسچارج ہو جائیں گے؟" اس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یہ تو نہیں معلوم۔۔ اگر کوئی مسئلہ ہے تو بتاؤ۔ ہو سکتا ہے میں مدد کر سکوں۔" ساحر نے کہا۔

"جب انٹیلی جنس کا چیف کچھ نہیں کر سکتا تو تم لوگ کیا کر لو گے؟" وہ پھٹ پڑی۔

"ہوا کیا ہے؟" ساحر نے حیرت سے اسے دیکھا اور ثانیہ نے اسے ساری

بات بتائی۔ وہ شدید غصے میں لگ رہی تھی۔

"کہا تو ٹھیک ہے تمہارے باس نے۔" ساحر نے مسکرا کر کہا تو ثانیہ نے اسے غصے سے گھور کر دیکھا۔

"مجھے معلوم تھا تمہارا جواب۔۔" اس نے روکھے انداز سے کہا۔

ساحر نے آگے بڑھ کر اس سے ٹرانسمیٹر پکڑا اور کال کرنے لگا۔

"اب تم کسے کال کرنے لگے ہو؟ خالی رُعب جھاڑنے کی ضرورت نہیں۔"

وہ واقعی بھڑکی ہوئی تھی مگر ساحر نے اسے جواب نہ دیا۔

"ہیلو۔۔ ہیلو۔۔ فازر کالنگ۔۔" ساحر نے کہا تو ثانیہ چونک گئی۔

وہ پہلی بار اپنا نام لے رہا تھا۔

"یس چیف اٹنڈنگ یو۔۔" گرین گارڈز کے چیف کی آواز سنائی دی۔

اس کی آواز سن کر وہ غیر محسوس انداز میں آگے کو کھسکی جیسے وہ پاس بیٹھ کر بات سننا چاہتی ہو۔

"چیف سوپر فور کے دو ممبرز کی حالت بہت خراب ہے، انہیں واپس

بھجوانا ہے۔ لیکن سکیورٹی کا مسئلہ بھی ہے، بلیک سیکشن ہر طرف زخمیوں کو تلاش کر رہا ہو گا۔" ساحر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ثانیہ نے طنزیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا کہ اب ساحر کو بھی اُس کی طرح کورا جواب ملے گا۔

"اوکے۔۔ کل شام تک ہو جائے گا کام۔" چیف نے کہہ کر کال بند کر دی اور ثانیہ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"کیا ہوا؟ منہ سے ریل گاڑی نکالنے لگی ہو؟" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"تت۔ تت۔ تمہارا چیف کون ہے؟" ثانیہ نے جیسے نیند میں پوچھا ہو۔

"معلوم نہیں لیکن الگ ہی شخصیت ہے۔" ساحر نے کہا۔

"بہت ہی الگ ہے۔۔ کیسے بھجوائے گا یہ اسد اور ارشاد کو؟" ثانیہ نے پر اشتیاق لہجے میں پوچھا۔

"مجھے کیا پتہ۔۔ یہ چیف کا مسئلہ ہے۔" ساحر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا اصلی نام فازر ہے؟" ثانیہ نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ میں دونوں کو بھیجنے کے انتظامات کر لوں۔" ساحر نے مسکرا کر کہا

اور اٹھ کر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"میرا نام ثانیہ ہے۔۔" اس نے پیچھے سے آواز دی۔

"معلوم ہے۔۔ ثانی میڈم۔۔" اس نے کہا اور نکل گیا۔

ثانیہ کو پھر جھٹکا لگا، وہ سوچنے لگی کہ یہ لوگ تو بہت تیز ہیں۔ یہ تو کنفرم تھا وہ لوگ جانتے تھے کہ ثانیہ اور باقی سب کا تعلق سوپر فور سے ہے، لیکن سب نے اپنے اصلی نام تو ظاہر نہیں کئے تھے مگر ساحر کے انداز سے اسے لگا کہ وہ سب جانتے ہیں۔ اس خیال پہ چونک گئی۔ اس کا ہاتھ تیزی سے اپنے چہرے کی طرف گیا۔

"مجھے بتانا یاد نہیں رہا کہ تم سب کا میک اپ بدل دیا گیا ہے اور ہم نے تم لوگوں کا میک اپ نہیں بدلا۔ دو میک اپ آرٹسٹس ہائر کئے تھے۔" دروازہ سے ساحر کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"دو کیوں؟" وہ چونک گئی۔

"تم لوگوں کے منہ ہی اتنے بڑے تھے، ایک بندے کا کام نہیں تھا۔" اس نے کہا اور ثانیہ کا ہنسی نکل گئی۔

"ایک فی میل تھی۔ تمہارے میک اپ کے لئے۔" یہ بتا کر وہ باہر نکل

گیا اور ثانیہ نے طویل سانس بھری۔

اسے یہ سب اچھا لگ رہا تھا۔

فلپ اپنے شاہانہ آفس میں بیٹھا سگار پی رہا تھا۔ اس کے سامنے ٹی وی پہ کوئی ایکشن فلم چل رہی تھی۔ وہ بہت انہماک سے فلم دیکھ رہا تھا۔ وہ بھاری جسم کا مالک تھا اور عمر پینتالیس سے اوپر محسوس ہوتی تھی۔ اپنے علاقے میں اس کافی شہرت تھی۔ وہ بہت ٹھنڈے مزاج والا تھا۔ اس کے کلب میں گیم رومز تھے، تہ خانے میں جوا کھیلنے والوں کے لئے بڑے بڑے ہالز اور سکیورٹی کے لئے افراد مختص کئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ کلب کی ایک طرف بار بھی تھا جہاں شراب اور ناچ گانا چلتا رہتا تھا۔

فلپ کا ایک سینڈیکیٹ بھی تھا جس میں مختلف خفیہ سرکاری ایجنسیوں سے اس نے لوگ بھرتی کئے ہوئے تھے۔ ان میں جاسوس بھی تھے، قاتل بھی اور چور بھی۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو سرکار کی نوکری بھی کرتے تھے اور اچھے شہری ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے فلپ کی ہر ممکن

مدد کرتے۔ کیونکہ انہوں نے نوکری جوائن کرتے ہوئے اس بات کی قسم اٹھائی ہوتی ہے کہ ہم اپنے شہرویوں کی خدمت کریں گے۔ اپنی اس قسم کو وہ بھرپور مظاہرہ فلپ کے ڈانس بار، جواخانے اور گیم روم کرتے تھے۔

فلپ کو اپنے ایک دوست کی مدد سے ایشیائی ایجنٹس کو پکڑنے کا کام ملا تھا۔ اس کام کا اسے منہ بولا معاوضہ ملا تھا۔ اسے چند لوگوں کے حلئے گئے تھے۔ ساتھ یہ تفصیل بھی بتائی گئی تھی کہ گمان ہے کہ یہ لوگ ایک دھماکے میں مر چکے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ زندہ ہوں یا نہ ہوں۔

اس کے علاوہ اسے بتایا گیا تھا کہ گزشتہ رات ایک حملے میں ان ایجنٹس میں سے کافی لوگ خطرناک حد تک زخمی ہو چکے ہیں۔ وہ ہسپتال وغیرہ سے تلاش شروع کر سکتا تھا۔ اس کے حساب سے یہ تفصیلات ان ایجنٹس کو پکڑنے کے لیئے ناکافی تھیں لیکن منہ بولا معاوضہ ملنے پہ وہ راضی ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے گروپ کے جاسوس متحرک کئے اور انہیں مکمل تفصیل بتائی۔ اس کے بعد وہ فلم دیکھنے بیٹھ گیا۔ فلم تقریباً ختم ہونے والی تھی۔ میز پہ پڑے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریموٹ اٹھایا اور فلم کو روکا۔

"یس۔۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔۔ دو زخمی شخص ملک سے باہر جانے کے لیے بندرگاہ پہ موجود ہیں۔ وہ ایک ایمبولینس میں ہیں، ان کا انداز مشکوک سا ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی، ساتھ ہی اس نے ایمبولینس کی تفصیلات بتا دیں۔

"اوکے۔۔" فلپ نے جواب دیتے ہوئے کال بند کر دی اور ساتھ ہی نمبر ڈائل کرنے لگ گیا۔

"ہارڈ سکواڈ۔۔" ایک سرد آواز سنائی دی۔

"فلپ سپیکنگ۔۔ بندرگاہ پہ ایک ایمبولینس میں دو زخمی افراد ہیں۔ انہیں اغواء کر کے سپیشل پوائنٹ پہ جارج کے حوالے کرو۔ خیال رکھنا، ان سے معلومات لینی ہیں کوئی گڑبڑ نہ ہو ان کے ساتھ۔ نگرانی کا خاص خیال رکھنا۔"

اس نے سخت لہجے میں کہا اور کال بند کر کے دوبارہ فلم لگ لی۔ فلم دیکھ کر اس نے ٹی وی بند کیا۔ سفید فون کی گھنٹی بجی تو اس نے کال اٹنڈ کی۔

"یس۔۔"

"باس۔ جارج تک پہنچ گئے ہیں زخمی افراد۔" دوسری طرف سے آواز

آئی۔

"کوئی مسئلہ تو نہیں بنا؟ نگرانی وغیرہ؟" اس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"نو باس۔۔ ہم بھی ان کو ایک ایمبولینس میں ہی لے کر آئے تھے۔ رستے میں دوبار ایمبولینس بدلی گئی ہے۔" جواب آیا۔

"زخمیوں میں سے کوئی ہوش میں تھا یا نہیں؟" اس نے پوچھا۔

"یس باس۔۔ ایک ہوش میں ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔۔" فلپ نے کال بند کر دی۔

وہ اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ خود ان لوگوں سے معلومات لینا چاہتا تھا۔ سب سے بڑھ کر وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ لوگ ہیں کیسے جن کے لئے اسے کثیر معاوضہ دیا گیا ہے۔ وہ لفٹ کے ذریعے بیسمنٹ پارکنگ میں پہنچا اور ایک جدید کار میں بیٹھ کر اپنے سپیشل پوائنٹ کی طرف بڑھ گیا۔

سپیشل پوائنٹ ایک عظیم الشان عمارت تھی۔ یہ اس علاقے کی سب سے بڑی عمارت لگتی تھی۔ اس نے گیٹ پہ ہارن دیا۔ تھوڑی دیر میں گیٹ خودکار انداز میں کھلتا گیا۔ وہ گاڑی پورچ میں لے گیا۔ گاڑی سے نکل کر

وہ عمارت کے اندر داخل ہوا۔ سامنے ایک نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے ایک جلاد نما شخص بھی تھا۔ دونوں نے فلپ کو سلام کیا اور اس کے پیچھے تہ خانے کی طرف چل پڑے۔

"کیسی حالت ہے ان کی جارج؟" فلپ نے نوجوان سے پوچھا۔

"باس وہ کافی زیادہ زخمی ہیں۔ ہلنا بھی مشکل ہو گا ان کے لئے۔ ان کے زخموں کی وجہ سے ان کو باندھا نہیں گیا۔" جارج نے کہا اور فلپ نے سر ہلا دیا۔

"اگر ایسی حالت ہے تو پھر بوب کے لیے آسانی ہو جائے گے۔" اس نے پہلی بار مسکراتے ہوئے پیچھے موجود جلاد کو دیکھ کر کہا تو وہ دونوں بھی مسکرا دیئے۔

وہ تہ خانے میں پہنچ چکے تھے۔ سامنے دو بیڈز لگے تھے۔ دونوں پہ مقامی چہروں والے مرد موجود تھے۔ ایک کی آنکھیں بند تھیں جب کہ دوسرا خالی خالی نظروں سے فلپ اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ دونوں کے چہرے دیکھ کر فلپ سمجھ گیا کہ وہ میک اپ میں ہیں۔

"تم لوگوں کے بارے میں کافی سُنا ہے، مگر افسوس تم سے ملاقات ایسے

ماحول میں ہو رہی ہے کہ میں تمہارے جوہر نہیں دیکھ سکتا۔" فلپ نے کہا۔

"آپ لوگ کون ہیں؟" اس شخص نے مقامی زبان میں کہا۔

"یہ ڈرامہ رہنے دو۔۔ میں جانتا ہوں تم میک اپ میں ہو، بیمار آدمی کے چہرے کے یہ تاثرات نہیں ہوتے جو تمہارے ہیں۔" فلپ نے کہا وہ شخص چُپ ہی رہا۔

"تم لوگوں کی حالت کے پیشِ نظر مجھے امید ہے کہ تم تعاون کروگے اور اپنے آپ کو خطرے میں نہیں ڈالو گے۔ مجھے تمہارے ساتھیوں کا پتہ چاہئے، بدلے میں تم جہاں جانا چاہتے ہو میں بھیج دوں گا۔" فلپ نے سنجیدگی بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری۔ میں اپنے ملک سے غداری نہیں کروں گا۔" اس نے جواب دیا۔

"تمہارا ملک یا کوئی ساتھی یہاں تمہیں بچانے نہیں آئے گا۔ تمہارے پاس موقع ہے اپنی زندگی بچانے کا۔ ورنہ جس طرح تم ہاتھ لگے ہو تمہارے ساتھی بھی لگ جائیں گے۔" فلپ نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"تمہاری اس تقریر کے باوجود میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔" اس نے صاف جواب دیا۔ وہ ان لوگوں سے بالکل بھی خوفزدہ نہیں تھا۔

"اوکے۔۔ بوب۔ تمہارا آرام کینسل۔۔ اس کے ساتھی کو مار دو۔" فلپ نے بڑے سکون سے بوب کو حکم دیا۔

"رُکو۔۔ مجھ سے بات کرو۔۔ اسے کیوں مارنے لگے ہو۔" اس شخص نے پریشانی سے کہا۔

"جن لوگوں کو اپنی زندگی نہیں پیاری ان کو موت سے دھمکانے کا کیا فائدہ، لیکن اپنوں کی زندگی کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔" فلپ ابھی بھی ٹھنڈے دماغ سے ہی بات کر رہا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"فلپ۔۔ اب بتاؤ جو میں نے پوچھا۔" اس نے بڑے آرام سے اپنا نام بتا دیا۔

"اس کی کیا گارنٹی ہے کے تم ہمیں چھوڑ دو گے۔۔ معلومات ملنے کے بعد تمہارے لیئے سب سے آسان کام ہمیں مار کر پیچھا چھڑانا ہو گا۔" اس نوجوان نے نقاہت بھرے لہجے میں کہا۔

اس کی حالت سے لگ رہا تھا کہ زیادہ بولنے کی وجہ سے اس کی حالت بگڑ رہی ہے۔

"یہ میرا وعدہ ہے کہ تم لوگوں کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔" فلپ نے کہا۔

"اوکے۔۔ میں تمہارے وعدے کے بھروسے بتانے لگا ہوں سب۔ میرے ساتھی۔۔۔۔۔۔" اس کی آواز دھیمی پڑ گئی۔

اس کی آنکھیں اس کی حالت کی عکاسی کر رہی تھیں۔ اس کی حالت خراب تر ہوتی جا رہی تھی۔

"کیا کہا تم نے۔۔؟" فلپ آگے بڑھ کر کان اس شخص کے منہ کے پاس لے گیا۔

"میں نے کہا کہ میرے ساتھی۔۔ تمہاری کوٹھی کو گھیر چکے ہیں۔"

اس شخص نے کہا اور اس سے پہلے کہ فلپ کچھ سمجھ کے پیچھے ہٹتا۔ بے ہوشی کے قریب نظر آنے والا مریض اٹھا اور فلپ اس کے بازو کی گرفت میں اس کے سینے سے جا لگا۔ جارج اور بوب اپنی جگہ پہ جیسے جم گئے۔ چند لمحے تو انہیں سمجھ ہی نہیں آئی کہ ہوا کیا ہے۔ جارج نے جلدی سے جیب کی طرف ہاتھ بڑھا، وہ پسٹل نکالنا چاہتا تھا۔ اب دوسرا مریض

بھی اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔

"اپنے باس کی زندگی پیاری ہے تو ہاتھ کو کنٹرول میں رکھو۔" وہ مریض غرایا۔

کمزوری سے زرد چہرے کے ساتھ اس کا اس طرح غرانا عجیب لگ رہا تھا۔

"تم یہاں سے بچ کر نہیں جاسکتے۔" فلپ نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔

"ہم آتے ہی کفن باندھ کے ہیں، یہ دھمکی مجھے مت دو۔ تم دونوں۔۔ کمرے سے نکلو۔۔ جلدی کرو۔۔"

اس نے پہلے فلپ سے اور پھر باقی دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ ان کے انداز میں ہچکچاہٹ دیکھ کر اس نے فلپ کی گردن کے گرد گرفت سخت کی تو وہ بوکھلا کر الٹے قدموں دروازے کی طرف بڑھے۔ ایسے ہی چلتے ہوئے وہ دروازے سے باہر نکل گئے۔

"ابھی بھی وقت ہے، میری آفر مان لو۔۔" فلپ کا انداز حیرت انگیز طور پہ ٹھنڈا تھا۔ وہ ابھی بھی پریشان یا غصے میں نہیں لگ رہا تھا۔

"اب تم آفر دینے کی حالت میں نہیں ہو۔" اس شخص نے کہا۔

باہر اب فائرنگ کی آواز شروع ہو گئی تھی۔

"باہر جا کر چیک کرو۔۔ ہو سکتا ہے انہیں مدد کی ضرورت ہو۔" پہلے شخص نے دوسرے سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور باہر نکل گیا۔ فائرنگ کی آواز اب بڑھ گئی تھی۔

دروازے پہ آہٹ سُن کر اس شخص نے دروازے کی طرف دیکھا۔ یہ اس کی غلطی تھی۔ فلپ نے اس کے بازو کو پکڑا اور جھٹکا دیا۔ وہ شخص اڑتا ہوا فلپ کے سامنے زمین پہ آ گرا۔ فلپ نے اس کی طرف بڑھنے کی بجائے باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔ وہ شخص بھی اُٹھ کر اس کے پیچھے بھاگا لیکن فلپ تو جیسے چھلاوہ بنا ہوا تھا وہ راہداری میں گم ہو گیا۔ وہ شخص سارے کمرے چیک کرتا ہو اوپر پہنچا۔ ساری عمارت سنسان تھی۔ راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ شخص اوٹ میں ہو گیا لیکن آنے والوں کو دیکھ کر وہ سامنے آ گیا۔ دوسرا مریض بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ چار تھے، ان میں ایک لڑکی تھی۔

"فلپ کدھر ہے؟" سب سے آگے آنے والے نوجوان نے پوچھا۔ اسے شاید دوسرے مریض نما شخص سے اغواء کرنے والے کا نام پتہ چل چکا تھا۔

"وہ بھاگ گیا۔" اس نے ندامت سے جواب دیا۔

"واہ۔۔ کبیر خان کی گرفت سے کوئی بھاگ گیا۔" اس نوجوان نے مسکرا کر کہا۔ اس نے غصے کا اظہار بلکل بھی نہیں کیا تھا۔

"سوری ساحر۔۔ میرا دھیان بٹ گیا تھا۔"

اس شخص نے جو کہ کبیر تھا، معذرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور تفصیل بتا دی کہ وہ کیسے بھاگا۔

"اٹس اوکے۔۔ لیکن اس فیلڈ میں دھیان ہٹنے سے سب کی جان جا سکتی ہے۔" ساحر نے سخت لہجے میں کہا۔

لڑکی نے ساحر کی طرف دیکھا۔ اس نے پہلی بار ساحر کو اپنے ٹیم ممبر سے اس انداز میں بات کرتے دیکھا تھا۔

"یہاں سے نکلتے ہیں۔ یہ نہ ہو کہ فلپ حملہ کرا دے۔" لڑکی نے کہا جو کہ ثانیہ تھی اور ساحر نے سر ہلایا۔

"سب نکلو عمارت سے گاڑیوں میں پہنچو۔ میں عمارت کو چیک کر لوں۔ آس پاس خیال رکھنا۔ سارے رہائش گاہ پہ چلے جاؤ۔ کوئی ایک میرے لئے رک جانا۔ لیکن اگر کوئی خطرہ ہو تو مجھے واچ ٹرانسمیٹر پہ کاشن

دے کر میرا انتظار کرنے والا بھی چلا جائے۔"

ساحر نے سنجیدگی سے کہا۔ اور وہ سب نکل گئے۔ باہر پہنچ کر وہ گاڑیوں میں بیٹھے۔ جبران کے علاوہ سب رہائش گاہ کی طرف چل پڑے۔

ابھی انہوں نے پہلا موڑ ہی مڑا تھا کہ زوردار دھماکہ ہوا۔ دھماکے کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ گاڑیاں بھی ڈول گیئں۔ فلپ کا سپیشل پوائنٹ شعلوں کی لپیٹ میں تھا۔ ثانیہ کی بات سچ ثابت ہوئی تھی، شاید فلپ کے گروپ نے کاروائی کر دی تھی۔

"واپس چلو۔۔ واپس چلو۔۔ ساحر اندر تھا۔" ثانیہ نے چیختے ہوئے کہا۔

"سوری۔ ساحر نے رہائش گاہ پہ جانے کا کہا ہے، ہم رہائش گاہ پہ ہی جائیں گے۔ وہاں جبران ہے، وہ دیکھ لے گا۔" کبیر نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟" ثانیہ نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہاں جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔ پوری ٹیم کو خطرے میں نہیں ڈالا جا سکتا۔" اس نے قطعی انداز میں کہا اور گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔

اس کا چہرہ سخت ہو چکا تھا۔ ثانیہ نے اس کے سخت چہرے کی طرف دیکھا تو وہ اسے بناوٹی لگا۔ وہ اپنا دکھ ظاہر نہیں کر رہا تھا اور ساحر کے لئے واپس

بھی جانے کو تیار نہ تھا۔ یہ ٹیم قدم قدم پہ نیا رنگ دکھا رہی تھی۔

فلپ جیسے ہی اس شخص کی گرفت سے نکلا وہ دوڑتا ہوا باہر نکلا۔ اور ایک کمرے میں گھسا۔ وہ سیدھا واش روم پہنچا۔ واش روم کا دروازہ بند کر کے اس نے واش بیسن کے نیچے ہاتھ ڈال کر اس نے ٹوٹی کو گھمایا اور واش بیسن والا حصہ دروازے کی طرح کھل گیا۔ اندر داخل ہو کر اس نے وہ دروازہ بند کیا اور موبائل نکال کر اس کی ٹارچ جلا کر وہ تنگ سی سرنگ میں دوڑنے لگا۔ کافی دیر دوڑنے کے بعد وہ ایک بند جگہ پہ رکا۔ دیوار پہ ایک جگہ اس نے دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ سرنگ سے نکل کر ایک کمرے میں داخل ہوا۔ اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے وہ اس کمرے سے نکلا اور ایک آفس نما کمرے میں پہنچا۔ اس نے فوری فون اٹھایا اور کال ملائی۔

"ہارڈ سکواڈ۔۔" سخت آواز سنائی دی۔

"فلپ سپیکنگ۔۔ سپیشل پوائنٹ کو تباہ کر دو۔" فلپ نے تیزی سے کہا۔

"کک۔۔ کک۔۔ کیا کہا آپ نے باس۔۔" دوسری طرف والے نے شاید اس بات کی امید نہ کی تھی۔

"میں نے کہا سپیشل پوائنٹ کو تباہ کر دو۔۔ جلدی۔۔ پھر مجھے رپورٹ کرو۔" اس نے سخت لہجے میں کہا اور کال بند کی۔

دو منٹ سے بھی کم وقت میں اسے بہت بڑا دھماکا سنائی دیا۔ دھماکہ سن کر اس کے چہرے پہ غصے کی بجائے اطمینان کے تاثرات ظاہر ہوئے۔ فون کی گھنٹی بجنے پہ اس نے ریسیور اٹھایا۔

"یس۔۔ فلپ سپیکنگ۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔" دوسری طرف سے مودبانہ آواز آئی۔

"وہاں کسی کو بھیج کر چیک کرو کہ کتنی لاشیں ملتی ہیں اور یہ بھی خیال رکھنا ہے کہ آس پاس کوئی نگرانی تو نہیں کر رہا۔ اگر کوئی نگرانی کر رہا ہو تو مجھے انفارم کرنا۔" اس نے ہدایات دیں اور کال بند کر دی۔

وہ سوچ میں گم تھا کہ اِن ایجنٹس کو اب کس طرح پکڑا جائے۔ وہ خود پہ ہنس رہا تھا کہ یہ اُس کا ہی خواب تھا کہ اُن ایجنٹس کے جوہر اور کمالات دیکھے۔ اُنہوں نے چند لمحوں میں اُس کی خواہش پوری کر دی اور فلپ کو بھاگنا پڑا۔ وہ اُن کی ذہانت سے متاثر ہوا۔ ایجنٹس جانتے تھے کہ اگر انہیں کوئی تلاش کرے گا تو وہ زخمیوں کی تلاش سے ہی شروع ہو گا۔ انہوں نے بندرگاہ پہ زخمیوں کے میک اپ میں ٹریپ بچھایا اور فلپ اور اس کے لوگ اس ٹریپ میں پھنس گئے۔

فلپ کو آخری لمحے تک اُن پہ شک نہیں ہوا۔ زخمی ہونے کی وجہ سے ان کی کوئی خاص تلاشی بھی نہیں لی گئی تھی، فلپ کے لوگ رستے میں نگرانی چیک کر کے مطمئن ہو گئے کہ کوئی ان کے پیچھے نہیں۔ ایجنٹس نے بڑی ذہانت کا مظاہرہ کیا۔ نگرانی کرنے کی بجائے انہوں نے میک اپ شدہ مریضوں کے پاس شاید کوئی ٹریکنگ ڈیوائس رکھ دی تھی۔

اگر وہ شخص دروازے کی طرف توجہ نہ کرتا تو فلپ کے لئے اس کی گرفت سے نکلنا بہت مشکل ہوتا۔ ابھی تک اسے اپنی گردن پہ ہلکا سا درد محسوس ہو رہا تھا۔ وہ پچھلی بات کو لے کر پریشان نہیں تھا۔ وہ اس الجھن میں تھا کہ اگر وہ بچ کر نکل گئے ہوں تو ان کو پکڑنا کیسے ہے اور ابھی تو ان

کے اور ساتھی بھی ہو سکتے تھے لیکن اس بات کے لئے پہلے یہ کنفرم ہونا ضروری تھا کہ وہ بچ گئے ہیں یا مر چکے ہیں۔ یکلخت وہ چونک گیا۔

سپیشل پوائنٹ کی ریکارڈنگ اس بلڈنگ کے سسٹم میں ہوتی تھی۔ سپیشل پوائنٹ کو اس نے اہم میٹنگز کے لئے بنایا تھا۔ اور حفاظتی انتظامات کی خاطر اس نے سرنگ بھی بنوائی تھی اور اس سپیشل پوائنٹ کی نگرانی کے لئے اس عمارت میں سسٹم بھی بنایا تھا۔

اس سسٹم کے سارے کیمرے اس انداز سے سپیشل پوائنٹ میں نصب کیے گئے تھے کہ وہ آسانی سے نظر نہیں آتے تھے۔ یہ سسٹم ایسا تھا کہ ویڈیو کے ساتھ ساتھ وہاں کی آواز بھی ریکارڈ ہوتی تھی۔ وہ تیزی سے اٹھا اور تہ خانے کی طرف بڑھا۔ وہاں موجود کمپیوٹر آن کیا اور سپیشل پوائنٹ کی ریکارڈنگ چیک کرنے لگا۔ اس میں سے موجودہ دن کی ریکارڈنگ نکالی اور اسے تیزی سے فارورڈ کرنے لگا۔

اس نے راہداری والے کمرے کی ریکارڈنگ چیک کرنا شروع کی تھی۔

اپنے اندازے سے اس نے ایک جگہ پہ فارورڈ کرنا بند کر دیا۔ اب ریکارڈنگ نارمل سپیڈ پہ چل رہی تھی۔ کچھ دیر بعد ہی ریکارڈنگ کے

مطابق وہ عمارت میں داخل ہوا۔

وہ جارج اور بوب کے ساتھ تہ خانے میں چلا گیا۔ کچھ منٹ کے بعد جارج اور بوب اسے باہر کی طرف بھاگتے نظر آئے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں لیکن وہ ابھی راہداری میں ہی تھی جب وہ گولیوں کا شکار ہو کر گر گئے۔ ان کے گرنے کی تھوڑی دیر بعد فلپ خود دوڑتا ہوا نکلا اور خفیہ دروازے والے کمرے میں گھس گیا۔ اس کے پیچھے ہی اس کو جکڑنے والا شخص نکلا۔ اس کو نکلتے دیکھ کر بے اختیار فلپ کا ہاتھ اپنی گردن پہ گیا اور وہ چونک گیا۔

اس نے مسکرا کر دوبارہ ویڈیو پہ توجہ دی۔ وہ شخص اسے کمروں میں چیک کرتے ہوئے راہداری میں پہنچ چکا تھا۔ یکدم وہ چونک گیا اور ایک سائیڈ پہ چھپ گیا۔ لیکن پھر وہ خود ہی سامنے آ گیا۔ فلپ چونک کر متوجہ ہوا۔ اس نے سپیکر کا بٹن آن کر دیا۔ راہداری میں ایک عورت سمیت تین مرد داخل ہوئے۔

"فلپ کدھر ہے؟" سب سے آگے آنے والے نوجوان نے پوچھا۔

"وہ بھاگ گیا۔" فلپ کو جکڑنے والے نے ندامت سے جواب دیا۔

"واہ۔۔کبیر خان کی گرفت سے کوئی بھاگ گیا۔" وہ نوجوان مسکرایا۔ اس کا جواب سُن کر فلپ مسکرایا۔ وہ نوجوان بھی فلپ کو ٹھنڈے مزاج کا لگا تھا۔

"سوری ساحر۔۔میرا دھیان بٹ گیا تھا۔" اس شخص نے جس کا نام کبیر تھا، کہا اور فلپ کے بھاگنے کی تفصیل بتانے لگا۔

"اٹس اوکے۔۔لیکن اس فیلڈ میں دھیان ہٹنے سے سب کی جان جا سکتی ہے۔" ساحر نے سخت لہجے میں کہا۔

فلپ اس کے انداز سے سمجھ گیا کہ یہی نوجوان اُس ٹیم کا لیڈر ہے۔

"یہاں سے نکلتے ہیں۔ یہ نہ ہو کہ فلپ حملہ کرا دے۔" اُن کی ساتھی لڑکی نے کہا تو یہ سُن کر فلپ کا چہرہ سخت ہو گیا، اس نے ہونٹ بھینچ لیے۔ ظاہر ہے جن کی وجہ سے اس نے اپنا پوائنٹ تباہ کیا تھا وہ دھماکے سے پہلے ہی نکلنے کی بات کر رہے تھے جس کے بعد صرف فلپ کا نقصان ہوتا، ایجنٹس صاف نکل جاتے۔

"سب نکلو عمارت سے گاڑیوں میں پہنچو۔ میں عمارت کو چیک کر لوں۔ آس پاس خیال رکھنا۔ سارے رہائش گاہ پہ چلے جاؤ۔ کوئی ایک میرے

لئے رک جانا۔ لیکن اگر کوئی خطرہ ہو تو مجھے واچ ٹرانسمیٹر پہ کاشن دے کر میرا انتظار کرنے والا بھی چلا جائے۔"

ساحر نے سنجیدگی سے کہا اور وہ سب نکل گئے۔ فلپ نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کا پوائنٹ تباہ ہو چکا تھا لیکن ایجنٹس ذہانت کا ثبوت دیتے ہوئے پہلے ہی نکل چکے تھے۔ ان کا لیڈر ساحر کمرے چیک کر رہا تھا۔ فلپ نے چونکہ راہداری والے کمرے کی ویڈیو چلائی ہوئی تھی تو اسے یہ نہیں معلوم ہوا کہ ساحر اندر کیا کر رہا تھا۔

وہ ایک کمرے میں گھسا اور کافی دیر باہر نہ نکلا لیکن اسی وقت دھماکے کی آواز آئی اور ریکارڈنگ ختم ہو گئی۔ فلپ نے اطمینان بھرا سانس لیا کہ کم از کم ان کا لیڈر تو دھماکے کا شکار ہوا۔ اگرچہ وہ سب کی کارکردگی دیکھ چکا تھا لیکن اس کے خیال سے لیڈر کے بغیر ٹیم ادھوری ہو جاتی ہے۔ اس نے ریکارڈنگ ریوائنڈ کی اور اس جگہ سے چلائی جب وہ لوگ راہداری میں داخل ہوئے۔

اس نے سب کے حلیے اور لباس نوٹ کئے۔ ویڈیو کو روک کر ان سب کی مختلف پوز میں سکرین شارٹ کے فنکشن سے تصویریں بنا کر کسی کو ای میل کر دیں۔ پھر کمپیوٹر بند کر کے وہ دوبارہ آفس میں پہنچا۔ آتے ہی

اس نے ریسیور اٹھایا اور کال ملائی۔

"مارٹن سپیکنگ۔" ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"فلپ سپیکنگ۔۔ تمہیں کچھ تصویریں ای میل کی ہیں۔ یہ لوگ سپیشل پوائنٹ سے فرار ہوئے ہیں۔ معلوم کرو یہ کہاں پہ ہیں۔ مجھے سپیشل نمبر پہ کال کر لینا۔" فلپ نے کہا۔

"یس باس۔۔" مارٹن نے جواب دیا اور فلپ نے ریسیور رکھ دیا۔

وہ اٹھا اور گیراج سے سیاہ شیشوں والی گاڑی نکال کر کوٹھی سے نکل گیا۔ کافی دیر بعد وہ ایک خوبصورت انداز میں تعمیر ایک کوٹھی کے گیٹ پہ مخصوص انداز میں ہارن بجا رہا تھا۔ گیٹ کھلنے پہ وہ گاڑی اندر لے گیا۔ گیراج میں گاڑی کھڑی کر کے وہ عمارت کے اندر داخل ہوا۔

وہاں ایک درمیانی عمر کا شخص اس کے استقبال کی لئے کھڑا تھا۔ اس نے فلپ کو سلام کیا اور فلپ سر ہلاتے ہوئے اپنے خاص کمرے میں پہنچا۔ وہ نہانے کے لئے چلا گیا۔ وہ نہا کر نکلا تو وہ نئے سوٹ میں ملبوس تھا۔ اس نے باہر آتے ہی سائیڈ ٹیبل کی طرف دیکھا۔ وہاں تازہ کافی کا مگ پڑا تھا۔ اس نے کافی کا مگ اٹھایا اور ملحقہ کمرے میں اپنی کرسی پہ جا

بیٹھا۔ اس نے ٹی وی آن کیا اور چینل بدلنے لگا۔ فون کی گھنٹی کی سُن کر اس نے ٹی وی کی آواز بند کی اور ریسیور اٹھایا۔

"یس۔۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ وہ لوگ مل گئے ہیں۔" مارٹن کی آواز سنائی دی۔ اس نے اُن ایجنٹس کی رہائش گاہ کے بارے میں فلپ کو تفصیل بتائی۔

"اوکے۔۔ کنفرم کیا ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں؟" فلپ نے پوچھا۔

"یس باس۔ کنفرم ہے۔ وہ لوگ ابھی تک رہائش گاہ سے نہیں نکلے۔" مارٹن نے جواب دیا اور فلپ نے اوکے کہہ کر کال بند کر دی اور نیا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ہارڈ سکواڈ۔۔" سخت آواز سنائی دی۔

"فلپ سپیکنگ۔ جن ایجنٹس کو بند گاہ سے ایمبولینس سے اغواء کر کے تم لوگ لائے تھے وہ سپیشل پوائنٹ تباہ ہونے سے پہلے ہی بھاگ گئے تھے۔ ان کی لوکیشن تمہیں دے رہا ہوں۔ دوبارہ اٹھا لو ان کو۔ خیال رکھنا کہ وہ لوگ تربیت یافتہ ایجنٹس ہیں۔ وہ جوابی کاروائی بھی کر سکتے ہیں۔ انہیں ہارڈ پوائنٹ پہ لے جانا اور مجھے سپیشل نمبر پہ بتا دینا۔" فلپ

نے کہا اور رہائش گاہ کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"یس باس۔۔" جواب سُن کر فلپ نے کال بند کر دی۔ اس نے دوبارہ ٹی وی پہ چینل بدلنے شروع کر دیئے۔

سوپر فور کے دو ممبران اسد اور ارشاد کو پاک لینڈ بجھوا دیا گیا تھا اور وہاں سے تصدیقی رپورٹ بھی مل چکی تھی۔ باقی دو ممبرز جلد ہی چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے۔ دو افراد کے لئے مشن پہ کام کرنا آسان نہ تھا۔ وہ دونوں اس بات کو لے کر تھوڑے پریشان تھے۔

ساحر اور اس کی ٹیم اپنا اگلا اٹیک پلان کر رہی تھی۔ فواد اور ثانیہ دونوں الگ کمرے میں تھے لیکن جبران انہیں بلانے آگیا۔ وہ دونوں بھی گرین گارڈز کی پلاننگ سُننے میں بیٹھ گئے۔ ڈمی سیٹ اپ تباہ کرنے کے بعد اب ان کے پاس آگے بڑھنے کا کوئی کلیو نہیں تھا۔ بلیک سیکشن کے حوالے سے وہ مکمل اندھیرے میں تھے۔ بلیک سیکشن کے لوگوں کو سامنے لانے کے لئے ساحر کے ذہن میں اسد اور ارشاد کو دیکھ کر ایک پلان آیا۔

اسے یقین تھا کہ بلیک سیکشن بدلہ لینے کی غرض سے یا ویسے ان کو روکنے کے لیئے سامنے ضرور آ گا۔ اس نے کبیر اور جبران پہ زخمی افراد والا میک اپ کیا۔ چہرے کے میک اپ کو اس نے جان بوجھ کر اس طرح کا کیا کہ غور سے دیکھنے پہ پتہ چل جائے کہ وہ لوگ میک اپ میں ہیں۔ اور دونوں کو ایمولینس میں ڈال کر بند گارہ کے باہر چھوڑ دیا۔

چیف کی مدد سے اس نے ایسے کاغذات بنوائے جیسے وہ زخمی ملک سے باہر جا رہے ہوں۔ فواد اور ثانیہ کو یہ آئیڈیا بہت پسند آیا۔ اس طرح مخالفین خود سامنے آ جاتے۔ جب ساحر ایمبولینس کی نگرانی کے حوالے سے تدبیر سوچ رہا تھا تو ثانیہ نے انہیں ایمبولینس کی نگرانی سے منع کرتے ہوئے کبیر یا جبران کے لباس میں ٹریکر رکھنے کا آئیڈیا دیا جو ساحر فوری مان گیا۔ کبیر اور جبران کے نکلتے ہی ساحر نکلنے لگا تو فواد اور ثانیہ بھی اس کے ساتھ مل گئے۔

ان کے پلان کے عین مطابق کبیر اور جبران کو اٹھا لیا گیا۔ کبیر اور جبران جس وین میں تھے، ساحر سوپر فور کے ممبرز کے ساتھ مخالف سائیڈ سے اس طرف بڑھتا رہا۔ ایک طرح سے دونوں ٹیمز نے مل کر اس عمارت پہ

حملہ کیا۔ حملے کے بعد وہ ساحر کو اندر چھوڑ کر خود نکل آئے اور پیچھے وہ عمارت دھماکے سے اڑ گئی۔

کبیر خطرے کے پیشِ نظر اس کوٹھی کی طرف واپس نہ مڑا، ویسے بھی جبران ساحر کو لینے کے لئے اس کوٹھی کے سامنے سڑک پہ موجود تھا اس لئے وہ لوگ اپنی رہائش گاہ کی طرف چل دیے۔ ان کے رہائش گاہ پہ پہنچنے کے کافی دیر بعد جبران بھی خالی ہاتھ لوٹ آیا تھا۔ دھماکے کی شدت اتنی تھی کہ کوئی لاش بھی سلامت نہ نکلی۔ ایسی صورت میں ساحر کا انجام وہ جانتے تھے۔ تب سے ماحول بہت سوگوار سا تھا۔ وہ تربیت یافتہ ایجنٹس تھے لیکن ایک ساتھی کے مرنے کا دکھ تو تھا۔

ثانیہ چائے بنانے کے بہانے وہاں سے اٹھ آئی تھی۔ جب کہ جبران نگرانی کی غرض سے چھت کی طرف بڑھ گیا۔ کبیر اور فواد کمرے میں ہی چپ چاپ بیٹھے تھے۔ یکدم دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی۔

"کوٹھی کو گھیرا جا رہا ہے۔ جدید اسلحے کے ساتھ بہت سے لوگ ہیں۔"

جبران نے تیزی سے بولتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب کچھ چھوڑ کر اسلحہ سنبھالنے لگ گئے۔ ان کے چہرے سخت ہوتے چلے گئے، ان کے انداز سے لگ رہا تھا کہ مرنے یا مارنے پہ تُل گئے ہیں۔

"عمارت کے اندر رہنا بھی چوہے دان میں پھنسنے جیسا ہے، مگر باہر نکلے تو فوری ہٹ ہو جائیں گے۔" کبیر نے کہا۔

" فواد اور کبیر عمارت کے مرکزی دروازے کے پاس ہو جائیں اور حملہ آوروں کو اندر داخل ہونے سے روکیں۔ میں اور جبران کھڑکیوں سے عمارت کی سائیڈز سنبھالتے ہیں۔" ثانیہ نے فوری پلاننگ کرتے ہوئے کہا اور سب سر ہلاتے ہوئے اپنی پوزیشن کی طرف دوڑے۔

اگلے ہی لمحے ان کی مشین گنیں آگ اگلنا شروع ہو گئیں۔ جوابی حملہ بھی زور دار تھا۔ لیکن وہ کسی کو بھی عمارت کے دروازے یا کھڑکیوں کے پاس نہیں آنے دے رہے تھے۔ لگاتار فائرنگ کے دوران ایک دھوئیں والا بم مرکزی دروازے سے اندر گرا۔ فائرنگ کی وجہ سے کبیر اور فواد اسے اٹھا کر باہر بھی نہ پھینک سکتے تھے۔ پھر لگاتار دھوئیں والے بم اندر آنا شروع ہو گئے۔ ان سے اٹھنے والے دھویں کی وجہ سے کبیر اور فواد کی حالت خراب ہونا شروع ہو گئی۔ ان کی آنکھیں پانی سے بھر گئیں اور کھانسی الگ۔

باہر سے حملہ اب شدت پکڑ چکا تھا کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ اندر چھپے لوگ دھویں کی شدت کا شکار ہو چکے ہیں۔ عمارت کے اندر ہر طرف

دھواں ہی دھواں ہو چکا تھا۔ اچانک کبیر اور فواد کے ہاتھوں سے مشین گنز نکلتی گئیں اور ان کے سنبھلنے سے پہلے ہی ان کے سروں پہ مشین گنوں کے دستوں سے وار ہو چکے تھے۔ وہ بوریوں کی طرح گرتے گئے۔ حملہ آوروں نے گیس ماسک پہن رکھے تھے۔

تھوڑی سی جدوجہد کے بعد انہوں نے باقی دو کو بھی دھر لیا۔ وہ ان چاروں کو اٹھا کر تیزی سے نکلتے گئے۔ عمارت کی عقبی طرف ایک بڑی سے وین تھی۔ سب کو اس کے پچھلے حصے میں بند کر کے وین آگے بڑھا دی گئی اور ساتھ دو کاریں چل پڑیں۔ باقی حملہ آور بھی تتر بتر ہو چکے تھے۔ دونوں کاروں کے درمیان مختلف سڑکوں پہ دوڑتی ہوئی وین ایک قلعہ نما عمارت میں داخل ہوئی۔ وین اور کاروں میں موجود افراد نے بے ہوش افراد کو اٹھایا اور عمارت کے تہ خانے میں لے گئے۔

انہوں نے بہت احتیاط اور مضبوطی سے انہیں باندھا کیونکہ باس کی طرف سے ہدایت دی گئی تھی کہ ان ایجنٹس کا خاص خیال رکھنا ہے۔ ان کو باندھ کر باقی سب نکل گئے لیکن ایک شخص ادھر ہی رکا رہا۔ اس نے الماری سے ایک بڑی سے بوتل نکال کر سب سے پہلے لڑکی کی ناک سے لگائی اور پھر آگے بڑھ گیا۔ ابھی وہ آخری شخص تک پہنچا ہی تھا تو لڑکی

ہوش میں آنا شروع ہو گئی۔ اسے بڑی حیرت ہوئی کے اتنی جلدی وہ کیسے ہوش میں آنے لگ گئی۔

ثانیہ کی آنکھیں کھلیں تو اس نے ارد گرد دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی کرسیوں پہ فواد، کبیر اور جبران بندھے ہوئے تھے۔ ایک لحیم شہیم شخص ان کو کوئی دوائی سونگھا رہا تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ سب سے پہلے دوائی اسے سنگھائی گئی تھی اس لئے وہ ہوش میں آ چکی تھی۔ اس نے رسیوں کا جائزہ لیا۔ رسیاں بہت مضبوطی سے باندھی گئی تھیں۔ انہیں کھولنا مشکل لگ رہا تھا۔

"ہم کس کی قید میں ہیں؟" ثانیہ نے اس شخص سے پوچھا۔

"ماسٹر فلپ۔۔" یہ کہہ کر وہ دور ہٹا، کرسی کے ساتھ پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔

ثانیہ نے ہونٹ بھینچ لیے۔ اسے معلوم تھا کہ اس بار فلپ کوئی رعائیت نہیں کرے گا۔ اس کا دماغ تیزی سے بچاؤ کی ترکیب سوچنے میں لگا تھا۔ باقی لوگ بھی آہستہ آہستہ ہوش میں آ رہے تھے۔ اس نے سب کو بتایا کہ وہ لوگ فلپ کی قید میں ہیں۔ اور انہی جلد ہی کچھ کرنا ہے ورنہ وہ بچ

نہیں سکیں گے۔ وہ لوگ پاک لینڈ کی زبان میں بات کر رہے تھے تا کہ کمرے میں موجود وہ شخص ان کی باتیں نہ سمجھ پائے۔ وہ دور کھڑا حیرت سے ان کو عجیب سی زبان بولتے دیکھ رہا تھا۔ انہیں باندھے والوں نے بڑی مہارت سے باندھا تھا۔ کہنیوں تک بازو بندھے ہوئے تھے اور گھٹنوں تک ٹانگیں۔ کچھ کرنا تو دور ہاتھ پاؤں ہلانا بھی مشکل تھا۔

جسمانی طاقت کے بل بوتے پہ اگر کوئی کچھ کر سکتا تھا تو وہ کبیر تھا۔ کیوں کہ جسمانی طور پہ وہ ان سب میں بہتر نظر آتا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے یا کرنے کی کوشش کرتے، قدموں کی آواز سنائی دی۔ دروازہ کھلا اور فلپ ایک شخص کے ساتھ داخل ہوا۔ اس شخص کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ فلپ کرسی پہ بیٹھ گیا۔ وہ شخص ساتھ کھڑا ہو گیا۔

فلپ نے گہری نظر سے سب کی طرف دیکھا، اس کی نظریں کبیر پہ رک گئیں، جیسے وہ اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ کبیر کے ذہن میں اسے دیکھ کر چیونٹیاں رینگنی شروع ہو گئی، اسے وہ واقعہ یاد آیا جب فلپ اس کے ہاتھ سے پھسل گیا اور اسے سب کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا۔ اس کے ذہن میں اُبال اٹھا لیکن اس کا چہرہ نارمل تھا۔

"تمہارا لیڈر تو مر چکا ہے، مجھے افسوس ہے۔ جسے طرح وہ مجھ تک پہنچا اس

سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ذہین شخص تھا۔ اب تو تم لوگوں کا مرنا بھی طے ہے۔ اگر اپنی موت کو آسان بنانا چاہتے ہو تو بتاؤ کہ تمہارے اور ساتھی بھی ہیں یا بس تم لوگ ہی ہو؟" فلپ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جب مرنا ہی ہے تو ہم کیوں کچھ بتائیں۔" ثانیہ نے کہا۔

"تو اب تم لیڈر ہو سب کی۔۔ دیکھو لڑکی۔۔ سکون کی موت اور اذیت ناک موت میں بہت فرق ہوتا ہے۔"

فلپ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ وہ سب سے پہلے بولی تھی اور سب چپ تھے اس سے فلپ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ وہ سب لیڈر ہے۔

"نہیں۔ میں لیڈر نہیں ہوں۔" ثانیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس طرح تو ہر کوئی دھمکی دے سکتا ہے، مرد ہو تو تم مجھے کھول کر دیکھو۔ میں تمہیں بتاؤں گا کہ اذیت کسے کہتے ہیں۔" کبیر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہاری طاقت میں پہلے بھی دیکھ چکا ہوں اور ویسے بھی میرے پاس

فضولیات کے لئے وقت نہیں۔" فلپ نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

کبیر نے اسے اکسانے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے کبیر کی کسی بات کا بھی اثر نہ لیا۔ وہ جذباتی ہو رہا تھا اور نہ ہی غصہ۔ یہ بات ان لوگوں کے لئے بہت خطرناک تھی۔ ایسی صورت میں وہ کوئی غلطی کرنے والا نہیں تھا جس سے ثانیہ یا اس کے ساتھی کوئی فائدہ اٹھا سکتے۔

فلپ کچھ کہنے ہی لگا تھا کے اس کی پشت پہ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے دروازہ اندر سے لاک کیا اور فلپ کو سلام کر کے اس کے پیچھے ہی کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ثانیہ اور باقی سب کے چہرے مزید اتر گئے کیوں کہ اب کمرے میں فلپ کے ساتھ تین لوگ موجود تھے جن میں سے دو کے پاس اسلحہ تھا جبکہ ثانیہ اور اس کے ساتھی، سب بندھے ہوئے تھے۔ سچوئیشن بہت خطرناک ہو چکی تھی۔

"تم کدھر تھے ریمنڈ؟" فلپ نے اس نوجوان سے پوچھا۔

اس کے انداز سے تھوڑی سے بے تکلفی جھلکتی تھی۔

"سوری باس۔۔ جب ان لوگوں کو اٹھا کر لا رہے تھے تو میری گاڑی خراب ہو گئی تھی۔ ٹھیک کرانے میں کچھ وقت لگ گیا۔" اس نے

معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔۔ یہ لوگ زبان نہیں کھولنا چاہتے۔ میرا خیال ہے کہ ہارڈ سکواڈ کا باس یہ کام آسانی سے کر لے گا۔" اس نے پُر سکون انداز میں کہا۔

"یس باس۔۔ یہ ابھی طوطے کی طرح بولیں گے۔" ریمنڈ نے، جو ہارڈ سکواڈ کا باس تھا، سخت لہجے میں کہا۔

"یہ لڑکی ان کی لیڈر لگتی ہے۔ اس سے شروعات کرو۔۔ پہلے آنکھیں نکالو۔" فلپ نے لاپرواہی سے کہا۔

جب ریمنڈ اپنی جگہ سے نہ ہلا تو فلپ چونک گیا۔ ثانیہ اور باقی ٹیم کے چہرے پہ مسکراہٹ دیکھ کر فلپ نے پلٹ کر دیکھا تو ریمنڈ کی آنکھیں اپنی جگہ سے باہر آنے کو تھیں۔ اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو بیوقوف؟"

فلپ نے پوچھا لیکن اس کا انداز نہیں بدلا تھا، اس کے انداز میں ازلی ٹھہراؤ تھا۔

"بب۔ بب۔ باس۔ آپ نے آنکھیں نکالنے کو کہا۔" ریمنڈ نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔ اس لڑکی کی آنکھیں نکالو۔۔"

فلپ نے کہا تو ریمنڈ شرمندہ چہرے کے ساتھ ایک سائیڈ پہ گیا، جہاں تشدد کرنے کے آلات تھے۔ اس نے ایک خنجر اٹھایا اور ثانیہ کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں درندگی کی چمک واضح نظر آ رہی تھی۔ ثانیہ اس کے چہرے کے تاثرات سے سمجھ گئی کہ وہ وار ضرور کرے گا۔ اس بات سے اس کا ذہن بے چین ہو گیا۔

ریمنڈ نے سب کی طرف دیکھا اور اگلے لمحے جیسی بجلی کوندتی ہے دو خنجر آگے پیچھے اڑتے ہوئے فلپ کے پیچھے کھڑے محافظوں کے سینوں میں پیوست ہوئے اور وہ اپنے ہاتھ سینوں کی طرف بڑھاتے ہوئے زمین بوس ہوتے چلے گئے۔ فلپ سمیت سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

فلپ گارڈز کو گرتے ہوئے دیکھ کر کھڑا ہوا اور اس نے پہلے مردہ گارڈز کی طرف دیکھا اور پھر تیزی سے مڑ کر ریمنڈ کی طرف دیکھا تو اسے جھٹکا لگا۔ ریمنڈ اس کے چہرے کے بالکل سامنے کھڑا تھا۔ فلپ کو اس کی بے آواز تیزی پہ بہت حیرت ہوئی۔ اس سے پہلے کہ فلپ کچھ سمجھتا وہ ریمنڈ کے سینے سے لگا تھا۔ ریمنڈ کا بازو فلپ کی گردن کے گرد کسا ہوا

تھا۔ ریمنڈ اسے بے ہوش کرنے کے لئے دباؤ ڈال رہا تھا۔

کمرے کے دروازے پہ دستک سن کر سب چونک گئے۔ کبیر کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا، وہ جانتا تھا کہ فلپ اب کیا کرے گا۔ بچنے کی جو امید ابھری تھی وہ بھی مدہم ہوتی دکھائی دی اور فلپ نے کبیر کے اندازے کے مطابق وہی کام کیا۔

اس نے ریمنڈ کے چونکنے کا فائدہ اٹھایا اور ریمنڈ کو جھٹکا دے کر آگے کی طرف گرایا۔ لیکن کبیر کی آنکھیں حیرت سے مزید چوڑی ہو گئیں جب ریمنڈ فلپ کے جھٹکے سے گرنے کی بجائے قلابازی کھا کر فلپ کے سامنے کھڑا ہوا اور فلپ والا داؤ لگا کر فلپ کو ہی آگے کی طرف اچھال دیا۔ فلپ اڑتا ہوا دیوار سے ٹکرایا۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ گرنے کی بجائے جمپ لے کر وہ ریمنڈ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"دروازہ مت بجاؤ۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔" اس نے دستک دینے والے کو ڈانٹا اور باہر خاموشی ہو گئی۔

"گڈ۔۔ تم ریمنڈ نہیں ہو۔۔ تمہاری مہارت اور تیزی مجھے پسند آئی، لیکن ان لوگوں سے بھی پہلے، موت تمہارا مقدر بنے گی۔" اس کے

چہرے پہ تحسین بھرے تاثرات تھے۔

ریمنڈ نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے قدم آگے بڑھائے۔

ریمنڈ ہوا میں اچھلا اور اسکی گھومتی ہوئی لات بجلی کی سی تیزی سے فلپ کے چہرے کی طرف بڑھی۔ فلپ بڑے آرام سے نیچے جھکا اور ایڑی کے بل گھوم گیا۔ اس کی لات زمین پہ واپس آتے ہوئے ریمنڈ کی پنڈلیوں پہ لگی اور ریمنڈ پشت کے بل زمین زور سے گرا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور جیبیں ٹٹولنے لگا۔ فلپ حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ کر کیا رہا ہے۔

ثانیہ کے منہ سے بے اختیار ریمنڈ کے لئے بے وقوف کا لقب نکلا۔ ریمنڈ کے چہرے پہ بہت زیادہ پریشانی تھی، فلپ دیکھ رہا تھا کہ اس پہ کک کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔

"تھینک گاڈ۔۔ موبائل بچ گیا۔" اس نے اپنی جیب سے موبائل نکال کر چومتے ہوئے کہا۔

اس کا لہجہ سن کر فلپ سمیت سب چونک گئے۔ ثانیہ کے چہرے پہ اطمینان اور خوشی کے ملے جلے تاثرات ابھرے۔

"تم زندہ ہو؟" فلپ کی آواز میں بے انتہا حیرت تھی۔

"نہیں۔۔ تمہارے پوائنٹ کی سرنگ سے کوئی کیسے بچ سکتا ہے۔ میری روح تم سے بدلہ لینے آئی ہے۔"

ریمنڈ جو کہ اصل میں ساحر تھا کہہ کر اس کی طرف بڑھا۔ اس بار فلپ نے پہل کی۔ وہ تیزی سے ساحر کی طرف بڑھا، قریب پہنچ کر وہ اچھلا اور اس کی فلائنگ کک ساحر کی طرف بڑھی۔ ساحر نے جھک کے بچنے کی بجائے ہاتھ تیزی سے آگے بڑھائے، فلپ کی اپنی طرف آتی ہوئی ٹانگ کو پکڑا اور دیوار کی طرف اچھال دیا۔ فلپ اڑتا ہوا دیوار کی طرف بڑھا لیکن دیوار پہ اس کے پاؤں لگے اور وہ قلابازی کھا کر اپنے قدموں پہ کھڑا ہو گیا۔

"گڈ۔۔ کافی عرصے بعد کوئی مقابلے کے لئے ملا ہے۔" فلپ نے مسکرا کر کہا۔

ساحر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کا مکہ ساحر کے چہرے کی طرف بڑھا، ساحر ایک سائیڈ پہ ہو کر بچاؤ کرنے لگا تو فلپ کی سائیڈ کک اس کے پہلو پہ لگی اور ساحر اوغ کی آواز نکالتا ہو کک کی طاقت کی وجہ سے دور تک

دوڑتا گیا۔ کرسیوں پہ بندھے سب کے سب افراد کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر ساحر اور فلپ کی لڑائی دیکھ رہے تھے۔ ابھی تک فلپ، ساحر پہ بھاری پڑتا دکھائی دے رہا تھا۔

"تو تم بھی ٹھنڈے مزاج کے شخص ہو۔" فلپ نے ساحر کے انداز کو دیکھ کر مسکرا کر کہا۔ ساحر یہ سُن کر مسکرایا۔

اسی وقت فائرنگ اور دھماکوں کی آواز سنائی دی۔ فلپ نے چونک کر ساحر کی طرف دیکھا۔

"میں اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ چلو شاباش۔۔ آجاؤ اب۔۔" ساحر نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔

اس کے ساتھیوں کے چہروں پہ مسکراہٹ ابھر آئی جیسے وہ جانتے ہوں کہ اب آگے کیا ہونے والا ہے۔

فلپ کی آنکھوں میں پہلی بار غصہ کی لہر نظر آئی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور ساحر پہ تابڑ توڑ حملے شروع کر دیے۔ ساحر پہلے تو ان حملوں کو روکتا رہا پھر اس کے چہرے پہ بیزاری نظر آئی۔ اس نے فوری فلپ کا اپنی طرف بڑھتا مکہ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا اور سائیڈ کک کے انداز

میں لات آگے کر دی۔ کک فلپ کی پسلیوں پہ لگی اور پسلی ٹوٹنے کی آواز آئی۔ ساحر نے بازو چھوڑنے کی بجائے فلپ کو مزید اپنی طرف کھینچا اور اپنے کندھے پہ لاد کر جھٹکا دے کر پھینک دیا۔ فلپ زمین پہ گرا اور پسلی ٹوٹے ہونے کے باوجود وہ تیزی سے اٹھا اور لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔

باہر اب فائرنگ کا زور ٹوٹ رہا تھا جیسے شاید ایک فریق ہار مان رہا ہو لیکن ابھی فائرنگ جاری تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے دو فوجیں نبرد آزما تھیں۔

"مسٹر فلپ۔۔ ذاتی طور پہ مجھے تم پسند آئے ہو۔ لیکن۔۔" ساحر اتنا کہہ کر آگے بڑھا۔ اس کی لات ہوا میں بلند ہوئی اور فلپ تیزی سے ایک سائیڈ پہ ہو کر ساحر کی پسلیوں میں مکہ مارنے کے لئے آگے بڑھا۔ یہ حرکت اسے مہنگی پڑی۔ ساحر کی لات جو ہوا میں بلند ہو کر اس کے سر پہ لگنی تھی وہ ہوا میں ہی مڑی اور ریورس کک کی صورت میں اس کے سر پہ پڑی۔ تڑاخ کی آواز آئی اور فلپ لڑکھڑایا۔

ساحر نے بڑھ کر اس کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور اٹھا کر فرش پہ پٹخ دیا۔ گرتے ہی فلپ کی کک ساحر کی پسلیوں کی طرف بڑھی اور ساحر تیزی سے پیچھے ہٹا، کک پھر بھی اسے چھو کر نکل گئی۔ ایک قدم اور پیچھے

ہٹ کر ساحر نے قلابازی کھائی اور اس کی کک گھومتی ہوئی فلپ کی پسلیوں سے ٹکرائی، فلپ کے منہ سے زوردار چیخ نکلی کیونکہ اس بار زیادہ پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں۔

ساحر آگے بڑھا اور اس کی بوٹ کی ٹوہ تیزی سے فلپ کی کنپٹی کی طرف بڑھی۔ فلپ ایک چیخ کے ساتھ بے ہوش ہو گیا۔ اسے بے ہوش ہوتا دیکھ کر ساحر کی لات رک گئی۔ وہ تیزی سے کبیر کی طرف بڑھا اور اسے کے ہاتھ کھول دیئے۔

"سب کو کھولو۔۔" ساحر یہ کہتا ہوا مشین گن پکڑ کر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ کبیر نے اپنے پاؤں کھولے اور دروازے کی طرف بڑھا، اسے اندر سے بند کر کے وہ جبران کی طرف بڑھا اور اس کے ہاتھ کھول کر وہ فواد کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے سب کے ہاتھ کھولے تھے۔ پاؤں سب خود کھول رہے تھے۔ ایک بار دروازے کے قریب سے بے تحاشہ فائرنگ کی آواز آئی اور پھر دم توڑ گئی۔ دروازے پہ دستک ہوئی۔ کبیر نے پوچھ کر دروازہ کھولا۔ تب تک جبران، فلپ کے ہاتھ پاؤں باندھ چکا تھا۔

"اسے اٹھاؤ اور نکلو۔۔ یہ عمارت اڑنے والی ہے۔" ساحر نے کہا تو سب تیزی سے باہر کی طرف بڑھے۔

فلپ کو کبیر نے اٹھالیا۔ وہ تیزی سے چلتے ہوئے گیراج پہنچے اور ایک وین میں بیٹھ گئے۔ ساحر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گاڑی عمارت سے تیزی سے نکال لے گیا۔ وہ تھوڑی دور ہی گئے ہوں گے کہ پیچھے دھماکہ سنائی دیا۔

"عمارت تباہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" ثانیہ نے کہا۔

"یہ تباہی ہم سَلیٹ کو تحفے میں دے رہے ہیں۔ انہیں ہماری طاقت کا ادراک ہونا چاہیئے۔" ساحر نے کہا تو ثانیہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔ اس طرح سے وہ سَلیٹ اور بلیک سیکشن کو پریشان کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"تم بچ کیسے گئے؟" ثانیہ نے حیرت سے پوچھا۔ اس سوال پہ سب متوجہ ہو گئے۔ یہ سوال تو سب کے ذہن میں تھا۔

"واش روم کی برکت۔۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔۔" ساحر نے کہا اور کبیر جو ساتھ والی سیٹ پہ تھا، اس کے چہرے پہ مسکراہٹ

ابھری۔

"نہیں بتانا تو مت بتاؤ۔۔ یہ فضول بات تو مت کرو۔" ثانیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ واش روم کی بات پہ چڑ گئی تھی۔

"یہ فضول بات کہاں سے ہو گئی۔۔ واش روم ایسا طلسماتی کمرہ ہے جہاں گزارے ہوئے چند لمحے انسان کو اس کے مسائل کا حل یوں نکال دیتے ہیں جیسے وہ مسئلے کبھی تھے ہی نہیں۔" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"مجھے اتار دو اگر یہی ٹاپک رکھنا ہے۔" اس نے چڑتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اس نجات دہندہ کمرے کے بارے میں نہیں سننا چاہتی تو میں کیا کروں۔ لیکن حقیقت میں واش روم کی وجہ سے ہی میرے جان بچی تھی۔ میں عمارت کے ہر کمرے کی چیکنگ کر رہا تھا۔ جن کمروں میں اٹیچ واش رومز تھے ان کے اندر سینٹری کے سامان کی سیٹنگ ایک جیسی تھی۔ سب جانتے ہیں کہ واش بیسن جہاں بھی لگا ہوا ہو اس کی جو سطح زمین سے لگی ہوتی ہے وہاں پانی کی وجہ سے کچھ عرصے بعد نشان پڑ جاتے ہیں۔ ایک کمرے کے واش روم میں واش بیسن کے نیچے وہ نشانات نہیں تھے۔ واش بیسن کی حالت ایسی تھی کہ وہ نیا بھی نہ لگتا تھا۔

مجھے یہ عجیب لگا۔ میں نے سوچا کہ کچھ دیر اس کی تفتیش ہی کر لوں۔ جھک کر دیکھنے پہ واش بیسن کے نیچے ایک اضافی ٹوٹی نما ہینڈل نظر آیا۔ اس کو گھمانے سے وہ سرنگ نظر آئی جس کے ذریعے واش روم میں ذہانت بھرے اور نت نئے منصوبے داخل ہوتے ہیں اور وِزٹ پہ آئے مہمانوں کے دماغوں داخل ہوتے ہیں۔ زندگی میں مجھے پہلی بار معلوم ہوا کہ یہ واش روم میں اتنی ذہانت کس رستے داخل ہوتی ہے۔"

ساحر سنجیدگی سے بات کرتا ہوا پھر واش روم کی عظمت پہ جا پہنچا۔ اس کی اس بات پہ ثانیہ کی شکل دیکھ کر جبران اور فواد کا قہقہہ نکل گیا۔

"سوری۔۔ اس سرنگ کے ذریعے میں نے واش روم کی ذہانت کا پردہ چاک کرنے کے ایک لمبا سفر طے کیا اور پہنچا ایک نئی کوٹھی میں۔ فلپ صاحب وہاں سے بھی سلِپ ہو چکے تھے لیکن تہ خانے میں ایک ریکارڈنگ سسٹم۔۔ اور اپنے دفتر کی میز پہ ایک فون چھوڑ گئے۔

میں نے آخری ڈائل کئے گئے دو تین نمبروں کے ذریعے ہارڈ سکواڈ کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلوم کیا اور اپنی رہائش گاہ کی طرف چل پڑا۔ وہاں جا کر دیکھا تو ہارڈ سکواڈ والے دھویں کے ذریعے تم لوگوں کے جِن نکال رہے تھے۔" ساحر نے روانی میں کہا تو زوردار قہقہہ بلند ہوا۔

"انہیں معلوم نہیں تھا کہ اصل جِن تو وہاں تھا ہی نہیں۔ وہ بھوت بنا ان کے پیچھے تھا۔" ثانیہ نے مسکرا کر کہا تو سب ہنس پڑے۔

" میں نے اُن جِن ڈلیٹ کرنے والے بزرگوں میں سے ایک کو پکڑ لیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو اُن سب کے پیر صاحب تھے۔ شاید انہیں معلوم پڑ چکا تھا کہ جِن بڑے ہیں تو وہ تمہارے جِن نکالنے بذاتِ خود گئے تھے۔ اس کے بعد کی کہانی تمہیں معلوم ہے۔ ہارڈ سکواڈ کو اس بار جِن نکالنا مہنگا پڑ گیا۔" ساحر نے باقی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

گاڑی کسی نئی رہائش گاہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"لیکن ایک بات تم نے چھوڑ دی ہے۔۔ شاید جان بوجھ کر۔۔" ثانیہ نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ ہاں۔۔ فلپ کی مار کھا کر دماغ سست پڑ گیا ہے۔۔ میں چیف کو اطلاع دے دی تھی کہ ٹیم کے جِن ٹھیک طرح نہیں نکل سکے تو وہ لوگ انہیں پیر صاحب کے ڈیرے پہ لے کر جا رہے ہیں۔ اور اگر آپ وقت پہ نہ پہنچے تو ڈنڈے سے ہی سب کے جنات نکلیں گے۔ لیکن چیف ٹھیک وقت پہ پہنچا، اس نے پورے سکواڈ پہ جو سایہ تھا وہ بموں اور گولیوں کی

دھونی سے اتارا۔ "ساحر نے کہا۔

گاڑی ایک کوٹھی کے عقب پہ پہنچ چکی تھی۔ ساحر نے کبیر کو اشارہ کیا اور ساتھ دروازے کے تالے کو کوڈ بھی بتایا۔ وہ اترا اور فلپ کو اٹھا کر کوٹھی کے عقبی دروازے کا لاک کھول کر اندر لے گیا۔

"تم لوگ بھی اتر جاؤ یا بلاؤں جِن اتارنے والوں کو؟"

ساحر نے انہیں جِن کا لقب دیتے ہوئے کہا اور وہ ہنس کر اتر گئے۔ ساحر کچھ دور وین چھوڑ کر رہائش گاہ پہنچ گیا۔

"اگر وہ لوگ یہاں بھی پہنچ گئے تو؟" جبران نے اس سے پوچھا۔

"یہاں وہ کبھی بھی نہیں آ سکتے۔" ساحر نے کہا تو سب حیرت سے دیکھنے لگے۔

"یہ فلپ کی وہ کوٹھی ہے جہاں ساحر سرنگ کے ذریعے پہنچا تھا۔" ثانیہ نے چہکتے ہوئے کہا۔ اور ساحر نے اس کی طرف گھور کر دیکھا۔

"سچ کہتے ہیں، عورت بات نہیں چھپا سکتی۔" اس نے کہا اور پھر جبران سے مخاطب ہوا۔

"نیچے کمپیوٹر سسٹم موجود ہے، چھان مارو۔ ہو سکتا ہے کوئی کام کی چیز مل جائے۔ میں ذرا فلپ کا علاج کر لوں۔ کبیر تم نگرانی پہ رہو گے۔ یہاں پہ لباس اور میک اپ کا سامان موجود ہے، باری باری فریش ہو جائیں سب۔" اس نے سب کو ہدایات دیں۔

بلیک سیکشن کا چیف بارڈن اپنے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھا۔ وہ کوئی رپورٹ پڑھنے میں کھویا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پہ رنگ برنگے فون رکھے تھے۔ نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بجی تو وہ چونک گیا۔

"یس۔۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔۔ فلپ کے دو اڈے تباہ ہو چکے ہیں اور وہ خود لاپتہ ہے۔ اس کا ہارڈ سکواڈ بھی ختم ہو چکا ہے۔ اور تھوڑی دیر پہلے معلوم ہوا ہے کہ اس کے مخبری والے گروپ کا ہیڈ ماٹن بھی غائب ہو گیا ہے۔ فلپ کے گروپ کے سارے لوگ انجانے خوف سے چھپتے پھر رہے ہیں۔"

دوسری طرف سے کہا گیا تو بارڈن کو جیسے سکتا ہو گیا۔ اس کا دماغ جیسے

ماؤف سا ہو گیا۔

"باس۔۔ باس۔۔ کیا آپ لائن پہ ہیں؟"

ریسیور سے آواز آئی تو وہ ایسے چونکا جیسے پہلے سویا ہوا تھا۔

"کس نے کِیا یہ سب؟" اس نے سنبھلے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"اس کا پہلا اڈہ، جسے وہ سپیشل پوائنٹ کہتا تھا، وہ تو جیسے خود بخود تباہ ہوا ہے۔ دوسرے پہ کچھ لوگوں نے حملہ کیا تھا لیکن سب لوگ نقاب میں تھے۔ لہذٰا اس بات کا کوئی علم نہیں کہ یہ کس نے کیا ہے۔" آواز آئی۔

"مجھے معلوم ہے کہ یہ کن کا کام ہے۔" بارڈن نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔

"سوری باس۔۔ سنائی نہیں دیا کہ آپ نے کیا کہا؟" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کوئی نئی رپورٹ ہو تو مجھے بر وقت بتانا۔"

اس نے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی اور

آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے چہرے پہ بہت زیادہ پریشانی تھی۔ گرین گارڈز اور سوپر فور کو روکنے کی اس کی ہر کوشش ناکام ہو رہی تھی۔ الٹا وہ لوگ سب کچھ تباہ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس آندھی کو کیسے روکے۔ اسے فلپ کے مزاج، انداز اور اثر و رسوخ کا علم تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فلپ کسی عام شخص تو کیا کسی خاص کے بھی بس سے باہر تھا۔ یہ بات اب اسے زیادہ بے چین کر رہی تھی کہ جو لوگ فلپ کے قابو میں نہیں آئے وہ تو بہت زیادہ خطرناک لوگ ہیں۔

شروع میں وہ اپنے ڈمی ہیڈ کوارٹر اور ڈمی بارڈن والے سیٹ اپ سے بہت مطمئن تھا کہ وہ ڈاج دے کر ایجنٹس کو پکڑ لے گا۔ لیکن ساری پلاننگ فیل ہو چکی تھی۔ اسے اُن ایجنٹس کا ہاتھ اپنے گلے کی طرف بڑھتا دکھائی دے رہا تھا۔ جب اسے کوئی راہ نظر نہ آئی تو اس نے دراز سے ٹرانسمیٹر نکالا اور فریکوئنسی سیٹ کر کے کال کرنا شروع کیا۔

"ہیلو۔۔ چیف آف بلیک سیکشن کالنگ۔" اس نے کال کرتے ہوئے کہا۔

"یس ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔۔ کوڈ بتاؤ۔" مشینی آواز سنائی دی۔

"ٹرپل زیرو ون زیرو۔۔ سپیشل کال۔۔" بارڈن نے کوڈ بتائے۔

"ہولڈ کریں۔" مشینی آواز آئی۔

"کس سے بات کرنی ہے؟" مشینی آواز میں پوچھا گیا۔ اس کی آواز اور لوکیشن کی چیکنگ کے بعد پوچھا گیا۔

"چیف باس سے۔" چیف نے جواب دیا۔

"یس۔ چیف باس سپیکنگ۔" ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"بارڈن بول رہا ہوں چیف۔ ایشیائی ایجنٹس سے متعلق آپ کو رپورٹ دینی تھی۔" بارڈن نے کہا اور چیف باس کو تفصیلی رپورٹ دی۔

"تو یہ ایجنٹس کسی کے ہاتھ نہیں لگ رہے۔" چیف باس کی سپاٹ آواز سنائی دی۔

اس کے لہجے میں رپورٹ سن کر کوئی فرق نہ آیا تھا۔

"یس چیف۔۔ یہ بات پریشان کُن ہے۔" بارڈن نے کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ابھی تک انہیں ہیڈ کوارٹر کا علم نہیں ورنہ وہ سیدھے ادھر پہنچ جاتے۔ ہم انہیں روک سکتے ہیں۔ تم انتظار

کرو۔۔ میں تمہیں کال کرتا ہوں۔" چیف نے کہا اور کال بند کر دی۔ چیف کی یہ بات سُن کر بارڈن مطمن ہو گیا کہ ایک تو ایجنٹس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں نہیں جانتے دوسرا مین ہیڈ کوارٹر خود اس معاملے میں شامل ہونے والا تھا۔ یہ باتیں اس کی پریشانی زائل کرنے میں بہت کام آئیں۔ ابھی پندرہ منٹ ہی گزرے تھے کے ٹرانسمیٹر پہ کال آنا شروع ہو گئی۔

"چیف آف بلیک سیکشن۔۔" بارڈن نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیف باس سپیکنگ۔۔ گرینڈ چیف کی طرف سے یہ مشن ڈیتھ فورس کو دے دیا گیا ہے۔ ڈیتھ فورس کا چیف کرنل رالف تم سے ہیڈ کوارٹر ملنے آئے گا تھوڑی دیر تک۔ اسے کیس کی تفصیلات بتا دینا۔ سکیورٹی کے لئے وہ جو بھی پلان بنائے اس پہ عمل کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ تم اس کے ماتحت نہیں، نہ ہی وہ تمہارا ماتحت ہو گا۔ لیکن اختلاف بھی پیدا نہیں کرنا۔" چیف باس کی سخت آواز سنائی دی اور کال بند کر دی گئی۔

ڈیتھ فورس کا سُن کر اس کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ ساتھ ہی ساتھ اسے یہ بھی خوشی تھی کہ کرنل رالف کو اس پہ برتری دے کر نہیں بھیجا جا رہا۔ ڈیتھ فورس سَلیٹ کا ایک خوفناک گروپ تھا جو کمانڈو ایکشن پہ زیادہ

توجہ دیتا تھا اور ٹارگٹ ہٹ ہونے تک وہ لوگ مسلسل ٹارگٹ کے پیچھے سائے کی طرح پڑے رہتے تھے۔ اس فورس کا کام تنظیم دشمن عناصر کو برباد کرنا تھا۔ کرنل رالف جو کہ اس گروپ کا چیف تھا، سیکرٹ ایجنٹ رہ چکا تھا۔ کسی وجہ سے اس نے خود ہی ایجنسی سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ اور کچھ عرصے بعد اس نے سَلیٹ جوائن کرلی۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس نے کامیابیوں کے پہاڑ کھڑے کر دیئے۔ ہائی کمان کی نظر میں آتے ہی اسے ڈیتھ فورس کا ہیڈ بنا دیا گیا تھا۔

وہ سفاک قاتل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھا سیکرٹ ایجنٹ بھی تھا۔ اس کی کامیابیوں کا راز بھی اس کا یہ ہنر تھا۔ کرنل رالف سمیت اس فورس میں بیس کے قریب افراد شامل تھے۔ ان بیس افراد میں زیادہ لوگ ڈائریکٹ ایکشن پسند کرنے والے ہی تھے۔

اب ایک طرح سے بارڈن کی پریشانی ختم ہو گئی تھی۔ اس نے انٹرکام کا ریسیور اٹھایا۔

"یس باس۔۔" لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"مین گیٹ پہ اطلاع دے دو کہ ڈیتھ فورس کا کرنل رالف آنے والا

ہے۔" اتنا کہہ کر اس کے ریسیور رکھ دیا۔

وہ جانتا تھا کہ گیٹ پہ موجود کمپیوٹر کے ذریعے کرنل رالف کی پہچان اور اس سے متعلق سارے لوازمات پورے ہو جائیں گے۔

اس نے ٹی وی آن کیا اور نیوز سننے لگا۔ بریکنگ نیوز کے بعد وہ بوریت سے چینل پہ چینل بدل رہا تھا۔ ایک مقامی چینل پہ وہ چونک گیا۔

اس نے آواز بڑھائی اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ ٹی وی سکرین پہ ایک بہترین سوٹ میں ملبوس ایک شخص تقریر کر رہا تھا۔ اس شخص کو بار بار لوگوں کے تالیوں کے شور کی وجہ سے اپنی تقریر روکنی پڑتی تھی۔ یہ یہودیوں کا ہر دلعزیز لیڈر تھا اور بارڈن جانتا تھا کہ پسِ پردہ وہ شخص سَلیٹ کی ہائی کمان کا ممبر بھی تھا۔

اس شخص کے سَلیٹ سے تعلق کے قطعِ نظر بارڈن اس شخص کو اپنا پسندیدہ سیاست دان مانتا تھا۔ وہ بڑی دلچسپی سے اس کی تقریر سُن رہا تھا۔ تقریر کے آخر میں وہ شخص ہاتھ سب کی طرف الوداعی سلام کرتا ہوا اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا۔

نیوز اینکر نے اس شخص کے اگلے دورے کی تفصیل بتائی تو بارڈن کا چہرہ

اتر گیا۔ وہ شخص اگلے کچھ دنوں میں بارڈن کے شہر سے پچاس کلو میٹر آگے والے شہر میں دورہ کرنے والا تھا۔ اور بارڈن اور اسکے سیکشن کے جو حالات تھے وہ ان حالات میں اس شہر جا کر ملاقات کرنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ بارڈن نے بے دلی سے ٹی وی بند کر کے ایک فائل کھولی اور پڑھنا شروع کی۔ فائل پڑھتے ہوئے اسے آدھا گھنٹہ ہی ہوا تھا کہ انٹر کام کی گھنٹی بجی۔

"یس۔۔" اس نے فائل سے آنکھیں ہٹائے بغیر کہا۔

"باس۔۔ کرنل رالف آئے ہیں۔" ایک لڑکی کی آواز آئی۔

"اوکے۔۔ بھیج دو۔" اس نے کہا اور کال ڈسکنکٹ کر دی۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے اور بھاری جسم والا صحت مند شخص اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ سخت تھا۔ بارڈن نے اٹھ کر استقبال کیا، آخر وہ تھا جو مین ہیڈ کوارٹر سے متعلق۔ لیکن اس سے مصافحہ کر کے بارڈن کو اس کی سخت گرفت کا شدید ادراک ہوا۔ دونوں کے درمیان رسمی سلام دعا ہوئی۔

"چیف بارڈن مجھے ان ایجنٹس کے بارے میں معلومات دیں تا کہ میں اپنا

کام شروع کروں۔ اس چھوٹے سے کام کی وجہ سے مجھے سب کچھ چھوڑ کر یہاں آنا پڑا ہے۔" اس نے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل رالف ہمارے ریکارڈ میں ان کے چیف اور کچھ ممبرز کی ویڈیوز اور تصویریں موجود ہیں۔ لیکن ہم اس بات سے لاعلم ہیں کہ ان میں سے کتنے مر چکے ہیں اور کتنے زندہ ہیں۔ اور اُن تصویروں اور ویڈیوز میں وہ سب لوگ میک اپ میں ہیں۔" بارڈن نے سنجیدگی سے کہا۔

اسے رالف کا حد سے زیادہ اعتماد پسند نہ آیا لیکن وہ اس وجہ سے خاموش رہا کہ رالف کا تعلق اونچے لیول پہ ہے، اور وہ اسی کے لئے ہی نہ مسئلہ بن جائے۔

"یہ ویڈیوز کب اور کیسے بنائی گئیں ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"چیف کی ویڈیو ایک کلب میں بنائی گئی تھی جب وہ بلیک سیکشن کے ایک ایجنٹ کے اسسٹنٹ کو قتل کر گیا تھا اور ڈمی ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرتے ہوئے کچھ ممبرز کی ویڈیو بن گئی۔ ساری ویڈیوز سیکورٹی کیمرہ سے بنی ہیں۔ اس ویڈیوز سے ہم نے تصویریں بنالیں۔" بارڈن نے کہا۔

"اوکے۔۔ وہ مجھے ای میل کر دیں۔ اس کے علاوہ کوئی بات جو آپ بتانا

چاہیں۔" اس نے کہا۔

"یس کرنل رالف۔۔ صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ ان ایجنٹس کو کمزور مت سمجھیں۔ اب تک ان کے رستے میں جو بھی آیا ہے وہ اسے روند کر آگے بڑھ گئے۔ سَلیٹ کا ایک سیکشن وہ پہلے بھی تباہ کر چکے ہیں۔" بارڈن نے کہا۔

"اوکے۔۔ لیکن آج سے پہلے ان کا سامنا کرنل رالف سے نہیں ہوا۔ اب انہیں سمجھ آئے گا کہ ڈیتھ فورس کس بلا کا نام ہے۔"

کرنل رالف پہ بارڈن کی تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا تو بارڈن نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کرنل نے اُس کے یہ تاثرات بھی نظر انداز کر دیئے اور اپنا ای میل ایک صفحہ پہ لکھ کر اس کی طرف کھسکا دیا۔

"پچھلی بار ان کے سامنے یہاں کے ایک جانے مانے شخص فلپ کو لایا گیا تھا۔ فلپ بہت ہی ٹھنڈے مزاج کا ذہین شخص ہے۔ اس کا گروپ بہت ہی تربیت یافتہ ہے۔ وہ لوگ دو بار ان ایجنٹس کو پکڑنے میں کامیاب ہوئے۔ لیکن یہ کامیابی انہیں بہت مہنگی پڑی۔ فلپ کے دو اڈے، ایک کلنگ سکواڈ ختم ہو چکا ہے۔ فلپ اور اس کے مخبری نیٹ ورک کا ہیڈ،

دونوں ہی لاپتہ ہیں۔ " بارڈن نے سنجیدگی سے فلپ اور ایشیائی ایجنٹس کے متعلق بتایا۔

"گڈ۔۔ یہ اچھا کلیو ہے، اس سے کام شروع کر سکتے ہیں ہم۔ مجھے ہیڈ کوارٹر کی سکیورٹی کے متعلق بریفنگ دیں۔ "اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں بریفنگ کے ساتھ ساتھ آپ کو معائنہ بھی کروا دیتا ہوں۔ " بارڈن نے اٹھتے ہوئے کہا اور رالف بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ بارڈن نے اسے سکیورٹی کے انتظامات کے متعلق مکمل بریفنگ دی اور ایک مِنی کار میں بٹھا کر معائنہ بھی کرایا۔ رالف کو انتظامات بہت پسند آئے اور وہ ساتھ ساتھ بارڈن سے سوالات بھی پوچھتا گیا۔ بارڈن کی رائے جو رالف کے بارے میں شروع میں بنی تھی کے رالف ہٹ دھرم اور مغرور ہے، اس میں یہ بات بھی شامل ہو گئی کہ وہ ذہین بھی ہے۔

"گڈ مسٹر بارڈن، مجھے آپ کے انتظامات پسند آئے۔ میرا اسسٹنٹ، آج شام تک آپ کی سکیورٹی ٹیم کو جوائن کرے گا۔ وہ کنٹرول روم میں نگرانی پہ رہے گا۔ " کرنل رالف نے واپس آفس میں پہنچ کر کہا۔

"تھینک یو کرنل۔۔ " بارڈن نے مسکرا کر کہا اور کرنل رالف اٹھا اور

مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

بارڈن نے بھی اٹھ کر اس سے ہاتھ ملایا اور کرنل رالف دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے نکلنے کے بعد بارڈن نے ہیڈ کوارٹر کال کر کے چیف باس سے بات کروانے کا کہا۔

"یس۔۔ چیف باس اٹنڈنگ یو۔۔" چیف باس کی آواز آئی۔

"چیف میں نے کرنل رالف کو اُن ایجنٹس کے بارے میں معلومات دینے کے ساتھ ساتھ ہیڈ کوارٹر کی سکیورٹی کے متعلق بریفنگ بھی دے دی ہے۔" بارڈن نے کہا۔

"کیا وہ مطمئن ہے سکیورٹی کے نظام سے؟" چیف نے پوچھا۔

"یس چیف باس۔۔ کرنل رالف ذہین تو ہے لیکن وہ اُن ایشیائی ایجنٹس کو اہمیت دیتا نظر نہیں آتا۔ میرے خیال سے یہ بات خطرناک ہے۔ وہ ایجنٹس کرنل رالف کے نظریے کے مطابق بہت عام سے لوگ ہیں۔" بارڈن نے مودبانہ انداز میں کہا۔

"اوکے۔۔ میں اس سے بات کر لوں گا۔ یہ واقعی اہم نکتہ ہے۔" چیف باس نے کہا اور کال بند ہو گئی۔

بارڈن کے چہرے پہ مسرت کے تاثرات تھے کے چیف باس بھی اس کی بات سے متفق ہے اور اب کرنل رالف بھی سنجیدگی سے اُن ایجنٹس کے خلاف کام کرے گا۔ بارڈن ہر حال میں اپنا سیکشن بچانا چاہتا تھا کیونکہ اس کی پہچان یہی سیکشن تھا۔

رات کا وقت تھا۔ ایک خوبصورت سپورٹس کار تیز رفتاری سے شہر کی سڑکوں پہ دوڑتی جارہی تھی۔ کار کارُخ فلپ کے کلب کی طرف تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پہ ایک فوجی طرز کی کٹنگ والا نوجوان بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پہ سختی تھی۔ اس کا انداز بڑی عمر کے لوگوں جیسا تھا۔ وہ بہت ہی سنجیدہ شخصیت کا مالک تھا، اور کام کی بات پہ توجہ دینے والا شخص تھا۔ یہ نوجوان کرنل رالف کی ڈیتھ فورس کا نمبر تھری تھا۔ اس کا نام مارشل تھا۔

مارشل بہت ہی خطرناک لڑاکا، ذہین اور سخت مزاج انسان تھا۔ اس کی خوبی یہ تھی وہ سراغ رسانی میں ماہر تھا۔ ڈیتھ فورس میں واحد مارشل تھا جس کے ساتھ کرنل رالف نرمی سے بات کرتا تھا۔ اس نرمی کی وجہ

مارشل کی ذہانت اور سراغ رسانی کا طریقہ تھا۔ مارشل ناممکن حد تک تیزی سے ٹارگٹ کے نزدیک پہنچ جاتا تھا۔ ڈیتھ فورس کو جب سے یہ مشن ملا تھا، فورس کے دیگر جاسوس بہت بھاگ دوڑ کر رہے تھے لیکن ابھی تک وہ ایشیائی ایجنٹس کے بارے میں کوئی بھی کلیو حاصل نہ کر سکے تھے تو کرنل رالف نے مارشل کو حکم دیا تھا کہ وہ ذاتی طور پہ یہ کام کرے۔

کرنل رالف اور وہ، دونوں ہی اس بات پہ متفق تھے کہ اگر ایجنٹس کا کوئی سراغ مل سکتا ہے تو وہ فلپ کے لوگوں سے مل سکتا ہے کیونکہ آخری بار اُن کا سامنا فلپ اور اس کے لوگوں نے ہی کیا تھا۔ گاڑی کلب کی پارکنگ میں پہنچی۔ کار پارک کر کے وہ کلب کے مین ہال میں پہنچا۔ اس نے ہال کا جائزہ لیا۔ کلب کا ماحول بہت ہی نظم وضبط کا حامل تھا جو مارشل کو بہت پسند آیا۔ وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"اینڈریو سے ملنا ہے۔۔ لانسر کی ٹپ ہے۔" مارشل نے سنجیدگی سے کہا۔

یہ ٹپ اسے کرنل رالف نے دی تھی۔ لانسر اصل میں بارڈن کا آدمی تھا جو مخبری کا دھندہ کرتا تھا اور ایک بہت بڑے کلب کا مالک تھا۔

"اوکے سر۔۔ میں باس سے پوچھتی ہوں۔" کاؤنٹر گرل نے اخلاق

بھرے انداز میں کہا اور انٹر کام کا ریسیور اٹھایا۔

"باس۔۔کاؤنٹر پہ ایک صاحب آئے ہیں آپ سے ملنے۔۔لانسر کی ٹپ ہے ان کے پاس۔۔"لڑکی نے مودبانہ انداز میں کہا۔

"اوکے باس۔۔"لڑکی نے دوسری طرف سے جواب سُن کر کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"فرسٹ فلور۔۔روم نمبر ایک۔۔باس کا آفس ہے۔"لڑکی نے کہا۔ اور مارشل سر ہلا کر لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ فرسٹ فلور کے کمرہ نمبر ایک پہ موجود تھا۔ اس نے ہینڈل پہ دباؤ ڈالا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ سامنے بڑی سی میز کی دوسری طرف ایک سمارٹ سا شخص آنکھوں پہ نظر کا چشمہ لگائے اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"میرا نام مارشل ہے۔ مجھے کچھ معلومات چاہئیں۔ لانسر سے میرے بارے میں پوچھ سکتے ہو تم۔"مارشل نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے بغیر براہِ راست مطلب کی بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیسی معلومات؟"اینڈریو نے میز کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے باس نے کچھ ایجنٹس کے خلاف کام کیا ہے جس کے بعد سے وہ غائب ہے۔۔ مجھے ان ایجنٹس کے بارے میں اور تمہارے باس نے جو دو بار ان کو پکڑا، اس بارے میں ساری معلومات چاہئیں۔" مارشل نے کہا۔

اینڈریو نے لمبا سانس بھرا جیسے کسی ناپسندیدہ سمندر میں غوطہ لگانے جا رہا ہو اور تفصیل بتانا شروع کر دی۔ وہ شاید پہلے ہی لانسر سے مارشل کے بارے میں بات کر چکا تھا اس لئے وہ اطمینان سے ساری تفصیل بتائے جا رہا تھا۔

تفصیل سنتے ہوئے مارشل کا چہرہ سپاٹ ہی رہا۔

"ہارڈ سکواڈ کے اڈے میں جو ہوا، تمہیں اس کی تفصیل کیسے معلوم ہے؟" مارشل نے اس سے پوچھا۔

"ماسٹر فلپ کی ہدایت کے مطابق ہر اہم پوائنٹ کی ویڈیو ریکارڈنگ کسی نہ کسی دوسرے سیف ہاؤس میں ہوتی رہتی ہے تا کہ ضرورت کے وقت کام آ سکے۔ مخبری کے کام میں یہ طریقہ ہمارے بہت کام آتا ہے۔" اینڈریو نے کہا تو مارشل نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"تمہارے بقول، ہارڈ سکواڈ کا اڈہ ایجنٹس نے تباہ کیا تھا۔۔ سپیشل پوائنٹ کے بارے میں تم نے ایسا نہیں کہا۔۔ کیوں؟" مارشل نے پوچھا۔

"کیونکہ وہ پوائنٹ خود ماسٹر فلپ نے تباہ کروایا تھا۔ وہ بڑی مشکل سے اس پوائنٹ سے فرار ہوا تھا۔ دشمن وہاں بھی پہنچ گئے تھے۔" اینڈریو نے کہا۔

"اس پوائنٹ سے وہ کیسے فرار ہوا؟" مارشل نے پوچھا۔

"سپیشل پوائنٹ سے ایک خفیہ سرنگ نکلتی ہے۔ وہ وہاں سے تھوڑے فاصلے پہ موجود ایک رہائش گاہ میں نکلتی ہے۔" اینڈریو نے جواب دیا اور مارشل کے پوچھنے پہ اس نے سرنگ سے لنکڈ دوسری رہائش گاہ کا پتہ بتا دیا۔

"یہ وہی سرنگ ہے جس میں گھسنے کی وجہ سے ایشیائی ایجنٹ بچ گیا تھا؟" مارشل نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔۔ وہی سرنگ ہے۔۔ اُس ایجنٹ نے ماسٹر فلپ سے خود اس بات کا اعتراف، ہارڈ سکواڈ کے اڈے میں کیا تھا۔ ہارڈ سکواڈ کے اڈے کی خفیہ ویڈیو میں یہ بات موجود ہے۔" اینڈریو نے کہا۔

"تم لوگوں نے اپنے باس یا اُن ایجنٹس کی تلاش نہیں کی؟ میں نے تو سُنا ہے کہ فلپ کا مخبری کا بہت بڑا سیٹ اپ ہے شہر میں۔" مارشل نے پوچھا۔

"ایک تو ہمارے لوگ ڈرے ہوئے ہیں، پھر ہم نے بہت کوشش کی ہے سب کو ڈھونڈنے کی۔ ہر مشکوک جگہ کی نگرانی بھی کی لیکن ابھی تک کہیں سے بھی کوئی کلیو نہیں ملا۔ ہم نے سرنگ سے ملحقہ اُس رہائش گاہ کو بھی چیک کیا ہے لیکن وہ خالی ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے وہ لوگ اس ملک سے ہی نکل گئے ہوں۔" اینڈریو نے بے بسی سے کہا۔

"تھینک یو مسٹر اینڈریو۔" مارشل نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

اس نے پارکنگ سے اپنی کار نکالی اور سڑک پہ پہنچ گیا۔ وہ جس رفتار سے کلب کی طرف آیا تھا اسی رفتار سے فلپ کے سپیشل پوائنٹ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ سپیشل پوائنٹ کا ملبہ اٹھایا جا چکا تھا۔ وہ گاڑی سے اتر کو عمارت کے کھنڈرات کو معائنہ کرنے میں لگ گیا۔ اسے اصل میں خفیہ سرنگ کی تلاش تھی۔ کھنڈرات کا معائنہ کر کے اس نے ایک جگہ سرنگ ہونے کے آثار محسوس کیئے۔ وہاں ایک بڑا سا نشان لگایا اور وہ

اس خفیہ رہائش گاہ کی طرف بڑھا جو سپیشل پوائنٹ سے نکلنے والی سرنگ سے لنکڈ تھی۔ رہائش گاہ سے تھوڑی دور اس گاڑی روکی اور رہائش گاہ پہ نظریں گاڑ دیں۔ اس نے کار کے ڈیش بورڈ سے نائٹ ٹیلی سکوپ نکالی اور بہت گہری نظروں سے اس رہائش گاہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اینڈریو نے کہہ تو دیا تھا کہ اس کے لوگوں نے اس رہائش گاہ کو چیک کر لیا ہے لیکن اس بات کے باوجود مارشل کے ذہن میں یہ رہائش گاہ سب سے زیادہ مشکوک تھی۔ یہ ایسی جگہ تھی جہاں فلپ کے لوگ زیادہ چیکنگ نہ کرتے۔ فلپ کے علاوہ ڈیتھ فورس کے لوگوں نے بھی اس عمارت کو نظر انداز کر دیا تھا یا پھر انہیں اس عمارت کے بارے میں معلوم ہی نہیں تھا۔۔ مارشل بِنا وقت کی پرواہ کئے وہاں پہ پچھلے ایک گھنٹے سے موجود تھا۔ وہ ٹیلی سکوپ کی مدد سے عمارت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ یکلخت اسے عمارت کی چھت پہ حرکت محسوس ہوئی جیسے کوئی چھت پہ نگرانی کر رہا ہو۔

اس نے دوبارہ بہت کوشش کی کہ کچھ دیکھ سکے لیکن وہ ناکام رہا۔ اس کا شک اب یقین میں بدلنے لگا تھا۔ اینڈریو کے مطابق تو عمارت خالی تھی لیکن مارشل نے واضح کسی کو چھت پہ چلتے محسوس کیا تھا۔ اس کا چہرہ

چمک اٹھا۔ اس نے ٹیلی سکوپ سائیڈ سیٹ پہ رکھی اور رہائش گاہ کی طرف دیکھتے ہوئے گاڑی موڑی، ہلکا سا دھماکہ ہونے کے ساتھ ہی گاڑی کو جھٹکا لگا۔

وہ تیزی سے نیچے اترا اور کار کی پچھلی طرف پہنچا۔ اس نے موبائل نکال کر اس کی ٹارچ آن کی تو وہاں ایک صحت مند شخص اوندھے منہ گرا ہوا تھا۔ مارشل نے اسے جوتے کی نوک سے ہلا کر دیکھا تو وہ شخص ہڑبڑا کر اُٹھا۔ اس کی حالت دیکھ کر مارشل کا چہرہ مزید سخت ہو گیا۔ وہ شخص نشے میں دُھت تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ شرابی کچھ کہتا، مارشل کار میں بیٹھا اور نکل گیا۔ وہ کچھ دیر اور رک جاتا تو اس کے ہاتھوں شرابی کی پٹائی ہو جانی تھی۔ اپنی رہائش گاہ پہ پہنچ کر وہ ڈرائنگ روم میں پہنچا اور ریسیور اٹھایا۔

"ہنری سپیکنگ۔۔" ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"مارشل بول رہا ہوں۔ ایک رہائش گاہ کا ایڈریس بھیج رہا ہوں، وہاں کی نگرانی کراؤ۔۔ سپیشل ڈکٹا فون کے ذریعے معلوم کرو کے عمارت میں لوگ ہیں یا عمارت خالی ہے۔ پھر مجھے رپورٹ دو۔" اس نے تیز لہجے میں کہا اور کال بند کر دی۔ اس نے دوبارہ نمبر ملایا اور ریسیور کان سے لگایا۔

"مارشل بول رہا ہوں باس۔۔" مارشل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"کچھ معلوم ہو؟" کرنل رالف کی آواز آئی۔

"باس ایک رہائش گاہ میں ان ایجنٹس کی موجودگی متوقع ہے۔ میں فورس کے ساتھ وہاں حملہ کرنا چاہتا ہوں۔" مارشل نے کہا۔

"اوکے۔ جو بہتر لگے وہ کرو۔۔ اگر وہ ایجنٹس مل جائیں اور زندہ پکڑے جائیں

تو زیادہ بہتر ہے، ورنہ مار دینا۔" کرنل رالف نے پُر سکون لہجے میں جواب دیا اور کال بند ہو گئی۔

مارشل نے فریش ہونے کے لئے چلا گیا۔ فریش ہو کر اس نے اپنے لئے کافی بنائی اور ٹی وی کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے ٹی وی آن کرنے کے لئے ریموٹ اٹھایا ہی تھا کے فون کی گھنٹی بجی۔

"یس۔۔" اس نے نام بتائے بغیر کہا۔

"ہنری سپیکنگ باس۔۔ عمارت میں لوگ موجود ہیں۔ تعداد کنفرم نہیں کیونکہ وہ زیادہ بات نہیں کر رہے لیکن بات وہ کسی اور ہی زبان میں کرتے ہیں۔" ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ویری گڈ۔۔ فورس کو تیار کرو۔ ایک دھماکے دار دشمن سے سامنا ہو سکتا ہے۔ تیاری کرتے ہی وہاں پہنچ جاؤ۔ میں بھی نکلنے لگا ہوں۔" مارشل نے کہا

اور ساتھ ہی کچھ ہدایات بھی دیں۔

"اوکے باس۔۔ تیاری فُل رکھنی ہے؟" ہنری نے پوچھا۔

"ہاں۔۔ بہت دھوم سُنی ہے اُن ایجنٹس کی۔۔ فُل تیاری کے ساتھ جائیں گے۔ دو لوگوں کو وہاں نگرانی کے لئے بھیج دو۔" مارشل نے سنجیدگی سے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

وہ ڈریسنگ روم میں گیا اور تھوڑی دیر بعد سیاہ چست لباس میں باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں نائٹ گاگلز تھے اور لباس اسلحہ سے لیس تھا۔ کار میں بیٹھ کر وہ فلپ کے خفیہ اڈے کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے چہرے پہ اطمینان تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس کا انداز درست ثابت ہو گا۔ یہ مشن سب سے زیادہ آسانی سے اور کم وقت میں پورا ہونے والا تھا۔ رہائش گاہ کے قریب ہی اسے اپنی فورس کے اسلحہ سے لیس لوگ گاڑیوں میں بیٹھے نظر آئے۔ ایک بھاری جسم کا شخص اس کے پاس آیا۔

"کیا حکم ہے باس؟" یہ ہنری تھا۔

"تم اپنے ساتھ چار لوگ لے جاؤ۔۔ ایک جگہ بتاتا ہوں، وہاں پکٹنگ کرو۔۔ وہاں ایک سرنگ ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ سرنگ سے بھاگنے کی کوشش کریں۔ اگر ایجنٹس سرنگ کی طرف سے بھاگے تو میں تمہیں کاشن دے دوں گا۔ واچ ٹرانسمیٹر ساتھ لے کر جانا۔" مارشل نے ہنری کو ایڈریس بتاتے ہوئے کہا اور ہنری سر ہلاتے ہوئے واپس مڑا۔

" لیکن کاشن کے انتظار میں سست مت پڑ جانا۔ الرٹ رہنا۔" مارشل نے پیچھے سے آواز دیتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد ایک کار میں ہنری دو لوگوں کے ساتھ جاتا نظر آیا۔ مارشل گاڑی سے نکلا اور باقی افراد کو بھی اشارہ کیا۔ وہ سب خاموشی سے گاڑیوں سے نکل کر اس کے پیچھے چل پڑے۔ رہائش گاہ کی دیوار کے ساتھ پہنچ کر وہ رک گئے۔

"زندہ پکڑے جائیں تو زیادہ اچھا ہے۔۔ لیکن خطرے کی صورت میں کسی کو مت بخشنا۔" اس نے سخت لہجے میں سب سے کہا اور مڑ کر ایک ہائی جمپ کے ساتھ وہ دیوار کی منڈیر پہ تھا۔

ایک ایک کر کے وہ سب دیوار پھلانگ چکے تھے۔ وہ سب پھیل گئے تھے۔ عمارت کے اندر کی خاموشی مشکوک تھی۔ ان میں سے آدھے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے باقی سب لمبا چکر کاٹ کر عمارت کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ یکدم عمارت کی چھت سے مشین گن کی چلنے کی آواز آئی اور عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے لوگوں میں سے چار پانچ گرتے چلے گئے۔ باقی سب تیزی سے اِدھر اُدھر چھپ کر جوابی فائرنگ کرنے لگے۔

اب چھت کے ساتھ ساتھ کھڑکیوں سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی تھی۔ فائرنگ کی شدت کی وجہ سے آگے بڑھنا مشکل ہو چکا تھا۔ یکدم مارشل کو ایک خیال آیا۔ اس نے ایک آدمی کے ہاتھ سے میزائل گن لی اور اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ تیزی سے عمارت کی عقبی طرف سے ہو کر عمارت کی دوسری طرف پہنچا۔

اس کے پیچھے تین لوگ آ چکے تھے۔ کیونکہ عمارت میں موجود لوگوں کا دھیان دوسری طرف تھا تو مارشل نے اس طرف سے حملے کا پلان بنایا۔ میزائل گن سے ایک میزائل تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھا اور دھماکے سے کھڑکی اڑ گئی۔ مارشل نے گن میں ایک اور میزائل فِٹ کیا اور چھٹی

ہوئی دیوار کی طرف بڑھا۔ نزدیک پہنچ کر اس نے دوسرا میزائل بھی داغ دیا۔ اندر فائرنگ رک گئی تھی۔ مارشل کے چہرے پہ زہریلی مسکراہٹ ابھری۔ وہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔ عمارت خالی ہو چکی تھی۔ اس نے ہنری کو کاشن دے دیا۔ وہ سرنگ کا دروازہ تلاش کرنے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا اور تیزی سے باہر نکلا۔

"چار لوگ یہاں، عمارت کے اندر رک جائیں۔ عمارت کے اندر کہیں پہ ایک خفیہ دروازہ ہے، اگر اس دروازے سے کوئی داخل ہو تو مار ڈالنا۔" مارشل نے تیزی سے کہا۔

وہ جلد بازی میں بھی ہر پہلو کا خیال رکھ رہا تھا۔ اسے خیال آیا کہ یہ نہ ہو وہ سب عمارت سے نکل جائیں اور ایشیائی ایجنٹس دوسری طرف جانے کی بجائے سرنگ میں ہی چھپے رہیں اور عمارت خالی ہوتے ہی پھر غائب نہ ہو جائیں۔ باقی لوگوں کو اس نے فورس کو زخمی لوگوں کو اٹھا کر کوٹھی سے نکل کر گاڑیوں کی طرف بڑھنے کا کہا اور خود بھی گاڑی کی طرف دوڑ لگا دی۔ اس نے دوڑتے ہوئے ان کو کوٹھی کا پتہ بتایا جہاں پہ سب نے پہنچنا تھا۔ اس کی گاڑی تیزی سے فلپ کے تباہ شدہ سپیشل پوئنٹ کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ اسے اس بات کی خوشی تھی کہ ایجنٹس پہلے ہی دن مل

گئے۔ اور ان کے بھاگنے کا رستہ بھی وہ پہلے ہی بلاک کر چکا تھا۔ اس کا دو رُخہ حملہ اور جال کامیاب ہوا تھا۔

ایشیائی ایجنٹس اس کی توقع کے عین مطابق حملے کی شدت کو دیکھتے ہوئے سرنگ کی طرف سے بھاگ نکلے تھے۔ سپیشل پوائنٹ کے کھنڈرات میں ہر طرف خاموشی تھی۔ وہاں پہنچ کر وہ تیزی سے سرنگ کھنڈرات کی طرف دوڑا۔ اس نے ایک جگہ رک کر ہنری کو واچ ٹرانسمیٹر پہ کال کی۔

"ہیلو۔۔ ہیلو۔۔ ایم کالنگ ٹو ایچ۔۔ اوور۔۔" اس نے کہا۔

"یس۔۔ ایچ اٹنڈنگ یو۔۔ ہم سرنگ کے دہانے پہ موجود ہیں۔ کام بن گیا ہے۔ اوور۔۔" ہنری کی پرجوش آواز سنائی دی اور مارشل کا چہرہ چمک اٹھا۔

"میں پہنچ رہا ہوں۔۔ اوور اینڈ آل۔" اس نے کال بند کی اور جدھر سرنگ ہونے کے آثار تھے اس طرف بڑھا۔ نائٹ گاگلز کی وجہ سے اسے دور سے ہی انسانی جسم زمین پہ پڑے نظر آئے۔ وہ سب تڑے مڑے انداز میں تھے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ جیسے ہی وہ ایک ٹوٹی ہوئی دیوار سے آگے نکلا اس کے سر پہ ایک زوردار چوٹ لگی، اس نے

پلٹنا چاہا تو اس کے سر پہ ایک اور دھماکہ ہوا اور مارشل چکرا کر زمین بوس ہو گیا۔

مارشل کی آنکھ کھلی تو اس نے جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس نے حیرت سے آس پاس کے ماحول کو دیکھا تو چونک گیا۔ وہ ایک کرسی پہ بندھا ہوا تھا اور کسی انجان تہ خانے میں بند تھا۔ تہ خانے میں ایک طرف ایک جدید کمپیوٹر سسٹم رکھا تھا، اس کے علاوہ وہ کمرہ خالی تھا۔ مارشل کے سامنے ایک کرسی تھی، کمرے کا دروازہ بند تھا۔ مارشل کو دھیرے دھیرے واقعہ یاد آیا کہ کس طرح وہ سپیشل پوائنٹ کی تباہ شدہ عمارت تک پہنچا۔ اس نے وہاں پہنچ کر ہنری کو کال کی تھی۔ ہنری نے اسے بتایا تھا کہ ٹارگٹ ہٹ ہو چکا ہے۔ وہ کھنڈرات میں موجود سرنگ کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں اس نے دور سے لاشیں بھی دیکھیں تھیں، ان کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے سر پہ پیچھے سے دو بار وار ہوا تھا اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

اب وہ اس مخمصے میں مبتلا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا سلوک کس نے کیا۔ اُس پہ حملے کا مطلب تھا کہ ہنری اور اس کے لوگ مر چکے تھے لیکن ہنری سے تو اس نے ٹرانسمیٹر پہ بات بھی کی تھی۔ سرنگ سے نکلنے والے ایجنٹس کو تو ہنری اور اس کے ساتھیوں نے سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دیا ہو گا، پھر یہ سب کیسے ہو گیا۔ اس کی اس حالت میں موجودگی ظاہر کر رہی تھی کہ اس کے ساتھیوں کے آنے سے پہلے ہی اسے اٹھا لیا گیا ہے۔ اسی اثنا میں دروازہ کھلا اور سیاہ کپڑوں میں ملبوس شخص اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پہ سیاہ نقاب تھا۔ وہ مارشل کے سامنے موجود کرسی پہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔

"تم نے میری رہائش گاہ پہ حملہ کیوں کیا؟" اس نقاب پوش نے غرا کر کہا۔

"تمہاری رہائش گاہ۔۔ کونسی رہائش گاہ؟" مارشل نے حیرت سے پوچھا۔ اس واقعی سمجھ نہ آئی کہ نقاب پوش کس بارے میں بات کر رہا ہے۔

"جس کو تباہ کر کے تم سپیشل پوائنٹ پہ پہنچے۔" اس نے کہا۔

"تم کون ہو؟" مارشل کی حیرت بدستور اس کے لہجے سے جھلک رہی

تھی۔

"تم سوال پوچھنے کی حالت میں نہیں۔ جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔" نقاب پوش نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"وہ رہائش گاہ اور سپیشل پوائنٹ تو فلپ کا ہے۔" مارشل نے کہا۔

"یہی تو پوچھ رہا ہوں۔ تم نے میری رہائش گاہ پہ حملہ کیوں کیا؟" اس نے پُرسکون انداز میں پوچھا۔

"وہاں پہ تو دشمن ایجنٹس تھے۔ تم فلپ کیسے ہو سکتے ہو۔۔ فلپ تو غائب ہے بہت دنوں سے۔۔" مارشل نے کہا۔

"غائب ہو جانے کا مطلب مر جانا تو نہیں۔ کون سے ایجنٹس کی بات کر رہے ہو تم؟" اس نے کہا۔

"ایشیائی ایجنٹس۔۔ جو تمہارے ہاتھ سے دو بار پھسل گئے۔" مارشل نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں کیسے مان لوں کہ تم سچ کہہ رہے ہو۔۔ ہو سکتا ہے کہ تم ہی ایشیائی ایجنٹ ہو اور اس وجہ سے حملہ کیا ہو؟" نقاب پوش نے جیسے اس کے طنز

پہ غور ہی نہ کیا ہو۔

"یہی بات میں تم سے کہہ سکتا ہوں۔۔ میں کیسے مان لوں کہ تم فلپ ہی ہو؟" مارشل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ تم نے میری رہائش گاہ پہ حملہ کیا، میرے لوگوں کو مارا۔۔ میں نے ایشیائی ایجنٹس کو پکڑنے کے لئے جو ٹریپ بنایا تھا، اسے تم نے تباہ کر دیا۔۔ میں تمہیں مار کر آگے بڑھ جاؤں گا۔" نقاب پوش نے انتہائی ٹھنڈے انداز میں کہا۔

مارشل نے فلپ کے ٹھنڈے مزاج کے بارے میں سُنا تھا۔ اب وہ عملی طور پہ دیکھ بھی رہا تھا۔ لیکن اسے بچ نکلنے کا راستہ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ فلپ کا مزاج جتنا ٹھنڈا تھا اتنا ہی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ وہ اگر مارشل کو مار دیتا تو کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہوتی کہ مارشل کدھر غائب ہو گیا ہے کیونکہ فلپ خود دنیا کی نظر میں اغوا ہو چکا تھا۔ اس پہ کوئی شک بھی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ سارے خیالات چند سیکنڈز میں مارشل کے دماغ سے گزرے اور وہ اندر ہی اندر پریشان ہو گیا۔

"کیا چاہتے ہو تم؟" اس نے فلپ سے پوچھا۔

"تم کون ہو؟ اپنی حیثیت اور میری رہائش گاہ پہ حملہ کرنے کی وجہ بتاؤ۔" اس نے کہا۔

"میں اسی پارٹی سے ہوں جس نے تمہیں ایشیائی ایجنٹس کا مارنے کا مشن دیا تھا۔ تمہارے غائب ہو جانے کی وجہ سے ہمیں خود سامنے آنا پڑا۔" مارشل نے سنجیدگی سے کہا۔

"اس سے تو کچھ ثابت نہیں ہوتا۔" اس نے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں اپنی پہچان تمہیں نہیں بتا سکتا۔" مارشل نے کہا۔

"اوکے۔۔۔ پھر تمہیں مارنے کے سوا میرے پاس کوئی چارہ نہیں۔ میں رِسک نہیں لے سکتا۔" اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور جیب سے پسٹل نکالا اور مارشل پہ تان لیا۔

"تم غلطی کر رہے ہو۔۔" مارشل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔۔ لیکن تم میری پوزیشن سمجھو۔۔ میں کنفرم ہوئے بغیر تمہیں چھوڑ نہیں سکتا۔" اس نے کہا۔

مارشل سمجھ رہا تھا کہ فلپ اپنی جگہ ٹھیک کہہ رہا ہے لیکن وہ اپنی پہچان

کیسے بتا سکتا تھا۔

"میری بھی مجبوری سمجھو تم۔۔" مارشل نے نرمی سے کہا۔

"ایک حل ہے میرے پاس۔۔" اس نے کہا۔

"کیسا حل؟" مارشل نے چونک کر کہا۔

"تمہارا کوئی نہ کوئی باس تو ضرور ہو گا۔ میں تمہیں فون لا کر دیتا ہوں۔۔ میں کمرے سے نکل جاؤں گا۔۔ تم اس سے پوچھ لو کہ مجھے پہچان بتانی ہے یا نہیں۔ میرے خیال سے تمہیں اجازت مل جائیگی۔"

اس نے کہا تو مارشل نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"فون میموری والا ہو گا۔۔ تم میرے بتائے بغیر نمبر چیک کر کے جاسوسی کر لو گے۔" مارشل نے مسکرا کر کہا۔

"گڈ۔۔ میں تمہیں تمہارا موبائل دے دیتا ہوں۔"

اس نے سادہ انداز میں کہا۔

اب مارشل بھی سوچ میں پڑ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا موبائل پاسورڈ کے ذریعے محفوظ ہے۔ اگر کوئی اس کا پاسورڈ توڑنے کی کوشش کرتا تو فون کا

سافٹ ویئر ہی اُڑ جاتا۔ یہ تجویز اسے قابلِ عمل لگی۔

"اوکے۔۔ میں تیار ہوں۔" مارشل نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارا ایک ہاتھ کھول دیتا ہوں۔" اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ مارشل کا ایک ہاتھ کھول کر اس نے مارشل کو اس کا موبائل دیا اور کمرے سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد مارشل نے اسے آواز دے کر اندر بلایا اور فون اس کی طرف بڑھایا۔

"باس سے بات کرو۔۔" مارشل نے کہا تو اس نے مارشل سے موبائل پکڑ کر ایک نظر سکرین دیکھی اور پھر کان سے لگایا۔

"یس۔۔" اس نے صرف اتنا ہی کہا۔

"کرنل رالف سپیکنگ۔۔ مسٹر فلپ۔۔ یہ میرا آدمی ہے۔۔ ہمارا تعلق ڈیتھ فورس سے ہے۔۔ ہم بھی آپ کی طرح ایشیائی ایجنٹس کے خلاف ہی کام کر رہے ہیں۔" کرنل رالف نے نرمی سے کہا۔

"سوری کرنل۔۔ اس طرح تو کوئی بھی مجھے بات کر کے ٹرخا سکتا ہے۔۔ کوئی ٹھوس ٹپ دیں جس سے میں کنفرم ہو سکوں۔" اس نے جیسے کرنل کی ساری بات ردی کی ٹوکری میں ڈال دی۔

"اوکے۔۔ آپ سٹیٹ سیکرٹری مسٹر جارج سے فون کر کے گارنٹی لے سکتے ہیں۔" کرنل رالف نے کہا۔ اس کے لہجے میں اس بار تلخی کا عنصر شامل تھا۔

"میرا مقصد آپ کی توہین نہیں تھا۔ میری مجبوری کو سمجھیں۔" اس نے اپنے ازلی انداز میں کہا۔

"نو پرابلم مسٹر فلپ۔۔ آپ کنفرم کر لیں۔" کرنل نے کہا اور کال بند ہو گئی۔

اس کا انداز سخت ہی تھا۔ نقاب پوش نے سیل فون دیکھا اور کھینچ کر دیوار سے دے مارا۔

"یہ تم نے کیا کر دیا؟" مارشل نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"وہی کیا جو سلیٹ کے ایجنٹ کے ساتھ کرنا چاہئے۔"

اس کا لہجہ بدل گیا اور آواز میں غراہٹ شامل ہو گئی۔ مارشل کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ وہ حیرت سے منہ پھاڑے نقاب پوش کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"تت۔۔ تم کون ہو؟"

پہلی بار وہ ہکلا گیا۔ اس کے سوال پہ نقاب پوش نے نقاب اتار دیا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر مارشل کو جھٹکا لگا۔

"تم۔۔ تم ایشیائی ایجنٹ ہو۔۔ تت۔۔ تت۔۔ تم بچ کیسے گئے۔ ہنری نے تو بتایا تھا کہ تم لوگ ہٹ ہو گئے۔"

مارشل کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔ اس ایشیائی نے بڑی ذہانت کے ساتھ اس سے کرنل رالف کی نمبر نکلوا لیا تھا۔ اب وہ بڑی آسانی سے کرنل رالف تک پہنچ سکتے تھے۔ مارشل کو اس قسم کی ذہانت سے جیسے پہلی بار سامنا کرنا پڑا تھا۔ وہ بیوقوفوں کی طرح اس ایشیائی کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے تماشائی جادوگر کی طرف دیکھتے ہیں کے وہ اگلا کرتب کون سا پیش کرے گا۔

"ہنری تو خود چین کی نیند سو رہا ہے۔۔ اب تمہاری باری۔۔" اس نے غرا کر کہا تو مارشل کے جسم میں سرد لہر دوڑی۔

"اگر میں دوسرا فون منگوا لیتا اور وہ میموری والا نہ ہوتا تو پھر کیسے نمبر ٹریس کرتے؟۔۔" بے اختیار مارشل کے منہ سے سوال نکلا۔

"میں تو یہی چاہتا تھا کہ تم اپنا سیل فون استعمال کرو، براہ راست ایسا کہتا تو

تم بدک جاتے، لہذا میں نے جان بوجھ کر لینڈ لائن فون کہا اور تم کھسک کر موبائل فون پہ جا ٹکے۔۔ اگر میں تبھی تمہیں پکڑ لیتا جب شرابی کے روپ میں تمہاری کار سے ٹکرایا تھا تو زیادہ بہتر تھا۔۔ خیر۔۔" وہ زہریلے انداز میں مسکرایا۔

اس سے پہلے کہ مارشل کچھ کہتا یا حیرت کی انتہا کو پہنچتا، اس نے تیزی سے پسٹل نکالا اور ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گولی سیدھی حیرت سے ساکت مارشل کی پیشانی میں روشندان بنا گئی۔ وہ بیچارہ چیخ بھی نہ سکا۔

کرنل رالف اپنی عارضی رہائش گاہ پہ موجود تھا۔ اسے رپورٹ مل چکی تھی کہ ایشیائی ایجنٹ ختم ہو چکے ہیں۔ یہ رپورٹ اسے ڈیتھ فورس کے ممبرز کے ذریعے ملی تھی۔ مارشل، ہنری اور کچھ ساتھیوں سمیت غائب تھا۔ پھر اسے پتہ چلا کہ مارشل فلپ کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔ فلپ کے ہتھے چڑھنے کے بعد مارشل نے اس سے رابطہ کیا تھا۔ مارشل نے اسے بتا دیا تھا کہ فلپ شاید ایشیائی ایجنٹس کو مارنے کا کریڈٹ لینے کے چکر میں یہ سب کر رہا ہے کیونکہ مارشل سو فیصد پُریقین تھا کہ ہنری نے ایجنٹس کو مار گرایا ہے۔ کرنل رالف کو مارشل کی رپورٹ پہ یقین تھا۔ فلپ کا انداز کرنل رالف کو پسند نہیں آیا تھا۔ وہ فلپ کو سبق سکھانا چاہتا تھا۔ وہ سوچ میں گم تھا کہ کیسے فلپ سے بدلہ لے۔ وہ چاہتا تھا کب مارشل اس کے قبضے سے نکل آئے تو وہ کوئی قدم اٹھائے۔ ابھی وہ سوچوں میں گم تھا کہ انٹرکام کی بیل سنائی دی۔

"یس۔۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ کوئی مسٹر مارشل آئے ہیں آپ سے ملنے۔" گیٹ کیپر کی آواز آئی۔

عارضی رہائش گاہ کے ساتھ شاید ملازمین بھی نئے اور عارضی تھے۔

"اوکے۔۔ آنے دو۔۔ برٹ سے کہو اسے ڈرائنگ روم میں بٹھا کر مجھے اطلاع کرے۔" اس نے اطمینان سے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک ملازم نے اسے آکر اطلاع دی کہ مارشل ڈرائنگ روم میں اس کا انتظار کر رہا ہے۔ وہ اٹھا اور ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ مارشل کی اس کی طرف پشت تھی۔ وہ مارشل کے سامنے آکر کرسی پہ بیٹھا، مارشل کی طرف دیکھ کر مسکرایہ اور پھر جیسے اس کی مسکراہٹ کو بریک لگ گئی ہو۔ وہ جھٹکے سے اٹھا۔

"کون ہو تم۔۔ تم مارشل جیسے نظر تو آتے ہو لیکن تمہاری جسامت مارشل جیسی نہیں۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں فلپ ہوں۔" اس نے پُر سکون انداز میں کہا۔

"فلپ۔۔ تم مارشل کے میک اپ میں کیوں۔۔ کیا تم نے اسے مار ڈالا؟" کرنل نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ وہ زندہ ہے۔ میں تم سے ایک سودا کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"کیسا سودا؟"

مارشل کے زندہ ہونے کا سوچ کر وہ ڈھیلا پڑ گیا اور اس کا پسٹل والا ہاتھ نیچے ہوا۔ ایسا کرنا اس کے گلے پڑ گیا۔ وہ شخص اٹھا اور پلک جھپکنے کے وقفے میں کرنل رالف کا پسٹل اس کے ہاتھ میں آیا اور اس پسٹل کا دستہ کرنل رالف کے سر میں لگا۔ کرنل رالف کا ہاتھ تھپڑ مارنے والے انداز میں گھوما، وہ شخص اس کی توقع سے زیادہ تیز نکلا۔ وہ نیچے جھکا اور کرنل رالف تھپڑ کے ساتھ خود بھی گھوم گیا اور پیچھے سے سر پہ پسٹل کے دستے کی ضربوں کی بارش ہو گئ۔ کرنل رالف زمین پہ گرتا چلا گیا۔ وہ شخص پیچھے ہٹ گیا۔

"فیلڈ ایجنٹ ہونے میں اور کرسی پہ بیٹھ کر حکم چلانے والوں میں بہت فرق ہوتا ہے مسٹر رالف۔۔ تم کرسی پہ بیٹھ کر حکم دیتے ہو اور میں

ضرورت پڑنے پہ اپنی ٹیم کے ساتھ شانہ بشانہ چلتا ہوں۔۔" اس نے کہا لیکن رالف جواب دینے کی حالت میں نہ تھا۔ وہ باہر نکل گیا۔

اس نے باری باری سب ملازمین کو بے ہوش کر کے باندھا۔ ان کو ایک کمرے میں لاک کیا۔ کرنل رالف کو باندھ کر اٹھایا اور اپنی گاڑی میں ڈالا ، گاڑی کو تیزی سے گیٹ سے نکالا۔ اس نے گیٹ کو اندر سے بند کر کے گیٹ پھلانگا اور گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی دوڑا دی۔ مختلف سڑکیں گھومنے کے بعد اس کی کار فلپ کی خفیہ رہائش گاہ، جہاں مارشل نے حملہ کیا تھا، میں داخل ہوئی۔ اس نے کرنل رالف کو کندھے پہ لادا۔ اسے تہ خانے میں لے گیا۔ اور اسی کرسی پہ باندھا جس پہ پہلے مارشل کو باندھا تھا۔ اس نے کرنل رالف کا منہ اور ناک بند کیئے۔ کچھ دیر بعد اس کے جسم میں حرکت کے اثرات پیدا ہوئے تو وہ پیچھے ہٹا۔ اور کمپیوٹر ٹیبل پہ پڑا ایک انجکشن اٹھا کر سرنج میں بھرا، اور ہوش میں آتے ہوئے کرنل رالف کو بازو میں لگا دیا۔ اس نے کرسی اٹھا کر رالف کے بلکل سامنے رکھی اور اس پہ بیٹھ گیا۔ رالف کی آنکھیں کھلیں۔

"میں کہاں ہوں؟" کرنل کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"تم بلیک سیکشن کے ہیڈ کوارٹر میں ہو۔" اس نے تحمکانہ لہجے میں کہا۔

"بلیک سیکشن ۔۔ہیڈ کوارٹر۔۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ہیڈ کوارٹر ایسا نہیں ہے۔" کرنل کی آواز آئی۔

کرنل کا یہ جواب سُن کر اس کے چہرہ پہ مسکراہٹ ابھری۔

"مجھے بلیک سیکشن ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بتاؤ۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

انجکشن کی وجہ سے جیسے رالف نشہ میں چلا گیا تھا اور اس کی قوت ارادی کمزور ہو چکی تھی۔

"مم۔۔ میں نہیں بتاؤں گا۔۔ یہ راز ہے۔" کرنل نے کہا۔

وہ واقعی مضبوط ارادے کا مالک تھا اور اس شخص نے بھی ذہانت کا ثبوت دیتے ہوئے بجائے تشدد کرنے کے، یہ رستہ اپنایا تھا۔

"تم صرف میری بات کو جواب دو گے۔۔ بولو۔۔ جواب دو گے؟" اس نے تحمکانہ انداز میں کہا۔

"ہاں میں جواب دوں گا۔" کرنل نے ٹرانس میں آتے ہوئے کہا۔

"بلیک سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بتاؤ۔" اس نے پوچھا۔

اور کرنل رالف تفصیل بتانا شروع ہو گیا۔ رالف نے اس شخص کو بلیک سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں، جو کے ایک زرعی فارم کے نیچے تھا، تفصیل بتائی۔ ہیڈ کوارٹر زیرِ زمین بہت زیادہ رقبے پہ پھیلا ہوا تھا۔ اس کے مطابق ہیڈ کوارٹر سے پانچ سو میٹر کی دوری تک حفاظتی انتظامات موجود تھے۔ جگہ جگہ ایسے ٹریپ تھے جن میں پھنس کا انسان چند لمحوں میں مر سکتا تھا۔ ہیڈ کوارٹر کے اوپر جو فارم تھا وہ محض ایک دکھاوا تھا۔ اسی فارم ہاؤس سے ہیڈ کوارٹر میں رستہ جاتا تھا۔ وہاں ہر وقت ایسی ریز موجود رہتی تھیں جن میں ہر قسم کا اسلحہ بیکار ہو جاتا تھا۔ چونکہ فارم ہاؤس ایک سنسان سڑک پہ اور ذراہٹ کے تھا تو ہیڈ کوارٹر کی طرف آنے والی گاڑی دور سے ہی مارک ہو جاتی تھی اور کسی مسئلے کی صورت میں دور سے گاڑی ہِٹ کرنے کا انتظام موجود تھا۔ ہیڈ کوارٹر میں صرف وہی داخل ہو سکتا تھا جس کی معلومات کمپیوٹر کے اندر محفوظ ہوں۔ ان معلومات کی بنیاد پہ کمپیوٹر چیکنگ کر کے جس شخص کو اوکے کرتا، وہی اندر جا سکتا تھا۔ ان معلومات کی روشنی میں ظاہر تھا کے ہیڈ کوارٹر تک رسائی آسان نہیں ہے۔ اور رسائی ہونے کے بعد اسے باہر سے تباہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ درمیان پہ رالف جہاں پہ چپ کر جاتا وہ شخص اسے

دوبارہ کمانڈ دیتا اور کرنل پھر شروع ہو جاتا۔

"تمہارے بلیک سیکشن کے چیف کے ساتھ کوئی کوڈز طہ ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں۔" کرنل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"تمہاری فورس کے وہاں پہ کتنے لوگ ہیں اور انچارج کون ہے ان کا؟" اس نے پوچھا۔

"دو۔۔میرا نمبر ٹو۔۔سکاٹ انچارج ہے۔" اس نے بتایا۔

"سکاٹ کے ساتھ تمہارا کوئی کوڈ طہ ہو؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔" کرنل نے جواب دیا۔

"ہیڈکوارٹر میں موجود اپنے اپنی فورس کے لوگوں کے بارے میں تفصیل بتاؤ۔" اس نے طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا تو کرنل دوبارہ شروع ہو گیا۔

اس شخص نے کرنل سے سکیورٹی وغیرہ سے متعلق بہت سے سوالات پوچھے اور جب اس کے سوالات ختم ہوئے، معلومات لینے کے بعد وہ اٹھا

اور کرنل رالف کو طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا۔۔اس نے کرنل رالف کی تلاشی لی۔ اس کی جیب سے سیل فون نکال کر اس پہ پاسورڈ ڈالا۔ یہ پاسورڈ بھی وہ اپنے سوالوں میں پوچھ چکا تھا۔ اس نے ایک نمبر ملایا۔

"یس باس۔۔" دوسری طرف سے مودبانہ آواز سنائی دی۔

"روگر۔۔پوری ٹیم کو لے کر ایک ایڈریس پہ پہنچو۔۔مارشل اور ہنری غائب ہیں۔ ان کو ڈھونڈنا ہے۔۔مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہماری فورس میں کوئی غدار ہے جس کی وجہ سے مارشل ااور ہنری اغواء ہو چکے ہیں لیکن سب کو یہ بات مت بتانا۔ تم ان کے انچارج کے طور پہ کام کرو گے ۔امید ہے تم مجھے شکایت کا موقع نہیں دو گے۔"

اس کے منہ سے کرنل رالف جیسی سخت آواز نکلی اور ساتھ ساتھ اس نے انسانی کمزوری کو استعمال کرتے ہوئے دوسری طرف موجود شخص کو لیڈرشپ کی طاقت کو جھانسا دے کر کچھ سوچنے سمجھنے سے روک دیا۔

"یس باس۔۔ آپ کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہو گی۔ آپ پتہ بتائیں۔ ہم ابھی پہنچ جائیں گے۔" روگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اسے شاید لگا تھا کہ کرنل رالف مارشل اور ہنری کی زندگی سے مایوس ہو گیا ہے اور اسے مستقل لیڈر شپ ملنے والی ہے۔

"گڈ۔۔" اس نے کرنل کی آواز میں کہا اور ساتھ ہی ملحقہ خالی کوٹھی کا ایڈریس دے دیا اور کال بند کر دی۔

وہ تیزی سے اٹھا، تھوڑا سا حلیہ بدلا ، ایک مشین گن پکڑی اور دیوار پھلانگ کر دوسری کوٹھی میں جا پہنچا۔ اس نے مشین گن ایک کمرے میں چھپائی اور وہاں گیٹ کیپر کے فرائض نبھانے پہ کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں سب باری باری وہاں پہنچ چکے تھے۔

کرنل رالف، مارشل اور ہنری سمیت تین اہم لوگ ٹھکانے لگ چکے تھے، دو بلیک سیکشن کے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھے اور باقی لوگوں میں سے بارہ لوگ اس عمارت میں پہنچ چکے تھے۔ شاید تین لوگ زیادہ زخمی تھے اور کسی ہسپتال میں داخل تھے۔ وہ شخص یہ سوچتا، جیبوں میں ہاتھ ڈالے کمرے کی طرف بڑھا۔

کمرے میں سے مشین گن اٹھا کر وہ اس کمرے کی طرف بڑھا جہاں ڈیتھ فورس موجود تھی۔ اندر سے قہقہوں کی آواز آ رہی تھی۔ اس شخص نے

دروازے پہ دستک دی۔

"کون ہے؟ اندر آجاؤ۔" اندر سے ایک آواز آئی۔

"اصل ڈیتھ فورس۔۔" اس نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی جیسے مشین گن کا دھانہ بھی کھل گیا۔

چند لمحوں میں وہاں صرف لاشیں موجود تھیں۔ اس نے گن وہاں ہی پھینکی اور دروازہ بند کر وہ واپس پہلے والی کوٹھی میں پہنچا۔

اس نے ایک ہی جھٹکے میں ڈیتھ فورس کو اس کے چیف سمیت ختم کر دیا تھا۔ اس نے لباس اور میک اپ بدلا۔ اس بار اس نے بہت ہی بہترین قسم کا لباس پہنا۔ اس کا میک اپ بھی وجاہت بھرا تھا۔ اس نے شیشے میں ایک بار اپنا جائزہ لیا اور گیراج کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں سے ایک جدید کار میں سوار ہو کر وہ باہر نکلا۔ پیچھے خود کار گیٹ بند ہو گیا۔ اس کی کار تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔

"تم لوگ ہم سے ٹکرا کر پچھتاؤ گے۔۔" وہ سرد لہجے میں بڑبڑایا۔

گرین گارڈز اور سوپر فور اس بات پہ متفق ہو گئے تھے کہ مشن مل کر مکمل کر لیا جائے۔ بلیک سیکشن کی طرف سے تابڑتوڑ حملے انہیں ہر بار الجھا دیتے تھے۔ ایسی صورتحال میں ان کا مل کر کام کرنا ہی ٹھیک تھا۔۔اب تک سب ایک دوسرے کے نام جان چکے تھے لیکن اصل شکل ایک دوسرے کی کسی نے نہیں دیکھی تھی۔ فلپ سے انہیں مڈل مَین یعنی درمیانی رابطہ پارٹی کا معلوم ہو چکا تھا جس کے ذریعے فلپ کو ان کے خلاف بُک کیا گیا تھا۔

ساحر چاہتا تھا اُس پارٹی کے پیچھے دوڑنے کی بجائے چاہتا تھا کہ وہ ٹارگٹ پہ توجہ دیں اور کسی طرح ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلوم کر کے اس پہ حملہ کر دیں۔ سب اس کی بات سے متفق تھے کہ اِدھر اُدھر کے مسائل

میں پھنسنے کی بجائے انہیں ٹارگٹ پہ دھیان دینا چاہیے۔ جبران تہ خانے میں موجود کمپیوٹر سسٹم کو مکمل آپریشن کر چکا تھا۔

اسی دوران انہیں فلپ کے مخبری کے نیٹ ورک کا خیال آیا۔ کمپیوٹر سسٹم سے ہی انہیں ایک نام ملا، وہ نام تھا مارٹن۔۔ فلپ کے مخبری کے سیٹ اپ کا ہیڈ۔ ساحر اور کبیر اسے اٹھا لائے۔ ان کا خیال تھا کہ مارٹن سے کچھ نہ کچھ ایسی معلومات مل سکتی ہیں جن سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں اندازہ لگا سکیں۔ مارٹن سے انہیں کوئی خاص معلومات نہیں ملی تھیں لیکن ایک بات چونکانے والی معلوم ہوئی۔

ہر ہفتے شہر سے باہر کی طرف شراب اور خوراک کی بہت بڑی سپلائی جاتی تھی۔ جس سڑک سے یہ سپلائی جاتی تھی، اس سڑک پہ اِکا دُکا بڑے بڑے فارم ہاوسز تھے۔ اور سڑک بہت دور جا کر ایک اور بڑے شہر سے مل جاتی تھی۔ مارٹن کے مطابق خوراک اور شراب لے جانے والے ٹرالر دوسری طرف والے شہر پہنچتے تو تھے لیکن یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ خالی ہوتے تھے۔ اس بات پہ سب چونک گئے۔

اس کا مطلب تھا کہ رستے میں ہی کہیں وہ ٹرالر خالی کر لئے جاتے تھے اور

ڈاج دینے کے لیئے ٹرالر اگلے شہر پہنچ جاتے تھے۔

یہ ساری باتیں اشارہ تھیں کہ ہیڈکوارٹر یا کوئی اہم خفیہ اڈے اس رستے میں موجود ہے۔ لیکن اس کی لوکیشن، سکیورٹی جیسی معلومات کے بارے میں وہ ابھی بھی اندھیرے میں تھے۔ وہ انہیں باتوں میں الجھے ہوئے تھے کہ کبیر دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔

"بلڈنگ میں مسلح لوگ داخل ہو رہے ہیں۔" اس نے وحشت بھرے لہجے میں کہا اور سب کے چہروں کے رنگ متغیر ہوئے۔

وہ ایک بار پہلے عمارت کے اندر محصور ہونے کا نتیجہ دیکھ چکے تھے۔ ساحر نے سب کو پوزیشن سنبھالنے کا کہا اور خود مشین گن پکڑ کر چھت پہ پہنچا۔ چھت پہ پہنچ کر اس نے نیچے جھانک کر دیکھا تو اسے سیاہ سائے عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے۔

اس نے مشین گن کا منہ نیچے کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ایک ہی برسٹ میں چار پانچ لوگ ہٹ ہو گئے لیکن اسی کے ساتھ باقی سائے بڑی مہارت کے ساتھ چھپ کر جوابی فائرنگ شروع کر چکے تھے۔ اندر

باہر سے فائرنگ جاری تھی۔ ساحر اور اس کے ساتھی حملہ آوروں کو آگے نہیں بڑھنے دے رہے تھے۔ یکدم ساحر کو عمارت کی دوسری طرف دھماکہ سنائی دیا۔ وہ ایک بار پریشان ہو گیا لیکن اگلے لمحے اس نے نیچے کی طرف دوڑ لگا دی۔

"سرنگ کی طرف بھاگو۔۔ یہی راستہ ہے بچنے کا۔" اس نے چیخ کر کہا اور

سب دوڑ پڑے۔ فواد سب سے آگے تھا، اس نے موبائل ٹارچ آن کی اور سرنگ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے سب باری باری داخل ہوئے۔ سب سے آخر پہ ساحر سرنگ میں آیا اور دروازہ بند کر دیا۔

سب دوڑتے ہوئے جھکے جھکے انداز میں سرنگ کے اندر آگے بڑھ رہے تھے۔ ساحر کے کہنے پہ وہ رک گئے۔ ساحر، کبیر اور فواد نے مل کر سرنگ کے دہانے پہ موجود سیمنٹ کا بلاک سائیڈ پہ کیا۔ اور باری باری سرنگ سے باہر نکلے۔

"فواد، کبیر، آؤ، دہانہ بند کر دو۔۔ کوئی پیچھے سے وار ہی نہ کر دے۔" ساحر نے کہا تو کبیر اور وہ آگے بڑھے۔ وہ جھکے اور اس سے پہلے کہ وہ

بلاک سرکاتے، فضا فائرنگ کی آواز سے گونج اٹھی۔ ساحر کو یوں لگا جیسے لوہے کی گرم سلاخ اس کے جسم میں گھس گئی ہو اور وہ لہرا کر دھڑام سے گرا، گرتے ہوئے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر میں بھی سریا گھس گیا ہو۔ اس کے ڈوبتے ذہن میں آخری احساس مشن کے ادھورے رہ جانے کا اُبھرا اور اس کے حواس ساتھ چھوڑ گئے۔

اندھیرے میں جیسے جگنو چمکتا ہے، ساحر کے دماغ میں ایسے روشنی چمکی اور اس کے ہوش میں آنے کا عمل شروع ہوا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے آنکھیں کھولیں۔ اس کا جسم ایک صاف ستھرے بیڈ پہ موجود تھا، اسے ہونے کا منظر یاد آیا۔ اس نے بے اختیار سر گھما کر دائیں بائیں دیکھا۔ اس کے خیال کے عین مطابق اس کے ساتھ تین بیڈز موجود تھے۔ یہ دیکھ کر اس کے منہ سے طویل سانس خارج ہوئی۔ کبیر اور فواد بیڈ پہ موجود تھے جب کہ تیسرا بیڈ جس پہ شاید جبران تھا، وہ خالی تھا۔

اس کا سر بے اختیار سر کی طرف بلند ہوا، اسے یاد تھا کہ بے ہوش ہونے سے پہلے اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے سر میں بھی گولی لگی ہو مگر سر پہ چھوٹے سے گومڑ کے علاوہ کچھ نہ تھا، شاید کسی پتھر کی نوک پہ سر ٹکرایا تھا۔

ساحر گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ اسے اب الجھن ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اس مشن میں وہ بار بار زخمی ہو کر بستر پہ پہنچ رہے تھے اور آگے نہیں بڑھ پا رہے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسی طرح چلتا رہا تو مشن کی تکمیل تو دور کی بات۔۔ وہ لوگ چلنے کے قابل بھی نہیں رہیں گے۔ وہ انہی سوچوں میں گم تھا اور کمرے کا دروازہ کھلا۔ ثانیہ مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"تو تمہیں ہوش آگیا؟" اس نے ساحر سے کہا۔

"کہاں کوئی۔۔ ویسے بے ہوش رہ کر تھک گیا تھا، سوچا تھوڑی دیر ہوش میں آ کر ریسٹ کر لوں۔۔ تھوڑی دیر تک دوبارہ بے ہوش ہو جاؤں گا۔" اس نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔ ثانیہ ہنس پڑی۔

"لگتا ہے مخالفین نے تم پہ رحم دکھایا ہے۔" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں۔۔ ایسا نہیں ہے۔۔ فواد اور کبیر میرے سامنے ہو کر بلاک سے سرنگ بند کرنے لگے تھے تو مجھ تک گولیاں ہی کم پہنچ سکیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن مجھے لگتا ہے کہ گولیوں نے مجھے شجرِ ممنوعہ سمجھ کر میری طرف

پیش قدمی نہیں کی۔" اس نے کہا۔

"بالکل۔۔ میرے خیال سے یہ اچھا شگون ہے، تمہاری اس مشن میں بہت ضرورت ہے۔۔ سب سے زیادہ گولیاں فواد کو لگی ہیں۔ کبیر بھی کافی زخمی ہے، میں اور جبران نارمل ہیں اب۔ تمہارا چیف ہمیں یہاں پہنچا گیا تھا۔" ثانیہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا کہتے ہیں ڈاکٹرز کب تک یہاں سے ڈسچارج ہو جائیں گے ہم؟" ساحر نے پوچھا۔

چیف والی بات کی اس کو شاید پہلے ہی امید تھی۔

"تمہارے سمیت ہم تینوں تو ابھی جا سکتے ہیں مگر باقی دو کو دو دن مزید لگیں گے۔ فواد اور کبیر کی حالت کافی خراب ہے۔ خون بھی کافی زیادہ بہہ چکا ہے۔" ثانیہ نے کہا۔

"جبران کدھر ہے؟ مجھے چیف سے بات کرنی ہے۔ میں یہ بلیک سیکشن کا ڈرامہ اب ختم کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"وہ باہر ہے۔۔ کوئی اسے بلا کر لے گیا تھا۔۔ میں بلاتی ہوں۔" ثانیہ یہ کہہ کر باہر نکل گئی۔

ساحر پھر سوچوں میں کھو گیا۔ ان کے پاس ایک ہی کلیو تھا کہ ہیڈ کوارٹر شہر سے باہر جانے والی سڑک پہ ہی ہے کہیں۔ لیکن اس بات کی تصدیق نہیں تھی۔ اس کام کے لئے وہ اب چیف سے رابطہ کرنا چاہتا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سُن کر وہ چونک گیا۔ ثانیہ اندر داخل ہوئی، اس کے پیچھے ہی جبران تھا لیکن اس کے ہاتھ میں دو لفافے تھے۔

"یہ تمہارے لئے ہیں۔ ایک آفس بوائے دے کر گیا ہے۔" جبران نے لفافے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ساحر نے حیرت سے لفافے پکڑے۔ اس پہ نمبر درج تھے۔ اس نے وہ لفافہ کھولا جس پہ نمبر ایک درج تھا اور اس میں سے نکلنے والے کاغذات پڑھنے لگا۔ جیسے جیسے وہ خط پڑھتا گیا اس کے چہرے پہ حیرانی کے تاثرات زور پکڑتے گئے۔ اس نے کاغذات پڑھ کر ایک طرف رکھے اور جبران اور ثانیہ کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا؟" جبران نے پوچھا۔

"چیف نے ہم پہ حملہ کرنے والا گروپ ختم کر دیا ہے۔ اس گروپ کا نام ڈیتھ فورس تھا۔ یہ لوگ براہِ راست سَلیٹ کے ہیڈ کوارٹر کے لوگ

تھے۔ اس فورس میں بیس لوگ شامل تھے، انہوں نے ہی ہم پہ حملہ کیا تھا۔ ان کا باس کرنل رالف کہلاتا ہے، وہ چیف کی قید میں ہے۔" ساحر نے کہا تو جبران تو مسکرا اٹھا جبکہ ثانیہ حیرت سے سب سُن رہی تھی۔

"تمہارا چیف جادوگر ہے کیا؟" اس نے پوچھا۔

"لگتا تو ایسا ہی ہے لیکن تم کیوں کہہ رہی ہو ایسا؟" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"ویسے تو وہ سامنے نہیں آتا، لیکن جب بھی تم لوگوں پہ حملہ ہو جائے وہ سامنے آ جاتا ہے اور ناممکن حد تک تیزی سے وہ حملہ آوروں کے گروپ کے گروپ برباد کر کے پھر خاموش ہو جاتا ہے۔۔ اسے پتہ کیسے چلتا ہے کہ تمہارے ساتھ کچھ بُرا ہونے والا ہے؟" اس نے حیرت اور شک بھرے انداز میں پوچھا۔

"چیف نے اس بات کا جواب بھی بھیجا ہے۔ اس نے بقلم خود لکھا ۔۔ سوری ۔۔ ٹائپ کیا ہے کہ اسے علم تھا کہ اگر کوئی ان کے خلاف میدان میں اترے گا تو وہ ضرور فلپ کے لوگوں تک پہنچے گا تا کہ ہمارے بارے میں معلومات حاصل کر سکے۔

چیف نے وہاں پہلے ہی ایسے انتظامات کر لئے تھے کہ کوئی اگر ایشیائی

ایجنٹس یا فلپ کی گمشدگی کے بارے میں معلومات کے لئے فلپ کے کلب جاتا تو چیف کو اطلاع مل جاتی۔ چیف کا یہ اندازہ درست ثابت ہوا۔ ڈیتھ فورس کا ایک ممبر۔۔مارشل۔۔ وہاں پہنچ گیا۔ مارشل بہت چالاک ثابت ہوا۔ وہ سیدھا فلپ کی خفیہ ٹھکانے پہ جا پہنچا جہاں ہم چھپے ہوئے تھے۔ اس وجہ سے چیف ہمارے قریب پہنچ گیا۔

اس نے ہماری رہائش گاہ پہ ڈکٹا فون پہنچا دیا تاکہ ہمارے حالات سے باخبر رہ سکے۔ لیکن مارشل نے تیزی دکھائی اور حملہ کر دیا، چیف کو بھی مارشل کی طرف سے اس طرح حملے کی امید نہیں تھی۔ جب تک چیف کو پتہ چلا، حملہ ہو چکا تھا۔ اس نے ڈکٹا فون کے ذریعے ہی ہمارا سرنگ سے نکلنے کا پلان سُنا اور وہ سرنگ کے دھانے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے پہنچنے سے پہلے ہم گولیاں کھا پی کے ڈکار مار چکے تھے۔ اس نے مارشل کے بھیجے ہوئے ہنری اور اس کے ساتھیوں کو بھی کھانے کو گولیاں دیں اور وہ بھی ہمارے ساتھ ہی زمین پہ آرہے ہے۔

دوسری طرف مارشل جان چکا تھا کہ ہم سرنگ کی طرف سے نکل گئے ہیں۔ اسی نے اپنے آدمی ہنری کے ذریعے ہمیں ٹریپ کیا تھا، وہ اس خوشی میں جھومتا وہاں پہنچا کہ مشن پورا ہو گیا اور چیف کے ہاتھ لگ گیا۔

چیف نے اس سے ڈیتھ فورس کے باس۔۔ کرنل رالف کا نمبر نکلوا کر کرنل رالف کو بھی اٹھالیا۔ "ساحر نے کہانی سنادی۔

"چیف نے فون نمبر سے کرنل رالف کو ٹریس کر کے اٹھالیا اور اس پہ بھی تشدد نہیں کیا بلکہ کرنل رالف کی قوت ارادی کو انجکشن سے کمزور کر کے ٹرانس میں لے کر اس نے ڈیتھ فورس سے متعلق سب معلومات نکالیں۔ ڈیتھ فورس کو کرنل رالف بن کر اس نے ایک جگہ اکٹھا کیا اور سب کو لمبی چھٹی پہ بھیج دیا۔ "ساحر نے مسکرا کر کہا۔

جبران اور ثانیہ کے منہ حیرت سے کھلے ہوئے تھے۔

"تم لوگ بہت خوش نصیب ہو۔۔ ایسا چیف ملا ہے جو کندھے سے کندھا ملا کر ساتھ چلتا ہے اور واقعی چیف ہونے کا حق بھی ادا کرتا ہے۔ اس کی جتنی رفتار ہے، اگر وہ خود مشن پورا کرنے نکل پڑے تو ہم سب سے جلدی کام پورا کرلے۔ "ثانیہ نے چیف کی کارکردگی سے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔۔ مجھے بھی بہت خوشی ہوتی ہے چیف کہ انڈر کام کر کے کیوں کہ وہ ثابت کر دیتا ہے کہ وہ واقعی چیف ہے۔ اب آتے

ہیں اصل بات کی طرف۔۔اس کے بعد ہی دوسرا خط پڑھا جائیگا۔"ساحر نے کہا تو جبران اور ثانیہ چونک گئے۔

"میں نہیں چاہتا کہ ہم لوگ ہاتھ پہ ہاتھ اور ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر لیٹے رہیں۔ اگر تم لوگ تیار ہو تو ہم مشن پہ نکلیں۔"ساحر نے مقولہ لمبا کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو تیار ہوں لیکن سب سے اہم بات ہمیں ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"ثانیہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کے بارے میں چیف جان چکا ہے۔"ساحر نے جیسے ان کے سروں پہ بم پھوڑا ہو۔وہ اچھل پڑے تھے۔

"واقعی؟؟"جبران نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔۔چیف نے آفر دی ہے کہ اگر ہم آرام کرنا چاہیں تو وہ خود مشن پورا کر لیتا ہے۔۔اور اگر ہم کام کرنا چاہیں تو دوسرے خط میں ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات ہیں۔"ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"یقین مانو۔۔تمہارا چیف۔۔یہ کوئی جِن ہے۔"ثانیہ نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"چیف نے آفر نہیں کی۔۔ اصل میں یہ آفر ایک تنبیہ اور سرزنش ہے۔۔ جو ہو گا دیکھا جائیگا۔" ساحر نے کہا اور ثانیہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

بلیک سیکشن کا چیف بارڈن اپنے آفس میں بیٹھا روٹین کا کام کر رہا تھا۔ جب سے ایشیائی ایجنٹس کا فلپ سے سامنا ہوا تھا، وہ لوگ جیسے غائب ہی ہو گئے تھے۔ ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ان کے خلاف مشن بھی ڈیتھ فورس کو دے دیا گیا تھا۔ بارڈن ڈیتھ فورس کے سامنے آنے کی وجہ سے جیسے ٹینشن فری ہو گیا تھا۔ وہ ڈیتھ فورس کی ہسٹری جانتا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ جلد ہی ایجنٹس مارے جائیں گے اور پھر وہ ان کے ملک پہ اپنے منصوبے کے مطابق اٹیک کر دے گا۔ فون کی مترنم بیل سے وہ چونک گیا۔

"یس۔۔" اس نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"لانسر سپیکنگ باس۔۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ لانسر اس کا بااعتماد مخبر تھا۔

"کیا بات ہے؟" بارڈن نے چونک کر پوچھا کیونکہ لانسر اس طرح خود کال نہیں کرتا تھا۔

"باس۔۔ڈیتھ فورس کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔" لانسر نے کہا تو بارڈن کو جھٹکا لگا۔

"کیا۔ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟" بارڈن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں باس۔۔ کرنل رالف اور ڈیتھ فورس کا نمبر تھری مارشل غائب ہیں۔ باقی سب مر چکے ہیں۔ صرف وہ لوگ بچے ہیں جو ہسپتال میں زخمی ہو کر پڑے ہوئے تھے۔" لانسر نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے کچھ تفصیل بتا دی۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔۔ کرنل رالف ہیڈ کوارٹر کے بارے میں سب جانتا تھا، اگر وہ دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا ہے تو ہیڈ کوارٹر تو شدید خطرے میں ہے۔" بارڈن نے پریشانی بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔۔ کرنل رالف کے ملازمین کے مطابق آخری بار مارشل ہی

کرنل سے ملنے آیا تھا۔ مارشل نے سب کو باری باری بے ہوش کر دیا۔ جب وہ لوگ ہوش میں آئے تو کرنل رالف اور مارشل غائب دونوں غائب تھے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ وہ جو کوئی بھی تھا، پہلے وہ مارشل تک پہنچا اور اس کے ذریعے وہ کرنل رالف تک۔۔ اور آثار سے یہ بھی شک پڑتا ہے کہ مارشل اور اس کے لوگوں نے کچھ ایجنٹس کو ہٹ بھی کر لیا تھا لیکن پھر وہ سب خود ہی ان ایجنٹس کے جال میں پھنس گئے۔" لانسر نے کہا۔

"ایجنٹس نہیں۔۔ ایجنٹ۔۔ اگر رالف کو ایک ہی شخص لے گیا ہے تو یہ ان کا چیف ہے۔۔ وہ پہلے بھی یہ سب کر چکا ہے۔ جب بھی اس کے ایجنٹس پہ حملہ ہوتا ہے وہ ٹپک پڑتا ہے اور بنا بنایا کھیل تباہ کر جاتا ہے۔" بارڈن نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اپنے لوگ شہر میں پھیلا دو۔۔ کوئی مشکوک شخص نظر آئے تو مجھے رپورٹ کرو۔ اگر کرنل رالف سے انہوں نے معلومات نکال لی ہیں تو وہ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے وہ اسلحہ وغیرہ بھی خریدیں گے۔ تم اس پوائنٹ کو بھی ذہن میں رکھنا۔"

بارڈن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور کال بند کر دی۔ اس نے دراز سے

ٹرانسمیٹر نکالا اور ہیڈکوارٹر کال کرنا شروع کیا۔ رابطہ ہونے پہ اس نے کوڈز بتائے اور چیف باس سے بات کروانے کا کہا۔

"چیف باس اٹنڈنگ یو۔۔" چیف باس کی آواز سنائی دی۔

"باس۔۔ ڈیتھ فورس کو ختم کر دیا گیا ہے۔" بارڈن نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔۔ تم ہیڈکوارٹر کی سکیورٹی کا خیال رکھو۔۔ میں ان ایجنٹس کے خلاف جنرل کلنگ آرڈر دے چکا ہوں۔" چیف باس نے غرا کر کہا۔

"یس باس۔۔" بارڈن نے کہا اور چیف نے کال بند کر دی۔

بارڈن کو معلوم تھا کہ جنرل کلنگ آرڈر میں اب شہر کا ہر غنڈہ، ایجنٹ اور قاتل ان کی تلاش میں لگ جائے گا۔ اور ہر گولی سے بچنا ان کے لئے ناممکن ہو گا۔ چیف باس ان ایجنٹس سے شاید اکتا چکا تھا۔ بارڈن ان سوچوں میں گم تھا جب انٹرکام کی بیل بجی۔ اس نے چونک کر ریسیور اٹھایا۔

"یس۔۔" اس نے کہا۔

"باس۔۔ ایک کار میں چار لوگ فارم ہاؤس کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ان

کی گاڑی میں اسلحہ ہونے کا کاشن ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اوہ۔۔ میں خود سکیورٹی روم میں آرہا ہوں۔" بارڈن جیسے بوکھلا گیا۔ اسے امید نہیں تھی کہ اتنی جلدی حملہ آور وارد ہو جائیں گے۔ وہ تیزی سے سکیورٹی روم کی طرف بڑھا۔ سکیورٹی روم میں ڈیتھ فورس کا نمبر ٹو سکاٹ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ موجود تھا، سب کی نظریں سکرین پہ جمی ہوئی تھیں جہاں ایک کار تیزی سے فارم ہاؤس کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"کار تباہ کر دوں باس؟" ایک نوجوان نے پوچھا۔

"نہیں ہیری۔۔ انہیں فارم ہاؤس پہنچنے دو لیکن نظر رکھو۔۔ کوئی مشکوک حرکت کریں تو اڑا دینا۔ ورنہ انہیں زندہ پکڑنا ہے۔۔ ان کے پیچھے ضرور ان کے ساتھ پہنچیں گے۔"

بارڈن نے کہا اور نوجوان نے ہاں میں سر ہلایا اور دوبارہ سکرین پہ متوجہ ہو گئے۔ گاڑی فارم ہاؤس کے قریب پہنچی تو ہیری نے ریسیور اٹھا کر کسی کو کار میں موجود لوگوں کو حراست میں لینے کی ہدایت کی۔

"ان سے کہو کے ان لوگوں کو فارم میں ہی باندھ کر رکھیں۔" بارڈن نے

کہا، وہ ان لوگوں کو ہیڈ کوارٹر کے اندر نہیں لانا چاہتا تھا۔

ہیری نے کال کر کے بارڈن کی دی ہوئی ہدایت ان تک پہنچائی۔ تھوڑی ہی دیر میں کار فارم ہاؤس کے سامنے تھی۔ اس میں سے چار افراد نکلے اور فارم ہاؤس کی طرف بڑھے۔ ان کا انداز جارحانہ ہونے کے ساتھ ساتھ احتیاط پسندی کا بھی مظہر تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ فارم ہاؤس میں داخل ہو گئے تو انہیں چاروں طرف سے کمانڈوز جیسی وردی میں ملبوس افراد نے گھیرے میں لے لیا۔

"گڈ۔۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ کیسے بچتے ہیں۔"

بارڈن نے مسکرا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے ڈیتھ فورس کے سکاٹ کو اس کے چیف اور فورس کے متعلق بتا دیا۔ بارڈن نے کچھ سوچ کر ماسک میک اپ کر لیا اور پھر وہ ہیری، سکاٹ اور اس کے ساتھی کی معیت میں باہر کی طرف بڑھا۔ وہ خود ان ایجنٹس سے تفتیش کرنا چاہتا تھا۔

وہ لفٹ کے ذریعے فارم ہاؤس کے ایک کمرے میں پہنچے اور قیدیوں والے کمرے میں پہنچ گئے۔ وہاں چاروں افراد کرسیوں پہ بندھے ہوئے تھے لیکن ان کے چہرے پریشانی سے بھرے ہوئے تھے۔ بارڈن نے

سکاٹ کو اشارہ کیا۔

"کون ہو تم لوگ؟" سکاٹ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"پہلے تم لوگ بتاؤ۔۔ تم لوگ کون ہو؟ اور ہمیں کیوں پکڑا ہے؟" ایک شخص نے پوچھا۔

"تم نے دوبارہ مجھ سے سوال کیا تو جواب میں موت ملے گی۔۔ جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔۔" سکاٹ نے غرا کر کہا۔

"میرا نام نارمن ہے۔۔ ہم فلپ کے گروپ ممبرز ہیں۔" اس نے جواب دیا تو بارڈن فلپ کا نام سُن کر چونک گیا۔

"تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟" بارڈن نے فوری سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہمیں رپورٹ ملی تھی کہ ماسٹر فلپ کو یہاں قید کر کے رکھا گیا ہے۔ ہم ماسٹر کو چھڑانے لینے آئے ہیں۔" نارمن نے کہا۔

بارڈن اس کے منہ سے ماسٹر فلپ سُن کر کچھ مطمئن ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ فلپ کے لوگ اسے ماسٹر فلپ کہتے تھے لیکن اس ایک پوائنٹ کی وجہ سے وہ ان لوگوں کو چھوڑنے کا رسک بھی نہیں لینا چاہتا تھا۔

"کس نے رپورٹ دی؟" بارڈن نے پوچھا۔

"معلوم نہیں۔۔ کسی اطلاع دینے والے نے اپنی شناخت کرائے بغیر کال بند کر دی تھی۔" نارمن نے کہا۔

"اس طرح تو تمہارا میری پراپرٹی میں اسلحہ لے کر گھسنا تمہیں بے گناہ ثابت نہیں کر سکتا۔ میرے کئی دشمن ہیں، ہو سکتا ہے تم کوئی واردات کرنے کے لئے یہ بہانہ بنا کر بچنا چاہ رہے ہو۔۔" بارڈن نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ فلپ کلب کال کر کے ہمارے بارے میں پوچھ سکتے ہیں۔" نارمن نے پریشان لہجے میں کہا۔

اس سے پہلے کے بارڈن کوئی جواب دیتا، اس کے سیل فون پہ پیغام آیا۔ اسے پڑھ کر وہ چونک گیا۔

"ہیری تم ان لوگوں کے پاس رہو۔۔ یہ مشکوک لوگ ہیں۔ سکاٹ تم میرے ساتھ آؤ۔" بارڈن نے جلدی سے کہا اور لفٹ والے روم کی طرف تیزی سے بڑھ گیا۔

لفٹ کے ذریعے وہ نیچے ہیڈ کوارٹر پہنچے اور بارڈن سیدھا سکیورٹی روم کی

طرف بڑھا۔ سکیورٹی روم میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر ڈسپلے سکرین کی طرف اٹھی۔ سکرین پہ ایک ہیلی کاپٹر ڈولتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی دُم سے دھواں نکل رہا تھا۔ بارڈن غور سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر جلد ہی گرنے والا تھا۔ اس پہ غور کرتے ہوئے بارڈن چونک پڑا۔ اس نے دوبارہ ہیلی کاپٹر کو بغور دیکھا۔

"کسی طرح پائلٹ سے رابطہ کرو۔۔ ہیلی کاپٹر کو گرنے سے پہلے اتارنا بہت ضروری ہے۔ مجھے ہیلی کاپٹر کے اندر کا منظر دکھاؤ۔" اس نے چیخ کر کمرے میں موجود سب لوگوں سے کہا اور ایک ٹرانسمیٹر آپریٹر نے جلدی سے پائلٹ کو جنرل فریکوئنسی پہ کال کرنی شروع کی۔

"ہیلو۔۔ ہیلو۔۔ ایمرجنسی کال فار پائلٹ اوور۔۔" اس نے بار بار کال کرتے ہوئے کہا۔ اب سکرین پہ ہیلی کاپٹر کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا۔

"یس پائلٹ اٹنڈنگ یو اوور۔۔" پائلٹ کی متوحش آواز سنائی دی۔

"ہیلی کاپٹر کو کھیتوں میں ہی لینڈ کرو۔۔ جلدی کرو۔۔ اوور" اس نے چیخ کر کہا۔

"سوری۔۔ میں یہ رسک نہیں لے سکتا۔۔ میں سڑک پہ ہی ہیلی کاپٹر

اتاروں گا۔ اوور۔۔" پائلٹ نے چیخ کر کہا۔

"بکواس مت کرو۔۔ سڑک تک پہنچنے سے پہلے ہی ہیلی کاپٹر گر جائے گا۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ ہیلی کاپٹر میں کون ہے۔۔ ان کی حفاظت کے لئے کہہ رہا ہوں۔۔ ہیلی کاپٹر اتار دو۔ اوور۔" اس بار بارڈن نے چیخ کر کہا۔

"مسٹر میں آپ کو نہیں جانتا۔۔ اوور۔۔" پائلٹ نے کہا اور بارڈن نے طویل سانس بھرا۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ پائلٹ ہیلی کاپٹر کیوں نہیں اتار رہا۔

"جو تمہارے ساتھ موجود ہیں انہیں ایک لفظ بتاؤ۔۔ پھر وہ جو کہیں اس پہ عمل کرنا۔۔ اوور" بارڈن نے ایک لفظ بتاتے ہوئے کہا۔

دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔ ہیلی کاپٹر اب بہت زیادہ جھولنے لگ گیا تھا۔

"اوکے۔۔ میں ہیلی کاپٹر اتار رہا ہوں۔۔ اوور۔" پائلٹ کی آواز سنائی دی اور بارڈن نے سکون کا سانس بھرا اور سکاٹ کو لے کر اپنے آفس کی طرف بڑھنے لگا۔

"ہیلی کاپٹر میں کون ہے چیف؟" سکاٹ کیوں کہ جونیئر تھا، وہ بارڈن کو چیف ہی کہتا تھا۔

"اس میں بہت اہم شخصیت ہے۔۔ تمہارے لئے اتنا جاننا ہی ضروری ہے۔ جا کر ان کے آرام کرنے کا انتظام کرو۔" بارڈن نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر میں یا فارم ہاؤس میں؟" سکاٹ نے پوچھا۔

"فارم ہاؤس میں۔۔ انتظامات بہترین ہونے چاہئیں اور سنو۔۔ فلپ کے لوگوں کو چھوڑ دو۔۔۔" بارڈن نے کہا تو سکاٹ اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھ گیا۔

بارڈن کے چہرہ اشتیاق سے بھرپور تھا۔

ہیلی کاپٹر ڈولتا ہوا کھیتوں کے درمیان اتر گیا۔ پائلٹ کے منہ سے طویل سانس نکلی جیسے کوئی معرکہ سر کرنے یا محنت طلب کام کرنے کے بعد وہ اب فارغ ہوا ہو۔ وہ تیزی سے نیچے اترا اور ہیلی کاپٹر کا پچھلا دروازہ کھولا تو ایک درمیانی عمر کا وجیہہ شکل کا شخص باہر نکلا۔ اس کا چہرہ اندرونی ڈسٹربنس کی عکاسی کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ معمولی سی ڈریسنگ تھی جیسے کوئی زخم ہو چہرے پہ لیکن گردن پہ کافی بڑے سائز کی پٹی موجود تھی۔ ہیلی کاپٹر سے اتر کر وہ خاموشی سے ایک طرف کھڑا تھا۔

دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری ایک بیگ پکڑے نیچے اتری۔ وہ بہت خوفزدہ لگ رہی تھی۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر میں سے ایک بیگ نکالا اور اس

کے دروازے بند کئے۔ وہ شخص کھیتوں سے نکل کر درمیان سڑک پہ پہنچا، جو کہ فارم ہاؤس کی طرف جاتی تھی۔ اس کے پیچھے اس کا پائلٹ کم باڈی گارڈ اور سیکرٹری بھی چل رہے تھے۔

فارم ہاؤس کی طرف سے ایک کار تیزی سے ان کی طرف بڑھی۔ وہ رکنے کی بجائے چلتے رہے۔ کار کے پہنچتے ہی وہ اس میں سوار ہوئے اور فارم ہاؤس کی طرف روانہ ہو گئے۔ فارم ہاؤس میں داخل ہو کر گاڑی رکی تو وہ لوگ نیچے اترے۔ سامنے ایک ادھیڑ عمر شخص تھا جس کے پیچھے دو نوجوان چوکس کھڑے تھے۔

"ویلکم سر ولیم۔۔ میں آپ کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں۔" ادھیڑ عمر شخص، جو کہ بارڈن تھا۔۔ نے پُر خلوص انداز میں کہا اور گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔

"بہت شکریہ مسٹر۔۔۔"

"بارڈن۔۔"

"شکریہ مسٹر بارڈن۔۔" وہ مسکرایا۔

وہ ان کو لے کر ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"شکریہ ۔۔ ہماری رہنمائی کے لئے بھی اور ہماری جان بچانے کے لئے بھی۔ "اس شخص نے مسکرا کر کہا۔

وہ کمرے میں موجود صوفوں پہ بیٹھ چکے تھے۔

" آپ تو ہمارے ہیرو ہیں سر۔۔ آپ کے سامنے ہم جیسے لوگوں کی کیا بساط۔۔ آپ تو یہودی کاز کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر چکے ہیں اگر آپ محسوس نہ کریں تو میں کچھ پوچھ سکتا ہوں؟ "بارڈن نے کہا۔

"ضرور پوچھیں مسٹر۔۔۔ "سر ولیم نے جملہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

" آپ کی آواز کچھ بدلی بدلی سی ہے۔ "بارڈن نے کہا۔

اس نے اپنے ساتھ آئے سکاٹ اور اس کے ساتھی کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔

"مسٹر بارڈن ہمارا ایکسیڈنٹ ہوا ہے کل۔۔ شکر ہے جان بچ گئی۔۔ کانچ کا کافی بڑا ٹکرا میری گردن میں گھس گیا تھا۔ جس کی وجہ سے بولنے میں دقت ہوتی ہے۔ ایکسیڈنٹ کے بارے میں میڈیا کو جان بوجھ کہ نہیں بتایا تا کہ میرا دورہ متاثر نہ ہو۔ ایکسیڈنٹ میں میری سیکرٹری ماری گئی۔ " سر ولیم نے کہا۔

"ویری سوری سر۔۔ مجھے ایکسیڈنٹ کے بارے میں علم نہیں تھا لیکن مجھے یہ معلوم ہے کہ کل آپ کا اگلے شہر میں سیمینار ہے۔ میری ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ براہِ راست آپ کا خطاب سُن سکوں لیکن یہ حسرت ہی رہ جائے گی۔" بارڈن نے کہا۔

"آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ میں آپ کے باس سے بات کرلوں گا۔" سر ولیم نے کہا۔

"سوری سر۔۔ آج کل میری ہیڈ کوارٹر میں بہت ضرورت ہے، میں نہیں جاسکتا۔" اس نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں۔ کوئی ایشیائی ایجنٹس کی کہانی ہے۔" سر ولیم نے چونک کر کہا۔

"یس سر۔۔ ان کی وجہ سے بہت مسئلہ بنا ہوا ہے۔" بارڈن نے کہا۔

"یہ فارم ہاؤس آپ کا ہیڈ کوارٹر ہے؟ میرا تو ہیڈ کوارٹر کے حوالے سے الگ ہی خیال تھا کہ بہت بڑی بڑی مشینری ہو گی، کمپیوٹرز اور بہت سارے لوگ کام کر رہے ہوں گے مگر یہ تو بہت سادہ سا ہے۔" سر ولیم نے حیرت سے کہا تو بارڈن اس کی سادگی پہ مسکرا اٹھا۔

"سر۔۔ ہیڈ کوارٹر فارم کے نیچے ہے۔۔ یہ تو محض دھوکہ دینے کے لئے

فارم بنایا گیا ہے۔" بارڈن نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر تو بہت بڑا ہو گا پھر؟" اس نے اشتیاق بھرے انداز میں پوچھا۔

"یس سر۔۔ بہت بڑا۔۔" بارڈن نے مسکرا کر کہا۔

"ہمارا ہیلی کاپٹر کب تک ٹھیک ہو جائے گا؟ میں جلد اپنی منزل تک پہنچنا چاہوں گا۔" اس نے پوچھا۔

"سر اس کو مکینک چیک کر رہے ہیں۔ اگر وہ ٹھیک نہ بھی ہو سکا تو آپ میرا ذاتی ہیلی کاپٹر لے جا سکتے ہیں۔" بارڈن نے کہا۔

"لیکن یہاں تو کوئی ہیلی کاپٹر نظر نہیں آ رہا۔" اس نے حیرت سے کہا۔

"سر۔۔ وہ نیچے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے۔ میں آپ کے لئے کھانا منگواتا ہوں۔ آپ فریش ہو جائیں تب تک ہیلی کاپٹر کا بھی فائنل ہو جائے گا۔" بارڈن نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

سر ولیم نے سر ہلایا اور بارڈن باہر چلا گیا۔

"فریش ہو جاؤ تم لوگ بھی۔۔ ہمیں جلد نکلنا ہے۔" اس نے تحمکانہ انداز

میں پائلٹ اور سیکرٹری سے کہا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

کچھ دیر بعد ان کو ایک شخص کھانے کے لئے بلانے پہنچ گیا۔ وہ اس کی رہنمائی میں فارم ہاؤس کے ڈائننگ روم میں پہنچے۔ بارڈن وہاں پہلے سے موجود تھا، وہ سر ولیم کے کمرے میں داخل ہونے پہ کھڑا ہو گیا۔

"مسٹر بارڈن آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔ آپ ایک عظیم مقصد کے سپاہی ہیں، آپ میرے لئے بار بار کھڑے مت ہوں۔" اس نے کہا۔

"ہم تو پھر بھی چھپ کر سب کچھ کر رہے ہیں، اصل تعریف کے حقدار تو آپ ہیں جو سب کے سامنے رہ کر ہمارے لئے لڑتے ہیں۔" بارڈن نے مسکرا کر کہا وہ شخص بھی مسکرا اٹھا۔

کھانا لگ چکا تھا، سر ولیم اور اس کے سٹاف نے تھوڑا سا کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے دوران مکمل خاموشی رہی۔

"ہمارا ہیلی کاپٹر ٹھیک ہو گیا؟" کھانا کھانے کے فوراً بعد اس شخص نے پوچھا۔

"نہیں سر۔۔ وہ ٹھیک نہ ہو سکا۔ آپ میرا ہیلی کاپٹر لے جائیں۔" بارڈن نے کہا۔

وہ سر ولیم سے بہت متاثر لگ رہا تھا۔

"اوہ۔۔پھر تو آپ کے لئے پریشانی کا باعث بن گئے۔" سر ولیم نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"شرمندہ مت کریں سر۔۔یہ سب آپ کا ہی تو ہے۔ ویسے بھی یہاں دو ہیلی کاپٹر موجود ہیں، ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔۔" بارڈن نے کہا۔

"چلیں اس بہانے ہم بھی دیکھ لیں گے کے آپ کا ہیڈ کوارٹر کیسا ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"ہیلی کاپٹر تو باہر ہی آنا تھا، لیکن اب آپ کو میں ہیڈ کوارٹر دکھا ہی دیتا ہوں۔" بارڈن نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ نہیں۔۔اگر ایسا ہے تو ہمیں اندر جانے کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کے کام میں بے جا مداخلت نہیں کرنا چاہتا۔" اس نے فوری منع کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کونسا ہر شخص سے تعارف کرنا ہے۔ ایک نظر دیکھنے میں کونسا وقت ضائع ہونا ہے۔۔اٹس اوکے۔۔" بارڈن نے کہا۔

وہ چاہتا تھا کہ اس شخص کو اپنے ہیڈ کوارٹر سے متاثر کر کے بھیجے، سر ولیم

اسے سلیٹ میں اعلیٰ عہدے تک لے جا سکتا تھا۔ ویسے بھی بارڈن اُس کی لیڈر شپ کی خصوصیات سے بہت متاثر تھا۔

"پھر چلیں؟ میرا شیڈول بہت متاثر ہوا ہے ہیلی کاپٹر کی خرابی کی وجہ سے۔" سر ولیم نے کہا۔

"یس سر۔ تشریف لائیں۔" بارڈن نے اٹھتے ہوئے ایک طرف اشارہ کیا۔

بارڈن کے پیچھے سر ولیم، اس کا سٹاف، سکاٹ اور ہیری موجود تھے۔ وہ سب لفٹ میں پہنچے اور زمین دوز ہیڈ کوارٹر کی طرف چل دیئے۔ سر ولیم اور اس کا سٹاف بہت حیرت کے ساتھ ہیڈ کواٹر کی چہل پہل دیکھ رہے تھے۔ ہیڈ کوارٹر میں جدید طرز کے لڑاکا جیٹ طیارے، ٹینک کے بڑے بڑے ماڈلز پڑے تھے۔

"یہ تو بالکل اصلی لگتے ہیں۔" سر ولیم نے کہا۔

"یس سر۔۔ لیکن اصلی تو آپ جانتے ہیں کہ ہماری لیبارٹری میں ہی بن رہے ہیں۔ ان کو خاص ایک ہی مقصد یعنی مسلمانوں کی تباہی کے لئے بنایا جا رہا ہے۔" بارڈن نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"عام طور پہ اس طرح کی چیزوں کا جو سائز ہوتا ہے یہ اُس سے سائز میں تو چھوٹے ہیں بہت۔" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"بالکل۔۔ یہ سب ڈرون ہیں۔ یہ بغیر پائلٹ کے کمپیوٹر کے ذریعے کنٹرول کیئے جائیں گے۔ اور ان میں بارود نہیں ہوتا۔" بارڈن نے اس کی حیرت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے ڈرامائی انداز میں کہا۔

وہ دونوں اب باقی لوگوں سے کافی آگے تھے۔

"تو پھر کیا ہوتا ہے ان میں؟" اس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ان میں لیزر ٹیکنالوجی استعمال کی جا رہی ہے۔ ایسی ریز استعمال کی جا رہی ہیں جو پلک جھپکنے میں اپنے دائرے میں آنے والے ہر جاندار کو راکھ بنا دیں گی۔" بارڈن نے کہا۔

وہ اب بارڈن کے آفس میں پہنچ چکے تھے۔

"راجر۔۔ تم ہمارا اگلا شیڈول متعلقہ لوگوں تک پہنچا دو۔" سر ولیم نے اپنے پائلٹ کم باڈی گارڈ سے کہا جو ایک بیگ پکڑے دور کھڑا تھا۔

"اس کے لئے انٹرنیٹ کنکشن کی ضرورت ہے سر اور انٹرنیٹ کی

ڈیوائس میں ہیلی کاپٹر میں ہی بھول گیا ہوں۔" راجر نے جیسے ڈرتے ہوئے جواب دیا۔

"سکاٹ انہیں سیکورٹی روم لے جاؤ۔ وہاں آرام سے کام کر لیں۔ پاسورڈ بھی لو دو انٹرنیٹ تک رسائی کے لئے۔" بارڈن نے دخل دیتے ہوئے کہا اور سکاٹ راجر کو لے کر نکل گیا۔ ان کے پیچھے ہی سر ولیم کی سیکرٹری بھی نکل گئی۔ اب وہ دونوں کمرے میں اکیلے تھے۔

"جن ریز کے بارے میں آپ بتا رہے ہیں ایسی ریز تو آج کل عام استعمال کی جاتی ہیں۔" سر ولیم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جی۔۔ لیکن گن اور بم میں۔ ان چیزوں کو آپریٹ کرنے کے لئے انسان بھی چاہیئے۔ انسان حملہ آور ہو تو سارے لوگ چونک جاتے ہیں لیکن ہم ڈرونز استعمال کریں گے۔ کسی کو بھی خبر ہونے سے پہلے، ایک ہی رات میں ایک ملک کا صفایا آسانی سے کر سکتے ہیں۔" بارڈن نے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا۔

"تو ابھی تک یہ میدان میں کیوں نہیں اتارے گئے؟" اس شخص نے پوچھا۔

"سر ابھی یہ ٹیسٹ کے مراحل میں ہیں۔ مکمل تیار ہو جائیں گے تو میدان میں اتریں گے۔" بارڈن نے کہا۔

"ویری گڈ۔۔ آپ لوگ واقعی کام کر رہے ہیں۔" اس نے تحسین بھرے انداز میں کہا۔

"شکریہ سر۔۔ آپ کے الفاظ اور قوم کے لئے خدمات میری پوری زندگی کی محنت سے بھی زیادہ ہیں۔" بارڈن نے احترام بھرے جذبات سے کہا۔

"میرا بس ایک ہی خواب ہے۔۔ پوری دنیا پہ سَلیٹ راج کرے۔ اور آپ لوگ اس خواب کو پورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں، یہ میرے لئے بہت اہم بات ہے، چلیں اب؟" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کا سٹاف ابھی واپس نہیں آیا۔" بارڈن نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"ان کو لے لیتے ہیں ساتھ سکیورٹی روم سے"۔ اس نے کہا اور وہ دونوں سکیورٹی روم کی طرف بڑھ گئے۔

وہاں راجر بھی کام مکمل کر کے اٹھ ہی رہا تھا۔ وہ سب چلتے ہوئے ایک ہیلی پیڈ پہ پہنچے اور بارڈن سے مصافحہ کر کے سر ولیم ہیلی کاپٹر میں سوار

ہوا۔ بارڈن اور اس کے ساتھی پیچھے ہٹ گئے۔ تھوڑی دیر میں ہیلی کاپٹر بلند ہوا اور چھت کھلتی گئی۔ سر ولیم مسکرا کر بارڈن کو ہاتھ ہلا کر الوداع کہہ رہا تھا۔ بارڈن کے چہرے پہ بہت زیادہ خوشی تھی۔

رات کا پچھلا پہر تھا۔ شہر سے باہر جانے والی سڑک پہ ایک کار تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی۔ کار کی لائٹس بند تھیں لیکن اس کی سپیڈ ڈرائیور کی مہارت کا ثبوت تھا۔ وہ گھپ اندھیرے میں بھی گاڑی اس طرح چلا رہا تھا جیسے دن کا اجالا ہو۔ گاڑی میں سیاہ لباس اور نقاب میں ملبوس تین افراد تھے جن میں س ایک لڑکی تھی۔ وہ پچھلی سیٹ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔ گاڑی کی سپیڈ آہستہ ہوئی۔ ڈرائیور نے کار سڑک کی سائیڈ پہ روک دی۔

"جبران شروع ہو جاؤ۔" ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے نقاب پوش نے کہا۔

وہ ساحر تھا۔

"اوکے۔۔" سائیڈ سیٹ پہ موجود جبران نے کہا اور پاؤں میں پڑا بیگ اٹھا کر لیپ ٹاپ نکالا۔ اسے آن کر کے وہ اپنے کام میں مگن ہو گیا۔

"وہاں تو کافی لوگ ہوں گے اس وقت۔۔"لڑکی نے، جو کہ ثانیہ تھی، کہا۔

"کیمرے اور باقی سنسرز ہیک ہو جائیں۔۔پھر ہمیں بس کھیتوں میں موجود ہیلی کاپٹر تک پہنچنا ہے۔ اس کے بعد ہم کسی کو ہوش نہیں آنے دیں گے کہ کیا ہو رہا ہے اور کون کر رہا ہے۔ فارم ہاؤس میں موجود لوگوں کو گرا کر ہم ہیڈ کواٹر میں داخل ہوں گے۔"ساحر نے کہا۔

"تمہارا اس سر ولیم والا آئیڈیا تو بہت کام کا نکلا۔"ثانیہ نے کہا۔

میں نے صرف یہ سوچا تھا کہ وہ یہودیوں کا لیڈر رہے اور کافی مشہور ہے تو اس کے ہیلی کاپٹر کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ میرا پلان تو تھا کہ جب وہ لوگ ہمیں ہیلی کاپٹر اتارنے کی اجازت دیں گے تو خود فارم ہاؤس کے اندر لے جائیں گے، ایک بار ہم فارم ہاؤس پہنچ جاتے تو ایکشن شروع ہو جاتا لیکن یہ تو معاملہ ہی کچھ اور نکلا۔ وہ تو سَلیٹ کا بھی اہم رکن ہے۔ ہیلی کاپٹر میں جب ٹرانسمیٹر پہ میں نے آپریٹر کے منہ سے سَلیٹ لفظ سنا تو میں نے پھر پلان بدل دیا۔ اس طرح آسانی سے ہم تینوں ہیڈ کوارٹر کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ اب ہم آسانی سے دھاوا بول سکتے ہیں، اسلحہ پہلے ہی خراب ہیلی کاپٹر کے خفیہ خانوں میں موجود ہے۔"ساحر نے کہا۔

"تم تو کوئی بلا ہو۔۔۔ اتنی گہری چالیں کیسے سوچ لیتے ہو؟۔۔ ایک طرف وہ فلپ کے لوگوں کو دیکھ کر الجھ گیا اور ساتھ ہی تم ہیلی کاپٹر میں جا پہنچے، ہیڈ کوارٹر بھی بارڈزن نے خود ہمیں دکھا دیا، اسلحہ بھی تم پہلے ہی وہاں پہنچا چکے ہو۔۔" ثانیہ نے تعریفی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میری اس میں کوئی غلطی نہیں۔۔۔ خود بخود ہو جاتا ہے یہ۔۔" ساحر نے شرمندہ سے لہجے میں جواب دیا جیسے یہ کوئی بہت بڑا گناہ ہو۔

"بیوقوف۔۔" وہ بڑبڑائی۔

"ویسے بھی اُس وقت حملہ کرنا ہمارے لئے بہت رسکی تھا۔ یہ اتفاق بھی اچھا ثابت ہوا۔" ثانیہ نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کام ہو گیا۔ ان کا سسٹم ہیک ہو چکا ہے۔۔ اب ہمیں صرف انسانی نگرانی سے بچنا ہے۔" جبران کی آواز آئی۔

وہ اس شخص کے پائلٹ کے روپ میں بارڈن کے ہیڈ کوارٹر کے سکیورٹی روم میں جا کر انٹرنیٹ استعمال کرنے کے بہانے ان کے سسٹم میں گھس گیا تھا۔ ایسا کرنا ان کے حق میں بہتر ثابت ہوا۔

"اوکے۔۔ تیزی سے خراب ہیلی کاپٹر تک پہنچو۔۔ اس کے خفیہ پوائنٹس سے اسلحہ نکالو اور فارم ہاؤس کی طرف بڑھو۔" ساحر نے کار سے نکلتے ہوئے کہا اور وہ تینوں کھیتوں میں گھس کر آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ انہوں نے ہیلی کاپٹر میں چھپا کر اسلحہ پہلے ہی وہاں پہ پہنچا دیا تھا۔

ہیلی کاپٹر سے اسلحہ کے چھوٹے چھوٹے بیگ انہوں نے کندھوں پہ ڈالے اور فارم ہاؤس کی طرف بڑھ گئے۔ اس بار وہ کھیتوں کے درمیان بنی فارم ہاؤس کی جانب جاتی سڑک کے کناروں پہ جھکے انداز میں دوڑتے جا رہے تھے۔ فارم ہاؤس کی دیوار پھلانگ کر وہ اندر کی عمارت کی طرف بڑھے۔ عمارت کی کھڑکیاں دروازے بند تھے۔

ساحر اور جبران چوکنے انداز میں کھڑے تھے جبکہ ثانیہ دروازے کا لاک کھولنے میں مصروف تھی، چند لمحوں بعد اس نے لاک کھول لیا۔ دروازہ کھول کر جبران نے سب سے پہلا کام دھویں کے بم اندر پھینکنا شروع کیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

ساحر اور ثانیہ اتنی دیر میں گیس ماسک پہنچ چکے تھے۔ جبران نے ہٹتے ہی ساحر جھکے انداز میں اندر داخل ہوا، اس کے پیچھے ثانیہ اور پھر منہ پہ ماسک پہنے جبران بھی داخل ہو گیا۔ یکدم اندر سے اندھا دھن فائرنگ

شروع ہو گئی اور وہ تینوں زمین پہ گر گئے۔ شاید کسی کو قدموں کی آہٹ محسوس ہو گئی تھی لیکن نظر کچھ نہ آنے کی وجہ سے اس نے اندازے سے فائرنگ شروع کی۔

وہ تینوں زمین پہ ہی لیٹ کر آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ کرالنگ کرتے کرتے وہ جب ہال میں پہنچے تو انہیں باتوں کی آواز سنائی دی۔ ساحر نے ہاتھ اٹھا کر باقی دو کو رکنے کا اشارہ کیا اور خود آگے بڑھ گیا۔ کچھ سیکنڈز بعد فائرنگ اور چیخوں کی آواز ایک ساتھ بلند ہوئی۔ اور پھر خاموشی چھا گئی۔

"آجاؤ جلدی۔۔" ساحر کی آواز سنائی دی، اس نے چند لمحوں کے لئے ماسک اتار دیا اور پھر تیزی سے ماسک پہن کر وہ لفٹ کی طرف مڑا جس سے وہ ہیڈ کوارٹر تک پہنچ سکتے تھے۔

اس نے بیگ میں سے ایک ٹوائے کار نکالی جس پہ سامنے کے رُخ کیمرہ نصب تھا۔ اسے لفٹ میں رکھا اور ریموٹ سے ایک بار اسے چلا کر چیک کیا۔ پھر اس نے لفٹ کا دروازہ بند کر کے بٹن پریس کر دیا۔ لفٹ چلنے کی ہلکی سے آواز آئی۔ ساحر نے بیگ سے ایک کمپیوٹر ٹَیب نکال کر ثانیہ کے ہاتھ میں تھمایا۔ جبران الرٹ ہو کر نگرانی کر رہا تھا۔ ثانیہ نے ٹَیب آن

کیا۔ ساحر نے اس میں کوئی پروگرام کھولا، اب سکرین پہ لفٹ کا اندرونی منظر نظر آرہا تھا۔ لفٹ رکی اور اس کا دروازہ کھلتے ہی دوسری طرف سے فائرنگ شروع ہو گئی لیکن لفٹ کو خالی دیکھ کر وہ چونک گئے۔

اب وہ حیرت سے اس ٹوائے کار کو دیکھ رہے تھے جو یکدم آگے بڑھ کر لفٹ سے باہر نکلی، وہ سب تیزی سے پیچھے ہٹ گئے، کار بھی آہستگی سے راہداری میں آگے بڑھی۔ فائرنگ کرنے والوں میں سے ایک نے اس ٹوائے کار پہ گن تانی اس سے پہلے کو وہ فائر کرتا، ساحر نے بٹن دبایا اور یکدم سکرین بلینک ہو گئی۔

"جلدی لفٹ میں داخل ہو جاؤ۔۔ وہاں بھی سموک بم کا استعمال کرنا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنا کمپیوٹررائزڈ سکیورٹی سسٹم بحال کریں ہمیں سب کچھ نپٹانا ہے۔۔ ورنہ خطرہ بڑھ جائیگا۔" ساحر نے دونوں سے کہا اور لفٹ کا بٹن پریس کیا۔

لفٹ میں بھی انہوں نے ماسک نہ اتارے۔ لفٹ تیزی سے نیچے جا رہی تھی، وہ سب الرٹ کھڑے تھے۔ جیسے ہی لفٹ رکی وہ تینوں تیزی سے لفٹ میں ہی نیچے بیٹھ گئے۔ وہ اسی انداز میں راہداری میں پہنچے اور جھکے

جھکے انداز میں پیش قدمی جاری رکھی۔ راہداری میں کٹی پھٹی لاشیں پڑی تھیں۔ اس ٹوائے کار میں کوئی مہلک بم تھا۔

ساحر کے اشارہ کرنے پہ رُک کر انہوں نے سموک بم گرانے شروع کر دیئے۔ جبران سموک بم گرائے جا رہا تھا وہ باقی دونوں سامنے آنے والوں کا صفایا کر رہے تھے۔ ساحر نے ثانیہ کو بارڈن کے آفس کی طرف اشارہ کیا اور خود سکیورٹی روم کی طرف بڑھا۔

جیسے ہی ساحر نے سکیورٹی روم میں قدم رکھا ٹھائیں کی آواز کی ساتھ اس کو جھٹکا لگا۔ گولی اس کے بائیں بازو میں لگی۔ وہ فوری اوٹ میں ہو گیا۔ ساتھ ہی اس کی گن نے آگ اگلنی شروع کر دی۔ وہ میزوں کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا۔ دوسری طرف سے فائرنگ اچانک رک گئی۔

"ہمت ہے تو مردوں کی طرح سامنے آ کر لڑو۔" ایک آواز آئی۔

ساحر پہچان گیا، یہ ہیری کی آواز تھی۔ ساحر یہ سُن کر اٹھنے ہی لگا تھا کہ فائر کی آواز اور ہیری کی چیخ سُن کو وہ چونک کر واپس مڑا، دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے جبران پسٹل کی نالی پہ بڑے سٹائل سے پھونک مار رہا تھا جیسے پسٹل کی نالی سے نکلنے والا دھواں اڑا رہا ہو۔

"ہم یہاں ہمت یا مردانگی یا ٹیسٹ دینے تھوڑی آئے ہیں، چلو شاباش کام پہ لگ جاؤ۔۔"

اس نے ساحر کی نقل اتارتے ہوئے کہا اور ساحر کی ہنسی نکل گئی۔ اتنے میں ثانیہ بھی پہنچ گئی۔

"آفس میں کوئی قابلِ قدر چیز نہیں۔" اس نے کہا۔

"میں اپنے معزز مہمانوں کو اپنے ہیڈ کورٹر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔" بارڈن کی آواز سکیورٹی روم میں گونجی تو وہ تینوں چونک گئے۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے یا کہتے ان پہ سیاہ دھویں کی جیسے بارش ہو گئی اور وہ سیاہ دھویں میں گم ہو گئے۔ دھواں چھٹا تو وہ ریت کے بوروں کی طرح زمین پہ پڑے تھے۔ ان کی آنکھیں کھلی تھیں لیکن ساحر جان گیا تھا کہ ان کے جسم سُن ہو چکے ہیں۔ ہوش میں ہونے کے باوجود وہ معذور ہو کر زمین پہ پڑے تھے۔ ساحر کو قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ گردن موڑ کے دیکھنا چاہتا تھا لیکن جیسے اس کی ساری توانائی سلب ہو چکی تھی وہ گردن نہ موڑ سکا۔

اسے جیسے کسی نے اٹھا لیا ہو، کچھ دیر بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے

اور سامنے کچھ بیڈز تھے، لیکن یہ زمین سے عمودی سمت میں کھڑے بیڈز تھے۔ ساحر کو اس پہ لٹایا گیا۔ اسے شاید باندھ دیا گیا تھا۔ اس کا رخ دروازے کی طرف تھا۔ سیاہ لباس میں ملبوس کمانڈوز جیسے افراد کمرے سے نکلتے جارہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص کندھے پہ مشین گن کے ساتھ ہاتھوں میں دو کرسیاں اٹھائے اندر داخل ہوا۔ کرسیاں رکھ کر وہ سائیڈ پہ کھڑا ہو گیا۔

اس نے بھی کمانڈوز والا لباس پہن رکھا تھا جس میں میدان جنگ میں کام آنے والے کمانڈو کے سارے ہتھیار موجود تھے۔ ساحر کا ذہن تیزی سے بچنے کا طریقہ سوچ رہا تھا لیکن سب سے بڑا مسئلہ ان کا سُن ہو جانا تھا۔ وہ حرکت بھی نہیں کر پارہے تھے تو وہاں سے بچ کے نکلنے کا کیا چانس بن سکتا تھا۔

وہ حیران تھا کہ سسٹم ہیک ہونے کے باوجود کمپیوٹرائزڈ سکیورٹی سسٹم کیسے کام کر رہا تھا۔ ان پہ جو اٹیک ہوا تھا وہ کمپیوٹر سسٹم کے تحت ہوا تھا۔ وہ اس بارے میں جتنا سوچ رہا تھا، اتنا ہی اسے یقین ہو رہا تھا کہ بارڈن نے ان کے لئے ٹریپ بنایا تھا جس میں وہ بہت آسانی سے پھنسے ہیں۔ اچانک دروازہ کھلا تو بارڈن اور اس کے پیچھے ڈیتھ فورس کا سکاٹ

اندر داخل ہوئے۔ بارڈن آگے بڑھ کر کرسی پہ بیٹھ گیا۔ سکاٹ سینے پہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی تیز نظریں ساحر اور اس کے ساتھیوں پہ جمی ہوئی تھیں۔

"تم بھی بیٹھ جاؤ سکاٹ۔۔" بارڈن نے کہا تو سکاٹ شکریہ ادا کرتے ہوئے دوسری کرسی پہ بیٹھ گیا۔

"ان کو انجکشن لگاؤ۔۔ تاکہ بات چیت ہو سکے۔" بارڈن نے سائیڈ پہ کھڑے گن بردار شخص سے کہا اور وہ اثبات میں سر ہلا کر ایک الماری کی طرف بڑھا۔

اس نے تین انجکشن بھرے اور باری باری تینوں کو لگا دیئے۔ کچھ ہی دیر میں ساحر کو اپنا جسم محسوس ہونا شروع ہوا اور اس نے بازو کو حرکت دی۔ یہ دیکھ کر اس نے سکون کا سانس لیا کہ بے حس ہونے والا مسئلہ تو حل ہوا۔ اس نے تیزی سے بیڈ کی طرف دیکھا جس پہ اس کو باندھا گیا تھا۔ اس کے ہاتھوں اور ٹانگوں کو چمڑے کی.بیلٹس کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ چھپ کر.بیلٹس اتنی ٹائٹ تھیں کہ ہاتھ یا ٹانگ ہلانا ممکن نہ تھا۔ یہی حال باقی دونوں کا تھا۔ وہ.بہت برے پھنسے تھے۔

"تمہارا کیا خیال تھا کہ بلیک سیکشن کے ہیڈ کوارٹر میں گھسنا اتنا آسان ہے؟" بارڈن نے طنزیہ لہجے میں ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"لگا تو ایسا ہی تھا۔۔" ساحر نے مسکرا کر جواب دیا۔

"لیکن تمہاری امیدوں پہ پانی پھر گیا۔" سکاٹ نے مسکرا کر کہا۔

"کب؟ مجھے تو لگا کے وہ خشک ہی ہیں ابھی تک۔" ساحر نے چونک کر کہا۔

"کیا مطلب۔۔ کیا خشک ہی ہے؟" سکاٹ نے حیرت سے کہا۔

"امیدیں۔۔ تم کہہ رہے ہو کہ ان پہ پانی پھر گیا۔۔ مجھے تو وہ خشک ہی لگ رہی ہیں۔" ساحر نے کہا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب؟" سکاٹ نے تیز انداز میں کہا۔

"دماغ تو نہیں خراب۔۔ لیکن اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو پھر تو میری امیدیں باس مار جائیں گی۔ انہیں زیادہ دیر پانی میں نہیں رکھا جا سکتا۔" ساحر نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"یہ پاگل پن کا ڈرامہ ہمارے سامنے مت کرو۔۔ تمہارے اور کتنے

ساتھی ہیں؟" بارڈن نے سنجیدگی سے کہا۔

"تم نے ہمیں کیسے پکڑ لیا؟" ساحر نے بارڈن سے بھی سنجیدہ انداز میں کہا اور وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا جیسے اس کی اچانک وارد ہونے والی انتہا کی سنجیدگی سے حیران ہو۔

"تمہاری پرفارمنس تو بہت شاندار تھی۔ میں نے سر ولیم کو بہت سُنا اور پڑھا ہے۔ ان کے بارے میں میڈیا پہ بہت کچھ بتایا جاتا ہے۔ ان کے بارے میں اتنا کچھ جاننے کے باوجود مجھے تم پہ شک نہیں ہوا۔ میں تمہاری اس کارکردگی سے واقعی بہت متاثر ہوا ہوں، تم کمال کے ایکٹر نکلے۔ لیکن ڈیتھ فورس کا سکاٹ تمہارے بارے میں مشکوک تھا، میں نے اس کی بات کو اہمیت نہ دی۔ تمہارا بھانڈہ ہیلی کاپٹر میں موجود اسلحے نے پھوڑا۔ تم شاید اٹیک کرنے کے موڈ سے آئے تھے لیکن یہاں آکر تمہارا ارادہ بدل گیا۔

"اوہ۔۔ اس کے ٹکڑے کدھر ہیں؟" ساحر نے جیسے بے چینی سے تڑپتے ہوئے پوچھا۔

"کس کے؟" بارڈن کا حیرت سے منہ کھل گیا۔

"میرے بھانڈے کے۔۔جو پھوٹ گیا۔ بڑی مشکل سے تو جوڑ کر رکھا ہوا تھا۔" ساحر نے رو دینے والے انداز میں کہا اور بارڈن اور سکاٹ نے الجھے ہوئے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

جبران کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی جبکہ ثانیہ۔۔۔وہ ساحر کو گھور رہی تھی۔ ساحر نے یکدم ثانیہ کی طرف دیکھ کر آنکھ سے اشارہ کیا اور دوبارہ بارڈن کی طرف متوجہ ہوا۔ ساحر نے یہ عمل ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں مکمل کیا۔

"سوری۔۔تم جاری رکھو۔۔" ساحر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔ اب اس کے لہجے میں شرمندگی واضح محسوس ہو رہی تھی۔ بارڈن کو اس کے بار بار رنگ بدلنے کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"تم نفسیاتی مریض تو نہیں ہو؟" اس نے چڑ کر کہا۔

"نفسیاتی مریض نہیں ہوں بلکہ نفسانی مریض ہوں۔۔اور یہ ایک قومی مسئلہ بھی ہے۔۔ تم نہیں سمجھو گے۔۔" ساحر نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

"بہر حال، جو لوگ ہیلی کاپٹر ٹھیک کرنے میں لگے تھے، انہوں نے

اطلاع دی کے وہاں خفیہ خانوں میں مہلک اسلحہ چھپایا گیا ہے۔ اس سے ہم کنفرم ہو گئے کے تم نقلی سر ولیم ہو۔ مزید کنفرمیشن کے لئے میں نے سر ولیم کے بارے میں پتہ کرایا، وہ تو تب تک اپنے مینشن میں موجود تھے۔ اس کے بعد ہم نے تمہارے لئے ٹریپ تیار کیا۔ سب سے پہلے ہم نے ہیلی کاپٹر میں موجود تمہارے اسلحہ کو نقلی اسلحہ سے بدل دیا لہذا ابھی تک تم نے ہمارا کوئی آدمی نہیں مارا۔۔ یہ سب ڈرامہ تھا۔ تمہاری گولیاں، بم حتیٰ کے سموک بم۔۔ سب بے ضرر تھے۔ ہمارا سسٹم تم نے ہیک نہیں کیا، ہم نے تمہارے دماغ کو ہیک کیا ہے۔" بارڈن نے مسکرا کر کہا۔

"ویری گڈ۔۔ مجھے حقیقی طور پہ یہ ذہانت بھرا ٹریپ بہت پسند آیا ۔۔ ویری گڈ۔۔" ساحر نے صدقِ دل سے کہا۔

"شکریہ۔۔ تم لوگ بھی ذہین ہو۔۔ مگر میرے خیال سے بہت کچھ سیکھنا باقی ہے، اس کے لئے زندہ رہنا ضروری ہے جبکہ تمہاری زندگی اب تمہارے پاس آپشن کی طرح ہے۔ اگر تم ہمیں مطلوبہ معلومات دے دو تو کچھ عرصہ قید کے بعد تمہیں چھوڑ دیا جائیگا۔ ورنہ ابھی زندگی کی قید سے آزاد کر دیتے ہیں۔" بارڈن نے کہا۔

"واہ۔۔ تم تو کچھ کچھ فلسفی اور شاعر ٹائپ مخلوق ہو۔۔ تم نے یہ کیسے سوچ

لیا کہ ہم اپنے ملک سے غداری کریں گے۔ "ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"تمہارے ملک میں کیا رکھا ہے۔۔ اپنے آپ کو ہر کوئی بچانا چاہتا ہے۔۔ زندگی کے ساتھ ساتھ میں تمہیں اپنے سیکشن میں اونچے عہدے دلواتا ہوں۔۔ ساری زندگی عیش کرو گے۔ پوری دنیا پہ راج ہو گا تمہارا۔ "بارڈن نے لالچ دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں نہیں چاہئے۔ "ساحر نے دوٹوک انکار کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے چاہیئے۔۔ "آواز آئی تو سب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ "ساحر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دماغ تو تمہارا خراب ہو چکا ہے۔۔ بارڈن ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔ کتنی بار ہم موت کے منہ میں جا چکے ہیں لیکن کوئی بھی ہمارا حال پوچھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتا۔۔ تمہارا چیف تو پہنچ جاتا ہے تمہارے پیچھے، ہم لاوارثوں کی طرح ذلیل ہوتے ہیں۔ اندھے گھوڑوں کی طرح ریس میں مجھ سے نہیں دوڑا جاتا اب۔ "ثانیہ نے غصے سے بولتے ہوئے کہا۔

"یہ باتیں مشن پہ آنے سے پہلے سوچنی تھیں۔ قوم کو دھوکہ دے کر

سکون تمہیں بھی نہیں ہو گا۔۔اس سے بہتر ہے عزت کی موت مرو۔" جبران نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا۔

"تم مرو عزت کی موت۔۔میں اس غلامی سے اکتا چکی ہوں۔" اس نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

ساحر اور جبران حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بارڈن کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"کر لو غداری۔۔تمہارے پاس مجھ سے کم معلومات ہیں۔ان سے کچھ فرق نہیں پڑنے والا۔" ساحر نے کہا تو بارڈن چونک گیا۔

"یہ تمہارا خیال ہے۔۔بارڈن یہ بات تو جانتا ہی ہو گا کہ جو معلومات لیڈی ایجنٹ کے پاس ہوتی ہیں وہ کبھی بھی مردوں کے پاس نہیں ہو سکتیں۔" ثانیہ نے ذو معنی انداز میں کہا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" ساحر نے جھٹکا کھاتے ہوئے کہا۔

"تم نے مطلب جان کر کیا کرنا ہے۔۔جو پوچھنا ہے تم پوچھ سکتے ہو۔۔لیکن یہاں نہیں۔۔مجھے کسی اور کمرے میں لے چلو۔۔" ثانیہ نے پہلے ساحر سے اور پھر بارڈن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہاں کیوں نہیں۔ انہیں گولی مار دیتے ہیں ۔۔ پرائیویسی مل جائے گی۔" بارڈن نے مسکرا کو مشین گن والے شخص کو اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس نے ساحر کی طرف گن سیدھی کی۔

"بالکل ۔۔۔ پھر جو معلومات یہ لڑکی دے ان پہ آنکھیں بند کر کے ڈھینچوں ڈھینچوں کرتے پہنچ جانا سب کو پکڑنے ۔۔" ساحر نے مسکرا کر کہا اور بارڈن نے ہاتھ اوپر کر کے مشین گن والے شخص کو روکا۔

"یہ بات تم نے کیوں کی؟ اور یہ کیا ہے ڈھینچوں ڈھینچوں؟" بارڈن نے الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

" ڈھینچوں ڈھینچوں ہمارے ملک کا ایک ذہین اور محنتی جانور ہے اور مارشل آرٹس میں بہت مہارت رکھتا ہے ۔۔ ایک کک میں مخالف کا کام تمام ۔۔ اس کا مسئلہ صرف ایک ہے ۔۔ ہمیشہ ڈبل کک مارتا ہے۔" ساحر نے کہا اور جبران اور ثانیہ کا قہقہہ بلند ہوا۔

"تم مجھے گدھا کہہ رہے ہو؟" بارڈن نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں نے کہا تھا نا کہ ڈھینچوں ڈھینچوں بہت ذہین ہے ۔۔ فوری بات سمجھ جاتا ہے۔" ساحر نے ہنس کر کہا۔

"اوکے۔۔پہلے اس لڑکی سے معلومات لوں گا۔۔ اور پھر تمہاری روح سے کنفرم کر کے تمہاری لاش کے ٹکڑے کروں گا۔" بارڈن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم میں تو بہت سی خوبیاں ہیں۔۔روح سے اگلوانا۔۔لاش کے ٹکڑے کرنا اور ڈھینچوں ڈھینچوں۔۔"ساحر اسے مسلسل چھیڑ رہا تھا۔

"بتاؤ تم لڑکی۔۔" بارڈن نے بھڑکتے ہوئے ثانیہ سے کہا۔

"سوری۔۔میں سب کچھ بتاؤں گی۔۔ لیکن ان کے سامنے نہیں۔ یہ میری قوم کے ہیں، ان سے مجھے شرم آتی ہے۔۔"ثانیہ نے مضبوط لہجے میں کہا۔ بارڈن نے سکاٹ کی طرف دیکھا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

"اس لڑکی کو کھولو۔۔اور میشن گن کے نشانے پہ دوسرے کمرے میں لے جاؤ۔۔اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دینا۔" بارڈن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے مشین گن والے شخص سے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تم غلطی کر رہی ہو۔۔"ساحر نے سخت لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو مجھے سکھانے والے۔۔اپنے کام سے کام رکھو۔۔"اس نے

روکھا سا جواب دیا۔

"کام تو ایک ہی ہوتا ہے۔۔ یہ کام سے کام رکھنے کا کیا مطلب ہے؟" ساحر نے جبران کی طرف الجھے ہوئے انداز میں دیکھ کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے اپنی اوقات میں رہو۔۔" ثانیہ نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے زہریلے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ بیگ میں رکھ لو۔۔ تمہارے عقل بھی گھاس چرنے چلی جاتی ہے۔۔ اب گھومو ایسے ہی۔۔" ساحر نے غصیلے انداز میں جبران سے کہا تو دروازے کے پاس پہنچی ثانیہ رک کر مڑی۔ اس کے چہرے پہ الجھن تھی۔

"کیا نہیں رکھا بیگ میں؟" اس نے پوچھا۔

"میری اوقات۔۔ اپنی تو تم دونوں ساتھ لے آئے اور اوقات میں گھوم رہے ہو۔۔ میری چھوڑ آئے وہیں۔ میں اپنے آپ کو اب بے لباس محسوس کر رہا ہوں۔"

ساحر نے شرمندگی سے کہا اور ثانیہ کی آنکھوں میں غصہ چمکا اور وہ زور سے زمین پہ پاؤں مار کر باہر نکل گئی۔

"بارڈن کے ہیڈ کوارٹر میں اگر تیل نکل آئے تو کتنا امیر ہو جائے یہ۔۔" ساحر نے اس جگہ کو دیکھتے ہوئے کہا جہاں ثانیہ نے زور سے ایڑی ماری تھی۔

"زمین سے نکلے نہ نکلے۔۔ اگر ہم اسی حالت میں رہے تو ہمارا تیل وہ ضرور نکالے گا۔۔ میڈم تو گئیں اپنے رستے۔۔ کوئی حل سوچو۔" جبران نے جواب دیا۔ اور ساحر سوچ میں گم ہو گیا۔

ثانیہ کو ہتھکڑی لگا کر وہ شخص ساتھ والے کمرے میں بٹھا کر خود دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اس کمرے میں صرف کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اور درمیان میں ایک میز موجود تھی۔ کچھ دیر کے انتظار کے بعد بارڈن سکاٹ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ وہ ثانیہ کے سامنے رکھے خالی کرسیوں پہ بیٹھ گئے۔ ان کے چہروں پہ اطمینان تھا۔

"اب بتاؤ۔۔ کیا معلومات ہیں تمہارے پاس۔۔" بارڈن نے کہا۔

"اپنے گاڈ کو باہر بھیجو۔۔ تم دونوں ہی رہو ادھر بس۔۔" ثانیہ نے کہا تو پہلے سکاٹ کچھ کہنے ہی لگا تھا کے بارڈن نے گارڈ کو باہر بھیج دیا۔

"کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔۔ تم کھل کے بات کر سکتی ہو۔" بارڈن نے کہا۔

وہ مطمئن تھا کہ ایک لڑکی ان دونوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

"تم جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔۔" ثانیہ نے کہا۔

"اور کتنے ایجنٹس ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں؟" بارڈن نے پوچھا۔

"دو۔ ایک سوپر فور کا ہے اور ایک گرین گارڈز کا۔" اس نے جواب دیا۔

"تم سوپر فور سے ہو؟" بارڈن نے پوچھا۔

"ہاں۔۔ ہم چار تھے، دو بہت زیادہ زخمی ہو گئے تو انہیں واپس بھجوا دیا گیا اور باقی دو، یعنی ہم۔۔ گرین گارڈز کے ساتھ مل کر کام کرنے لگے لیکن تمہیں کیسے پتہ چلا؟" اس نے جواب دیا۔ اس کے انداز سے اعتماد جھلک رہا تھا۔

"گرین گارڈز نئی تنظیم ہے تو اس کے لوگ بھی نئے ہوں گے، ان میں ہوش سے زیادہ جوش ہی ہونا چاہئے۔ جبکہ سوپر فور پرانا گروپ ہے، تم لوگ مسائل سے گزر کر آئے ہو، حقیقی دنیا کا چہرہ دیکھ چکے ہو اسی لئے تم نے عقل کا استعمال کیا اور ہم سے مل گئیں اور وہ جوش میں یہ موقع ضائع کر چکے۔ اس بات سے مجھے لگا کہ تم سوپر فور سے ہو، دوسرا ہمیں ویسے بھی علم ہے کہ سپیشل فور میں ایک لڑکی بھی شامل ہے۔" بارڈن نے کہا۔

"یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی کہ گرین گارڈز نئ تنظیم ہے؟" ثانیہ نے حیرت سے پوچھا۔

وہ واقعی اس بات پہ حیران ہوئی کیوں کہ گرین گارڈز ابھی تک اتنی مشہور تو نہیں ہوئی تھی۔

"تمہارے ملک کی صدارتی میٹنگز اتنی بھی خفیہ نہیں جتنی تم لوگ سمجھتے ہو۔ گرین گارڈز کے صرف تین ایجنٹس ہی آئے ہیں؟" بارڈن نے مسکرا کر پوچھا۔

"ہاں۔۔ لیکن ان کا چیف بھی ساتھ ہے۔۔ وہ ایمرجنسی میں سامنے آتا ہے پھر غائب ہو جاتا ہے۔" اس نے کہا۔

"ان تین لوگوں نے بہت نقصان پہنچایا ہے ہمیں۔۔ پہلے سیکشن فور اور اب بلیک سیکشن۔۔ انہوں نے سب تباہ کر دیا۔" بارڈن نے سکاٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے کا تو نہیں معلوم۔۔ لیکن اس بار تمہارا زیادہ نقصان ان کے چیف نے کیا ہے۔ وہ بہت تیز رفتاری سے کام کرتا ہے۔۔ اس نے بلیک سیکشن کے ایجنٹ جون، اس کے پرسنل گروپ، کلب کو دو سے تین گھنٹوں میں

تہس نہس کر دیا۔ اور ڈیتھ فورس کے چیف کرنل رالف، مارشل اور فورس کو تو دو گھنٹوں سے بھی کم وقت میں صفحہِ ہستی سے مٹا دیا۔ اس کے علاوہ ہم لوگ جب بھی زخمی ہو کر ناکارہ ہوئے، وہ تم لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ہمیں اٹھا لے گیا۔" ثانیہ نے مسکرا کر کہا۔

یہ سُن کر بارڈن اور سکاٹ جیسے سُن ہو گئے۔ انہوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"اس کا حلیہ کیا ہے؟" بارڈن نے بے چینی سے پوچھا۔

"اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ نقاب میں یا میک اپ میں سامنے آتا ہے۔۔ اس کی ٹیم بھی اسے نہیں جانتی۔" ثانیہ نے کہا۔

"اگر وہ اتنا تیز ہے تو خود کیوں نہیں ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرتا؟"

سکاٹ نے کہا تو بارڈن نے اسے گھور کر دیکھا جیسے اسے یہ بات پسند نہ آئی ہو۔

"تمہیں یہ سب سُن کر شکر ادا کرنا چاہیئے کے وہ خود میدان میں نہیں آتا۔ جہاں تک میرا خیال ہے وہ اپنی ٹیم کو تربیت دے رہا ہے اس طرح۔ اور اگر وہ اسی طرح اُن کے ساتھ رہا تو یہ ٹیم بہت خطرناک

ثابت ہونے والی ہے۔"

ثانیہ نے کہا تو بارڈن کو جیسے جھرجھری آئی۔

"درست کہا۔۔" وہ بڑبڑایا اور پھر خود ہی ہنکارہ بھر کر ثانیہ کی طرف متوجہ ہوا جیسے غلطی سے کہیں سوچ میں کھو گیا تھا۔

"وہ دونوں ایجنٹس تم لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں آئے؟" سکاٹ نے پوچھا تو بارڈن نے ایسے سر ہلایا جیسے وہ بھی یہی سوال پوچھنا چاہتا ہو۔

"وہ دونوں ڈیتھ فورس کے حملے میں زیادہ زخمی ہو گئے تھے اس لئے ہسپتال میں ہیں لیکن اس ہسپتال کا مجھے نہیں پتہ۔" اس نے کہا۔

"ان باتوں کا پھر ہمیں کیا فائدہ۔۔ ہمارا وقت برباد کیا تم نے۔۔"

بارڈن نے منہ بناتے ہوئے کہا کیونکہ ثانیہ نے اب تک جو بھی بتایا تھا اس سے انہیں کوئی بھی کام کی بات معلوم نہیں ہوئی تھی۔

"اصل بات یہ ہے کہ۔۔۔ گرین گارڈز کا جو چیف ہے وہ۔۔" ثانیہ نے آگے جھکتے ہوئے کہا اور بارڈن اور سکاٹ بھی لاشعوری طور پہ آگے جھکے اور یہ انکی بھیانک غلطی تھی۔

ثانیہ کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور ہتھکڑی سکاٹ کے چہرے کی طرف بڑھی، سکاٹ تیزی سے پیچھے ہٹا اور کرسی سمیت دھڑام سے نیچے جا گرا، ادھر سکاٹ تو ہتھکڑی کے سامنے سے ہٹ گیا تھا لیکن بارڈن ایسا نہ کر سکا۔ ہتھکڑی سیدھی اس کی کنپٹی پہ پڑی اور وہ ہلکی سی چیخ کے ساتھ کرسی سے گر گیا۔ بارڈن ایسے پڑا ہوا تھا جیسے بے ہوش ہو گیا ہو۔ اتنی دیر میں سکاٹ اٹھ چکا تھا اور نفرت بھری نظروں سے ثانیہ کو دیکھ رہا تھا۔

ثانیہ نے اصل میں انہیں باتوں میں لگا کر ہتھکڑی کھول لی تھی۔ اس نے ہتھکڑی ایک سائیڈ پہ پھینکی اور سکاٹ کے سامنے آ گئی۔ سکاٹ چند لمحے اس کی طرف دیکھتا رہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ ثانیہ کے بالکل قریب پہنچ کر وہ رُکا اور اسکی لات گھومتی ہوئی ثانیہ کے چہرے کی طرف بڑھی، ثانیہ نے جھک کر اپنے آپ کو بچانا چاہا تو وہ الٹا پھنس گئی۔ سکاٹ کی کک واپس زمین پہ لگنے کی بجائے وہیں سے واپس مڑی اور ثانیہ کے جھکے ہوئے سر پہ لگا۔ تڑاخ کی آواز آئی۔ ثانیہ کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ الٹ کر گر پڑی۔ اسے یوں لگا جیسے گردن ٹوٹ گئی ہو۔

سکاٹ کی کک سے اس کا سر جو لگنے والا جھٹکا گردن تک پہنچا تھا۔ گرتے ہی وہ فوری طور پہ اٹھ تو گئی لیکن وہ سر جھٹک رہی تھی جیسے اسے کچھ سمجھ

نہ آ رہی ہو۔ اس کی آنکھوں میں پانی نظر آ رہا تھا۔

اس نے سکاٹ کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں بھوکی شیرنی جیسی چمک ابھری۔ وہ تیزی سے سکاٹ کی طرف بڑھی۔ اس کا مکہ سکاٹ کے چہرے کی طرف بڑھا اور سکاٹ کا بازو مکہ کو پکڑنے کے لئے آگے بڑھا لیکن مکہ چہرے تک پہنچنے سے پہلے ہی ثانیہ کی کک بلند ہوئی اور سکاٹ کی ٹھوڑی پہ نیچے سے پڑی۔ سکاٹ کی گردن کو زوردار جھٹکا لگا اور منہ سے خون جاری ہو گیا اور ایک دانت منہ سے باہر آ گرا۔

اس کا چہرہ تکلیف سے بھرا ہوا تھا، شاید اس کی زبان دانتوں میں آ گئی تھی۔ اسے اینٹ کا جواب پتھر سے ملا تھا۔ سکاٹ کا ایک لڑکی سے یوں پٹنے سے دماغ گھوم گیا وہ اچھلا اور گھومتے ہوئے اس کی کک ثانیہ کی طرف بڑھی، ثانیہ مہارت سے ذرا نیچے جھکی اور سکاٹ کی ٹانگ کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر ایک طرف جھٹکا دے دیا، سکاٹ اڑتا ہوا دور جا گرا۔ ثانیہ دوڑتی ہوئی اس کے سر پہ پہنچی اور ایک زوردار کک اس کے پیٹ میں دے ماری۔

ثانیہ کی کک مسلسل سکاٹ کے پیٹ کو روئی کی طرح دھن رہی تھی لیکن اچانک سکاٹ نے اس کی ٹانگ پکڑ کر کھینچی تو اس کا توازن بگڑا اور

وہ پشت کے بل زمین پہ گری۔ اس کے گرتے ہی سکاٹ کی کک بلند ہوئی اور ثانیہ کے پیٹ میں جا لگی، درد کی شدت کی وجہ سے اس نے ہونٹ بھینچ لیے اور وہ رول ہو کر اٹھی۔ سکاٹ بھی اٹھ چکا تھا۔

"کب تک یہ پروگرام چلتا رہے گا؟"

دروازے سے ساحر کی آواز آئی اور وہ دونوں چونک گئے۔ چونکنے کے باوجود ثانیہ آگے بڑھی اور اس کی سائیڈ کک گھومتی ہوئی سکاٹ کے پہلو کی طرف بڑھی، سکاٹ تیزی سے ایک طرف کو ہوا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے ثانیہ کی ٹانگ پکڑی، وہ اسے گھما کر گرانا چاہتا تھا لیکن اس کے ایسا کرنے سے پہلے ثانیہ نے اس پوز کا فائدہ اٹھایا۔ اس کی دوسری ٹانگ گھومی اور سکاٹ کی ناک پہ پڑی۔ اس کے ہاتھ سے ثانیہ کی ٹانگ تو چھوٹی ساتھ ہی وہ بدحواس ہو کر پیچھے کو جھٹکا کھا گیا۔

ثانیہ نے کوئی رحم دکھائے بغیر اس کے پیٹ میں کک ماری اور وہ آگے کو جھکا، ثانیہ کی انگلی سیدھی اس کی آنکھ میں گھسی اور اس کی چیخ نکل گئی۔ وہ سیدھا ہو ہی رہا تھا کہ ثانیہ کی گھومتی ہوئی کک اس کی گردن پہ پڑی اور وہ دھڑام سے ایک سائیڈ پہ گرا۔۔ اگلی کک اس کی کنپٹی پہ پڑی جس سے وہ تڑپ کے ساکت ہو گیا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ پہ اس طرح وار کرنے کی۔۔" اس نے ساکت سکاٹ کی طرف دیکھ کر غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔ میڈ۔۔ میڈم وہ کیسے بتائے گا اب بیچارہ۔۔"

ساحر کی ہکلاتی ہوئی آواز سنائی دی اور ثانیہ نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔ ساحر نے اس کی طرف دیکھا، ساحر کے چہرے پہ خوف کے تاثرات نظر آئے، اس نے سینے پہ ہاتھ رکھا اور دھڑام سے فرش پہ جا گرا۔ ثانیہ بوکھلا کر تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔

"کیا ہوا؟؟" اس نے کہا۔

"وہ خون والا پمپ جھٹکا کھا گیا۔ کمزور سا تو ہے۔۔" ساحر کی شرارت بھری آواز سنائی دی۔

"بند کرو یہ ڈرامے۔۔۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"ایسی نظروں سے تم بارڈن اور سکاٹ کو دیکھتیں تو وہ ویسے ہی مر جاتے ویسے ہی تم انرجی ضائع کرتی رہی ہو۔"

ساحر نے اٹھ کر کپڑے جھاڑنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا اور ثانیہ ہنس پڑی۔ ساحر نے بارڈن کو اٹھا کر کرسی پہ ڈالا اور ٹائی اور بیلٹ نکال کر

اس کے ٹانگیں باندھیں اور ہتھکڑی اس کے ہاتھوں میں ڈال دی۔ ساحر نے اس کا ناک اور منہ بند کیا۔

"تم لوگ کیسے رہا ہو گئے؟" ثانیہ نے پوچھا۔

"میں نے کلائی موڑی، اور ہاتھ سیدھا ہوا تو تھوڑی سے کوشش کر کے چمڑے کی بیلٹ کا سرا ہاتھ میں آ گیا۔ باقی کام آسان تھا۔"

ساحر نے جواب دیا اور ثانیہ نے سر ہلایا جیسے وہ سمجھ گئی وہ کہ کیسے آزاد ہو پایا۔

"جبران کدھر ہے؟" اس نے پوچھا۔

"وہ اسی کمرے میں اپنے سامان میں سے لیپ ٹاپ نکال کر بیٹھا ہوا ہے۔۔ وہ کہتا ہے کہ اس بار وہ اصلی والی ہیکنگ کرے گا ہیڈ کوارٹر کے سسٹم کی۔" ساحر نے کہا۔

بارڈن اب ہوش میں آ رہا تھا۔

"حیرت ہے، ان کمروں کی طرف کوئی نہیں آیا ابھی تک۔۔" ثانیہ نے کہا۔

"انہیں یقین ہے کہ ہم لوگ بے بس ہیں اور کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ یہ کمرے ساؤنڈ پروف بھی ہیں اور ان میں کیمرے بھی نہیں لگے ہوئے کہ وہ جان پاتے کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔

بارڈن کے حواس بحال ہو چکے تھے۔

"تت۔۔ تت۔۔ تم نے ہتھکڑی کیسے کھول لی؟" اس نے سوال پوچھا۔

"یہ عام سی بات ہے۔۔ یہاں اسلحہ کس کمرے میں ہے؟" ساحر نے کہا۔

"یہاں اسلحہ موجود نہیں۔" بارڈن نے جواب دیا۔

"تو تمہارے آدمی پانی والی مشین گنیں اور پسٹل لے کر گھوم رہے ہیں۔" ساحر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بس وہی اسلحہ ہے جو سکیورٹی کے کام آتا ہے۔" بارڈن نے کہا۔

"تمہارا اسلحہ نہیں پوچھ رہا، جو تم نے ہمارے والا تبدیل کیا ہیلی کاپٹر میں، وہ کدھر ہے۔۔" ساحر نے پوچھا۔

"وہ ہم نے ضائع کر دیا۔"

بارڈن نے منہ بناتے ہوئے اتنا کہا ہی تھا کہ ساحر کا ہاتھ جیب کی طرف

بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا خنجر تھا، اس کا بازو گھوما اور بارڈن کی چیخ بلند ہوئی۔ ساحر نے اس کی ایک آنکھ نکال دی۔ اور رک کر سوال دہرانے کی بجائے اس نے بارڈن کا ایک کان پکڑا اور خنجر کے وار سے اس کا کان ہی کاٹ دیا۔ ثانیہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ ساحر کے چہرے پہ بے رحمی صاف نظر آ رہی تھی۔ اس کا ہاتھ پھر چلا اور بارڈن کی گال پہ ایک لمبا سا کٹ لگ گیا۔ بارڈن مسلسل چیخ رہا تھا۔

"کچھ یاد آیا تمہیں؟" ساحر نے کہا اور جواب میں بارڈن میں نفی میں سر ہلایا۔

"اوکے۔۔۔ چلو تمہارا قدرتی لباس بھی آج بدل دیتے ہیں۔"

ساحر نے کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا اور خنجر کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے ٹٹولتے ہوئے بارڈن کی پیشانی سے جِلد اکھٹی اور اور خنجر سے چمڑی اتارنے کا عمل شروع کیا۔ بارڈن کی اذیت ناک چیخیں ساؤنڈ پروف کمرے کے اندر گونج رہی تھیں۔

"دروازے کے پاس رکو۔۔"

اس نے رکتے ہوئے ثانیہ سے کہا اور وہ دروازے کے پاس پہنچ گئی، اس

نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔ ساحر نے دوبارہ خنجر زخم پہ رکھا اور اپنی کاروائی شروع کر دی۔

"رُکو۔۔ پلیز۔۔ یہ بند کرو۔۔ تم بہت ظالم اور بے حس ہو۔۔" بارڈن نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آدھی پیشانی سے چمڑی اتر چکی تھی۔

"میرے سوال کا جواب۔۔" ساحر نے ہاتھ روکے بغیر کہا۔

"ب۔ بت۔۔ بتاتا ہوں ۔۔ رکو پلیز۔۔" اس نے منت بھرے انداز میں کہا اور ساحر رک گیا۔ بارڈن اب تیر کی طرح سیدھا ہو چکا تھا۔ اس کی زبان طوطے کی طرح چل پڑی۔ وہ ساحر کے ہر سوال کا جواب روانی سے

دیتا گیا۔

"ایوانِ صدر میں ہونے والی میٹنگ کی خبر ان تک کیسے پہنچتی ہے؟" ثانیہ نے قومی زبان میں پیچھے سے آواز دی۔

"ہمارے ملک میں کون تمہاری مدد کر رہا ہے؟" ساحر نے پوچھا۔

اور بارڈن نے جو جواب دیا اسے سُن کر وہ دونوں ساکت ہو گئے۔ دروازے پہ دستک سُن کر وہ دونوں چونکے۔

"کون ہے؟" ساحر نے بارڈن کے لہجے کی نقل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"میں۔۔" جبران کی آواز آئی اور ثانیہ نے دروازہ کھول دیا۔

"تم دو ٹانگوں پہ کیسے چل رہے ہو؟" ساحر نے حیرت سے کہا اور جبران نے نا سمجھنے والے انداز میں اپنی ٹانگوں کی طرف دیکھا اور پھر چونک گیا۔

"دو ہیں تو دو پہ ہی چل کر آؤں گا۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

"مجھے لگا بکری کی چار ہوتی ہیں۔" ساحر نے بارڈن کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

پہلے تو جبران کو سمجھ نہ آئی کہ بکری کا یہاں کیا کام۔۔ ثانیہ نے دروازے کی طرف اشارہ کیا تو اس یاد آیا کہ اس نے دستک دے کر " میں ہوں" کہا تھا، ثانیہ کو مسکراتا دیکھ کر اس نے ساحر کی طرف غصے سے دیکھا لیکن وہ بارڈن کی طرف متوجہ تھا۔

"تم نے ہمیں ٹریپ تو کیا۔۔ لیکن ہمیں ہیڈ کوارٹر کے اندر ہی رکھ کر بہت بڑی غلطی کی۔۔ ہم بچیں یا مریں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن

ہم یہ ہیڈ کوارٹر برباد کر کے چھوڑیں گے۔"

ساحر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کی کنپٹی پہ خنجر کا دستہ جڑ دیا۔ بارڈن کا سر ڈھلک گیا۔

"سسٹم ہیک ہو چکا ہے۔۔" جبران نے کہا۔

"یہ تم نے پہلے بھی کہا تھا۔۔ اگر اسی طرح تم کام کرتے رہے تو ہم جلد ہی قبر میں پہنچ جائیں گے۔۔" ساحر نے سخت لہجے میں کہا اور جبران چپ کر گیا۔

"لڑائی بعد میں کرتے ہیں۔۔ اچھے بچوں کی طرح پہلے کام۔۔" ثانیہ نے جان بوجھ کر موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"جبران کو لے جاؤ۔۔ اپنا اصلی اسلحہ لے کر آؤ۔۔ پھر مل کر بم فٹ کرتے ہیں۔" ساحر نے کہا۔

ساحر نے بارڈن کی ٹانگیں کرسی سے کھول کر آپس میں باندھیں۔ جبران اور ثانیہ حیرت سے یہ کاروائی دیکھ رہے تھے۔

"باہر سب لوگ ہوں گے۔۔ کیسے بم فٹ کریں گے؟" ثانیہ نے کہا۔

"اسلحہ میں سموک گیس ہے، وہ استعمال کرتے ہیں۔" جبران نے کہا۔

"واہ۔۔ بیٹری چاج ہو گئی ایک ہی جملے میں۔۔ گڈ آئیڈیا۔۔ اب شروع ہو جاؤ۔۔ میں بارڈن کو ہیلی کاپٹر تک پہنچا آؤں۔۔ اس کی ضرورت ہے۔"

ساحر نے کہا اور بارڈن کندھے پہ لاد کر دروازے کی طرف مڑا۔ جیسے ہی وہ مڑا اس کی کمر پہ لات پڑی اور وہ لڑکھڑا کر آگے کو دوڑا۔ اس کے کندھے سے بارڈن گر گیا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو چونک گیا اور پھر اس کے چہرے پہ مسکراہٹ ابھری۔ ثانیہ اور جبران بھی دھماکے کی آواز سُن کر رُک گئے۔

"سوری۔۔ تمہیں تو ہم بھول ہی گئے تھے۔" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"تم لوگ زندہ بچ کر نہیں جاؤں گے۔" سکاٹ کی زہریلی آواز سنائی دی۔ وہ پتہ نہیں کب سے ہوش میں آ کر ان کی باتیں سُن رہا تھا، اب ساحر کو جاتا دیکھ اس کر اس نے حملہ کر دیا تھا۔

"تم زخمی ہو۔۔۔ میں تم پہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتا۔" ساحر نے کہا۔

"تم ڈرتے ہو۔۔ اس لڑکی سے تو میں بائی چانس مار کھا گیا۔ تم نے مجھے

لڑتے ہوئے دیکھا ہے اسی وجہ سے تم کترا رہے ہو۔" سکاٹ نے ثانیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کچھ زیادہ ہی خوش فہمی ہے۔۔ بائی چانس نہیں۔۔ جَم کی پٹائی کی ہے تمہاری اس نے۔۔"

ساحر نے ہنستے ہوئے کہا اور سکاٹ کو یہ اچھا نہ لگا وہ ساحر کی طرف تیزی سے دوڑا اور پاس آ کر اچھلا، اس کی فلائنگ کک ساحر کے سینے کی طرف بڑھی۔ ساحر نے پیچھے کی طرف جھک کر اس کی ٹانگ کو تھپکی دی جس سے ٹانگ تھوڑی اوپر کو اٹھی ساحر کا ہاتھ سکاٹ کی ٹانگوں کے درمیان سے اس کی بیلٹ پہ پڑا اور سکاٹ جو اڑتا ہوا آگے بڑھ جاتا، کو ساحر نے جیسے پیچھے کھینچا اور اوپر کی طرف اٹھا کر زمین پہ دے مارا۔ سکاٹ کی چیخ بلند ہوئی۔ ثانیہ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ جبکہ جبران بھی حیرت سے ساحر کو دیکھ رہا تھا۔ ساحر نے یہ طریقہ پہلی بار استعمال کیا تھا۔ سکاٹ کے منہ سے خون نکل رہا تھا اس کا شاید دل پھٹ گیا تھا۔

"ہیلو۔۔ جلدی کرو۔۔ کام پہ لگو۔۔"

ساحر نے چٹکی بجا کر دونوں کو مخاطب کیا اور وہ چونک گئے۔ ساحر نے

جھک کر سکاٹ کی ٹائی اور بیلٹ کھول لئے اور دوبارہ بارڈن کو اٹھایا، تب تک وہ دونوں جا چکے تھے۔

ساحر، سر ولیم کے روپ میں ہیڈ کوارٹر دیکھ چکا تھا، وہ سیدھا ہیلی کاپٹر پیڈ پہ پہنچا۔ اس پیڈ والی سائیڈ پہ سکیورٹی نہیں تھی۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا رستہ ایک ہی تھا، اور اس طرف کوئی غیر متعلق آدمی آنے کی امید نہ تھی۔ اس نے بارڈن کو اندر ڈالا، سکاٹ کی ٹائی اور بیلٹ سے اس نے بارڈن کو مضبوطی سے ہیلی کاپٹر کی سیٹ سے باندھا اور واپس مڑ گیا۔ اس بار اصلی سموک بم کے استعمال سے انہوں نے جلد ہی مختص پوائنٹس پہ وائرلیس ڈسچارج ہونے والے بم فٹ کیے۔ ساحر نے ایک بم اس لیبارٹری میں فٹ کیا جس میں ڈرونز میں استعمال ہونے والی کا سٹاک ہتھیاروں کی صورت میں موجود تھا۔

بم فٹ کر کے وہ تیزی سے ہیلی کاپٹر میں پہنچے۔ ہیلی کاپٹر سٹارٹ کر کے ساحر نے جبران کی طرف دیکھا، جبران نے جلدی سے لیپ ٹاپ کی مدد سے ہدایات دے کر پیڈ کے اوپر موجود دروازہ کھولا اور ہیلی کاپٹر بلند ہوتا گیا۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے شہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"ہیڈ کوارٹر کا آخری وقت آ چکا ہے۔۔ ہم دھماکوں کی رینج سے باہر ہیں

اب۔"

ساحر نے کہا اور کامیابی کی چمک تینوں کے چہروں پہ ابھری۔

ساحر کے ہاتھ میں بم ڈسچارج کرنے والا ریموٹ تھا۔ ثانیہ اور جبران کی نظر اسی پہ تھی کہ کب وہ بٹن دبائے اور مشن پورا ہو۔

"یہ مشن تو سوپر فور کو ہی پورا کرنا چاہئے۔۔ ہم سے زیادہ قربانی دی ہے تم

لوگوں نے۔"

ساحر نے ریموٹ کنٹرول ثانیہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور اس نے بے یقینی سے ساحر کی طرف دیکھا۔

"نہیں ۔۔ تمہارے چیف نے اور تم سب نے بہت اچھا کام کیا ہے۔۔ تمہارا چیف نہ ہوتا تو شاید ہم لوگ بچ بھی نہ پاتے۔۔ اس نے اسد اور ارشاد کو بھی باحفاظت اپنے ملک بھجوایا۔۔ یہ مشن تم لوگوں کا ہی ہے۔" ثانیہ نے منع کرتے ہوئے کہا۔

"چیف ایک وسیلہ بنا ہے بس۔۔ بچانے والی ذات اللہ کی ہے۔ چیف نہ بھی ہوتا تو ہم سب کسی نہ کسی طریقے بچ جاتے۔۔ اتفاق سے تم لوگ

اس حالت میں پہنچ گئے کہ ممبرز زخمی ہو گئے، لیکن تم لوگوں نے بہت محنت کی ہے۔۔ ضدمت کرو۔۔ ریموٹ پکڑو۔۔" ساحر نے کہا۔

"لیکن تمہارا چیف۔۔ اسے پتہ چلا تو؟ ۔۔۔ تمہاری تنظیم کی سرکاری رجسٹریشن کا معاملہ ہے یہ۔۔" ثانیہ نے پریشانی سے کہا۔

"چیف اتنا تنگ نظر نہیں ہو گیا۔ اور تم یہ کن چکروں میں پڑ گئی ہو۔۔ پکڑو ریموٹ۔۔" ساحر نے سخت لہجے میں کہا۔

ثانیہ ان دونوں کو حیرت سے دیکھ رہی تھی جو پکی پکائی کھیر اس کی جھولی میں ڈال رہے تھے اور وہ بھی زبردستی۔ یہ صرف ریموٹ کی بات نہیں تھی، وہ پورا مشن سوپر فور کے کھاتے میں ڈال رہے تھے۔ اس سے ان کی تنظیم کی بقاء خطرے میں پڑ سکتی تھی لیکن ساحر کے لہجے کی وجہ سے اس نے ریموٹ پکڑ لیا۔

اس کے ہاتھ جیسے خوشی سے کانپ رہے تھے۔ اس نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے ریموٹ کا بٹن دبایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ کافی دیر تک اس نے آنکھیں بند رکھیں لیکن دھماکے کی آواز نہ سنائی دی۔ اس نے پریشانی سے آنکھیں کھولیں۔

"یہ کیا ہوا۔۔ کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔۔" اس نے پریشانی سے باہر جھانکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔ گڑبڑ تو ہوئی ہے۔۔ یہ لو۔۔ اصلی ریموٹ۔۔ اب بٹن دباؤ۔" ساحر نے مسکرا کر کہا اور ثانیہ کا دل چاہا کے اس کا منہ نوچ لے۔۔

"خود ہی بٹن دباؤ۔۔ میں نہیں دباتی اب۔۔" اس نے چہرہ دوسری طرف کرتے ہوئے کہا۔

"سوری۔۔ لیکن جلدی کرو۔۔ یہ نہ ہو کوئی بم ہی دیکھ کر نکال پھینکے۔"

ساحر نے سنجیدگی سے کہا تو اس نے ریموٹ چھینا اور فوری بٹن دبا دیا۔ اگلے لمحے، دور آگے کو طوفان آسمان کی طرف بلند ہوا۔ اور مسلسل دھماکوں کی آواز آنا شروع ہو گئی۔ تینوں کے چہرے مسرت سے گلنار ہو رہے تھے۔

شہر کی مشہور شاہراہ پہ تین سیاہ رنگ کی چمکتی ہوئی گاڑیاں تیزرفتاری سے دوڑی چلی جا رہی تھی۔ درمیان میں جدید ماڈل کی کار تھی اور اس کے آگے پیچھے جدید ماڈل کی لینڈ کروزرز۔ تینوں کے شیشے سیاہ تھے۔ تینوں گاڑیوں میں دو، دو شخص بیٹھے ہوئے تھے۔ سب کے سب سیاہ لباس، نقاب اور دستانوں میں ملبوس تھے۔ صرف کار کی بیک سائیڈ پہ بیٹھے شخص کا نقاب سنہرے رنگ کا تھا۔

یہ قافلہ تیزی سے ایوانِ صدر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دس سے پندرہ منٹ کے وقت میں گاڑیاں ایک بڑی سی اور خوبصورت طرز پہ تعمیر عمارت کے اندر داخل ہوئیں۔ ان گاڑیوں کی آمد سے پہلے ہی گیٹ کے سامنے موجود بیریئرز ہٹا دیے گئے تھے اور اُن کی چیکنگ بھی نہیں کی گئی تھی۔

گاڑیاں پارکنگ میں جانے کے بجائے عمارت کے گرد گھوم کر، عمارت کی پچھلی سائیڈ پہ رکیں۔

لینڈ کروزرز کے دروزازے کھلے اور چار لمبے تڑنگے نقاب پوش تیزی سے باہر نکلے۔ ان میں سے دو کے پاس مشین گنیں تھیں جبکہ دو خالی ہاتھ۔ ایک مشین گن والا نقاب پوش آگے بڑھا اور کار کا پچھلا دروازہ کھولا تو سنہرے نقاب والا شخص باہر نکلا۔

وہ کسرتی اور سڈول جسم کا مالک تھا۔ دوسری طرف سے کار کا نقاب پوش ڈرائیور بھی نکل آیا۔ گاڑیاں وہیں چھوڑ کر وہ عمارت کے اندر داخل ہوئے۔ ایک نقاب پوش سب سے آگے چل رہا تھا اس کے بعد باقی چاروں اور ان چاروں کے درمیان میں سنہرے نقاب والے شخص چل رہا تھا۔ میٹنگ ہال کے سامنے پہنچ کر اسلحہ بردار نقاب پوش دروازے کی دونوں اطراف الرٹ کھڑے ہو گئے۔

سب سے آگے چلنے والے نقاب پوش نے دروازے پہ دستک دی اور اندر داخل ہوا۔ اس نے تیز نظر کے ساتھ وہاں موجود سب کو دیکھا اور دروازہ کھول کر ایک سائیڈ پہ ہو گیا۔ سنہرے نقاب والا شخص اندر داخل ہوا، اس کے پیچھے دو نقاب پوش بغیر اسلحہ کے اندر داخل

ہوئے۔ سنہرے نقاب والا پُر وقار چال کے ساتھ اپنی کرسی پہ جا بیٹھا۔ میٹنگ ہال اس وقت بھرا ہوا تھا۔

میٹنگ کے شرکاء جو ایک فائل پڑھنے میں غرق تھے، وہ چونک گئے اور سب لوگ حیرت اور اشتیاق بھرے انداز میں یہ سب دیکھ رہے تھے۔ سنہرے نقاب پوش کے پیچھے آنے والے سیاہ نقاب پوشوں میں سے لمبے تڑنگے قد والا نقاب پوش اس کے عقب میں سینے پہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک پہلے ہی دروازے پہ رک گیا تھا اور تیسرا چلتا ہوا کمرے کے آخری کونے پہ، جہاں نشستیں ختم ہو رہی تھیں، وہاں سینے پہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا ہوا۔ ایسا معاملہ وہ پہلی بار دیکھ رہے تھے۔ اسی وقت دروازہ کھلا اور صدرِ مملکت اندر داخل ہوئے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی سب کھڑے ہو گئے۔ ان کے پیچھے کرنل بیگ اور ریٹائرڈ کرنل نواب وجاہت احمد خان بھی مسکراتے چہروں کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور اپنی کرسیوں پہ بیٹھ گئے۔ اُن دونوں کرنلز کو دیکھ کر میٹنگ کے شرکا کو اندازہ ہوا کہ یہ نقاب پوش ٹیم کون سی ہے۔

"سب لوگوں نے فائل پڑھ لی؟" کمرے کا دروازہ بند ہوا اور سبز بلب جلتے دیکھ کر صدرِ مملکت نے پر وقار انداز میں پوچھا۔

"یس سر۔۔" وزیرِ دفاع کی آواز سنائی دی۔

"تو آپ لوگوں کا کیا خیال ہے پھر گرین گارڈز کے بارے میں؟" انہوں نے پوچھا۔

"سر۔۔ معذرت کے ساتھ۔۔ اس رپورٹ کے مطابق گرین گارڈز نے محنت تو کی ہے، لیکن مشن سوپر فور نے ہی مکمل کیا ہے۔ اس سے اس تنظیم کی کارکردگی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔" اپوزیشن لیڈر عالم کی آواز آئی۔

"میرے خیال سے تنظیم کو سرکاری حیثیت دے دینی چاہئے۔ انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے، اور مزید تربیت سے یہ ٹیم ملک کے لئے اثاثہ ثابت ہو گی۔" آرمی چیف نے رائے دی۔

"اور کوئی رائے دینا چاہے گا یا ووٹنگ کریں؟" صدر نے پوچھا۔

"سر۔۔ یہ لوگ کام کرتے ہوئے کسی قانون کو نہیں مانتے۔ پچھلے پانچ کیسز کی رپورٹ سے ایسا ہی نظر آتا ہے۔"

ایک وزیر کی آواز ابھری اور سنہرے نقاب پوش کے پیچھے کھڑے نقاب پوش نے اس وزیر کی طرف دیکھا تو وہ بوکھلا گیا اور منہ دوسری طرف کر لیا۔ باقی لوگوں کے چہرے پہ مسکراہٹ ابھری کیونکہ اس وزیر کی کہانیوں کا سب کو علم تھا۔ وہ خود قانون کو منہ نہ لگاتا تھا۔

اس نقاب پوش نے بھی چہرے کا رُخ اس کی طرف موڑ لیا تھا۔

"یہ بہت ضروری نکتہ ہے۔۔ ہم گارنٹی دیتے ہیں کہ جو بھی قانون کے دائرے سے باہر نکلا، اس کو ہم قانون سے روشناس کروادیں گے۔"

ہال میں اس کی غراہٹ گونجی ۔۔ یہ سنہرے نقاب پوش کی آواز تھی۔۔ اس بات پہ بہت سے لوگوں کے چہروں کے رنگ بدلے۔

"تو۔۔ ووٹنگ کرتے ہیں۔ اور ووٹنگ یہاں سب کے سامنے ہی ہوگی۔ کونسے لوگ اس حق میں ہیں کہ اس تنظیم کو سرکاری حیثیت دی جائے؟"

صدر نے کہا تو اکثریت کے ہاتھ اٹھنے کی بجائے سر جھک گئے اور چند ایک ہاتھ بلند ہوئے جن میں وزیرِ دفاع، آرمی چیف، انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ چیف قابلِ ذکر تھے۔ اچانک صدر صاحب نے بھی اپنا ہاتھ بلند کیا۔

"یہ ملک کے صدر کا نہیں۔۔ کیوں کہ صدر کو تو اکثریت کے حساب سے فیصلہ کرنا ہے۔۔ بلکہ یہ اس میٹنگ کے ایک ممبر اور اس ملک کے شہری کا ووٹ ہے جو ملک کی بہتری کے لئے یہ قدم اٹھا رہا ہے۔" انہوں نے پُر وقار لہجے میں کہا۔

ان کے اس انداز سے میٹنگ میں کچھ ہل چل ہوئی اور چند ہاتھ مزید بلند ہو گئے۔ اب آدھے لوگ ایک طرف اور آدھے دوسری طرف ہو چکے تھے۔

"سر قانون کی رُو سے اس قسم کے فیصلے کے لئے آپ کو آدھے سے زیادہ ووٹوں کی ضرورت ہے۔۔ جو کہ آپ کے حق میں نہیں۔۔ بہتر یہی ہے کے اس تنظیم کو رہنے دیں۔" عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سنہرے نقاب پوش نے اشارہ کیا تو اس کے پیچھے کھڑا نقاب پوش اس کی طرف جھکا۔ کچھ سُن کر وہ سیدھا ہوا اور اس نے دروازے پہ کھڑے نقاب پوش کو سر سے اشارہ کیا وہ باہر نکل گیا۔

"میں چاہوں گا کہ اس کیس سے متعلق تفصیل آپ کو بتا دی جائے۔ بلیک سیکشن نے اس بار جو منصوبہ بنایا تھا وہ بہت ہی سادہ مگر خطرناک تھا۔

سب لوگ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ انسان کے لئے خوراک کتنی ضروری ہے۔ خوراک میں ایسے بہت سے اجزاء ہیں جو بہت ہی صحت بخش اور خوش ذائقہ ہیں۔ لیکن انسان ایک ہی چیز روز کھائے تو وہ اکتا جاتا ہے۔ خوراک میں صرف ایک ہی ایسا عنصر ہے جو انسان روز کھاتا ہے لیکن وہ اکتاتا نہیں۔

اس کے علاوہ یہ ایسا عنصر ہے جو انسانی صحت میں سب سے اہم مقام رکھتا ہے۔ وہ اہم عنصر ہم سب جانتے ہیں کہ روٹی ہے۔ روٹی ہمیں وافر مقدار میں، اور روزانہ دو سے تین بار مل جاتی ہے جس کی وجہ سے کبھی اس کی ضرورت اور اہمیت پہ نظر نہیں جاتی۔ یہ بات بھی سب جانتے ہیں کہ روٹی آٹے کے بنا نہیں بنتی۔ آٹے کے متبادل جو عنصر روٹی کے لئے استعمال ہوتا تھا وہ آج کل پسند نہیں کیا جاتا۔ اس طرح ایک لحاظ سے یہ عنصر ہماری کمزوری ہے۔ آج تک اس طرح کے حالات سے واسطہ نہیں پڑا جس سے اس بار سامنا ہوا ہے۔

سب سے پہلے یہ حالات دولت نگر میں سامنے آئے اور پھر یکے بعد دیگرے مختلف چھوٹے قصبوں میں یہی حالات بن گئے۔ ساری جگہوں پہ فلور ملز میں بہت زیادہ سٹاک موجود تھا لیکن مالکان نے سپلائی کرنے

سے انکار کر دیا۔ اور ایسا ایک یا دو نہیں بلکہ دو ہفتوں تک بھی گیا ہے۔ ان علاقوں میں میڈیا اور دیگر سرکاری ادارے موجود تھے لیکن کہیں سے بھی اس مسئلے کی کوئی رپورٹ نہیں ملی جو ذمہ داران کی فرض شناسی پہ سوال کھڑا کرتی ہے۔

ہر طرح کی سہولیات، تحفظاتی اداروں کے باوجود آٹے کا بحران کھڑا ہو گیا۔ ایک کلو آٹے کی قیمت دو سو روپے سے زیادہ بڑھ گئی لیکن پھر بھی عام سٹورز پہ سپلائی نہ تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ حالات بدتر ہوتے گئے۔ اگر یہ مسئلہ بڑے پیمانے پہ بن جائے تو بہت زیادہ نقصان کا سامنا کرنا پڑے اور لوگوں کو سنبھالنا بہت مشکل ہو جائے۔"

"جب یہ معاملات کھل کے سامنے آئے تب سے ہم نے ہر متاثرہ مقام پہ تفتیش شروع کر دی اور جلد ہی وجوہات کا پتہ چل گیا کہ یہ بحران مصنوعی ہے اور کس وجہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ میرے ایجنٹس دولت آباد کے فلور ملز ایسوسی ایشن کے چیئرمین تک جا پہنچے۔ مجید فاروق، ذاتی طور پہ بھی قابلِ تعریف کردار کا شخص نہیں ہے مگر اس بار اس سے کام نہیں لیا گیا تھا، مجید فاروق کو قید کر کے اس کی جگہ سلیٹ کے ایک مقامی ایجنٹ نے لے لی اور پیسہ کھلا کر علاقے میں بحران پیدا کیا۔ اسی طرح کی

وارداتیں

مختلف علاقوں میں ہوئیں۔ جس سے ہم کھٹک گئے اور ٹیموں کو بلیک سیکشن کی سرکوبی اور سازش کا پتہ لگانے کے لئے گریٹ کنگڈم بھیجا۔ وہاں سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ پہلے جو بحران پیدا ہوئے وہ دراصل چھوٹے چھوٹے ٹیسٹ تھے جن کی کامیابی کے بعد ملکی سطح پہ یہ بحران پیدا کیا جاتا۔ آٹے کا بحران پیدا کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ سارے ملک کا آٹا خرید کر سٹاک کر لیا جائے اور بیچنے سے انکار کر دیا جائے۔

دوسرا طریقہ فلور ملز کے مالکان کو خرید لیا جائے۔

اور تیسرا طریقہ پورے ملک کی ملز کو خرید لیا جائے۔

سب سے پہلے انہوں نے چند ایک فلور ملز کے مالکان کو خریدا اور اپنا پلان ٹیسٹ کیا، اسی ٹیسٹ کی وجہ سے وہ ہماری نظروں میں آئے لیکن یہ ٹیسٹ بھی ایک ڈاج کی طرح تھا کہ ہم لوگ فلور ملز کے مالکان کے پیچھے لگے رہیں اور وہ اپنا منصوبہ پورا کر لیں۔

ان کا اصل منصوبہ گندم اور آٹے کی پیداوار پہ اجارہ داری قائم کرنا تھا۔ ہمارا ملک جو کہ زرعی ملک ہے، اس کی ریڑھ کی ہڈی ان کے قبضے

میں چلی جاتی۔۔۔ سلیٹ ساری فلور ملز کو خرید لیتی۔۔ اس سارے کام کے لئے پیسہ تو ان کے پاس تھا ہی، وہ ہمارے ملک کے ہی سیاستدانوں کو خرید کے ساتھ ملاتے۔ آٹے کا بحران پیدا ہوتے ہی ملک کے ہر حصے میں فساد جنم لیتا۔ میرے خیال سے سب جانتے ہیں کہ اجاردرانہ کاروبار میں ایک ہی ادارہ کوئی عنصر یا خدمت معاشرہ کو مہیا کر رہا ہوتا ہے اور اُس کاروبار میں کوئی دوسرا فریق آسانی سے داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن فلور ملز تو آسانی سے لگائی جا سکتی ہیں۔ اس کام سے بچنے کے لئے وہ لوگ ایک اور قدم اٹھانے والے تھے۔

وہ لوگ نئی فلور ملز کے لئے امپورٹ ہونے والی مشینری بنانے والی کمپنیوں کو خرید کر اُس مشینری کو اِس کو ملک میں آنے سے روک دیتے۔ اس طرح وہ ایک عام دستیاب عنصر پہ اجارہ داری قائم کر لیتے۔ جس کے نتیجے میں بھوکی عوام باغی ہو جاتی۔ لوٹ مار، قتل اور تباہی ہر انسان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔ ایسی صورت میں موجودہ حکومت سے لوگ متنفر ہو جاتے اور حکومت کا تختہ الٹنے میں آسانی ہوتی۔ پھر سَلیٹ کے مَن پسند لوگ حکومت کی باگ ڈور سنبھال کر ملک سے کی ہوئی غداری کا خوبصورت تحفہ حاصل کرتے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ خیال

ہو کہ یہ بے وقوفی بھرا یا ناقابلِ عمل منصوبہ ہے تو وہ دولت آباد یا اس کے آس پاس کے علاقے visit کر آئے، کچھ نہ کچھ یقین آ جائے گا۔۔" سنہرے نقاب والے شخص نے تفصیل بتائی۔

اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔ سب کے سب دم سادھے یہ سب سُن رہے تھے، یہ بات سُننے میں عجیب اور ناقابلِ عمل لگتی تھی لیکن وہ لوگ اس کا چھوٹا سا مظاہرہ اپنے شہروں میں دیکھ چکے تھے۔ ان کے چہرے بے پناہ حیرت کا مظہر تھے کیونکہ ایک عام دستیاب اور سادہ سے عنصر کو لے کر اتنا بڑے پیمانے پہ تباہی کا وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

"لیکن اس طرح وہ کتنا عرصہ کر سکتے تھے؟ بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیمیں بھی تو ہیں۔۔ وہ چھپ نہیں سکتے تھے۔۔" ایک طرف سے اعتراض بلند ہوا۔

"بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیمیں تو واقعی ہیں، آپ کو چاہئے کہ ان کے ساتھ مل کر جہاں جہاں مسلم یا انسان کشی ہو رہی ہے پہلے وہاں جائیں اور سب ٹھیک کریں۔۔ پھر اگلی بات بھی کر لیں گے۔۔" اس نے سرد لہجے میں کہا تو اعتراض کرنے والے کو بھی سانپ سونگھ گیا۔

اس کی اس بات میں دم تو تھا ہی۔

" چونکہ یہ عنصر بنیادی ضرورت ہے اور کوئی بھی اور عنصر اس کے متبادل کے طور پہ مستقل استعمال نہیں کیا جا سکتا اس لئے اگر اس عنصر کا خاتمہ ہو جائے تو آناَ فاناَ ملک انتشار کا شکار ہو جائے گا۔ لوگ ایک روٹی کے لئے بھی ایک دوسرے کو قتل کرنے پہ آمادہ ہو جائیں گے۔ اس سے دو فائدے ہوں گے ، ایک تو موجودہ حکومت باغیوں کی نظر میں ناکارہ ثابت ہو جائے گی اور حکومت کا تختہ آسانی سے الٹا جا سکے گا۔ دوسرا فائدہ قومی تباہی اور ذہنی انتشار ہے۔ بحران پیدا کرنے والے لوگ ان حالات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑے پیمانے پہ حملہ بھی کر سکتے ہیں اور اپنی مرضی کی حکومت بھی مسلط کر سکتے ہیں۔

یہ بحران پیدا کرنے کے لئے صدیاں نہیں چاہییں۔۔ اگر پورے ملک میں محض آٹے کی شارٹج ہی ہو جائے تو اندازہ لگائیں کہ کیا ہو سکتا ہے ، پھر بحران۔۔۔۔ دو ماہ کے اندر اندر ہی سب ختم۔۔ اس کے بعد وہ لوگ بحران ختم بھی کر سکتے تھے لیکن تب تک ان کی مرضی کی حکومت آچکی ہوتی اور گلیاں ہمارے خون سرخ ہو رہی ہو تیں۔"

اس کے جوابات اور ڈانٹنے والے انداز کے بعد اب تو بالکل خاموشی

ہو گئی تھی کیونکہ اس کی کوئی بات بھی بعید قیاس یا مفروضہ نہیں لگ رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ سب کو حقیقی فلم دکھا رہا ہو کیونکہ اس کی بات کے ساتھ ساتھ سب کی نظروں میں وہ تمام مناظر گھوم گئے جو وہ بتا رہا تھا۔

"آپ کی بات کے حساب سے تو آپ ملک سیاستدانوں پہ بھی الزام لگا رہے ہیں؟" عالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔ میں ثبوت کے بغیر بات نہیں کرتا۔۔ بلیک سیکشن تو سزا بھگت چکا۔۔ اب ہمارے درمیان موجود بلیک شِیپ۔۔ یعنی کالی بھیڑ کی باری ہے۔" نقاب پوش کی سرد آواز گونجی۔

اس کی بات سُن کر سب سیدھے ہوئے جیسے نیند سے جاگے ہوں۔

اسی وقت دروازہ کھلا اور نقاب پوش ایک غیر ملکی شخص کو اندر لے کر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی تھی وہ بہت خستہ حال نظر آ رہا تھا۔ اس نے پریشانی سے سب کی طرف دیکھا اور پھر اس کی نظر ایک شخص پہ رکی لیکن اگلے ہی لمحے وہ نظر چُرا گیا۔

"یہ مسٹر بارڈن ہیں۔۔ بلیک سیکشن کے چیف۔۔ یہ صرف گواہی کے

لئے اس ملک میں لائے گئے ہیں ورنہ اپنے ہیڈکوارٹر میں ہی دفن ہوتے۔" سنہرے نقاب والے نے سرد لہجے میں کہا تو سب کے جسم میں سرد لہر دوڑی۔

"مسٹر بارڈن۔۔ اپنا کام پورا کریں۔۔"

اس نے غراہٹ بھری آواز میں کہا اور بارڈن نے بے بسی سے سب کی طرف دیکھا اور پھر اس کا ہاتھ بلند ہو۔ سب نے اس کی انگلی کا تعاقب کیا تو سب کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

جس کی طرف اس نے اشارہ کیا وہ جلدی سے اٹھا ہی تھا کہ آخری کونے میں موجود نقاب پوش جھٹکے سے آگے بڑھا۔ اس نے اس شخص کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور ایک ہاتھ سے ہی سر سے بلند کر کے گھما کے میز پہ دے مارا۔ اس شخص سے دوبارہ ہلا بھی نہ گیا اور ساکت ہو گیا۔

ہال میں سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ کبھی وہ لوگ سنہرے نقاب پوش کو، کبھی اس نقاب پوش کو جس نے ایک ہاتھ سے بھاری بھر کم شخص کو اٹھا کر ایک لمحے میں ساکت کر دیا، اور کبھی بے ہوش پڑے شخص کو دیکھتے۔

"مسٹر عالم ہی وہ کالی بھیڑ ہیں جو سَلیٹ کے لئے کام کرتا ہے، ہم کیونکہ سَلیٹ کے لئے تر نوالہ ثابت ہوئے ہیں تو مسٹر عالم کو یہ ٹاسک ملا ہے کہ وہ اپوزیشن لیڈر ہونے کے ناطے ہماری راہیں مسدود کر دے۔ اس پہ باقاعدہ کیس چلے گا اور گواہی اور ثبوت کے ساتھ سزا ہو گی۔"

سنہرے نقاب والے نے کہا اور ہال کی ایک طرف سے تالی کی آواز بلند ہوئی اور پھر یہ بڑھتی گئی۔ ہر طرف تالیوں کی آواز گونج رہی تھی۔ صدر صاحب نے ہاتھ اٹھا کر سب کو روکا۔

"اب کیا خیال ہے سب کا؟ ویسے بھی عالم صاحب کے نکلنے سے قانونی شِق پوری ہو چکی ہے۔ آدھے سے زیادہ ووٹ اس تنظیم کے حق میں ہیں۔" صدر نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس بار سارے ہاتھ بلند تھے۔

"گڈ۔۔ مبارک ہو کرنل بیگ، کرنل (ر) وجاہت اور باقی سب کو بھی۔" صدر صاحب نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا اور سامنے پڑی ہوئی فائل اپنی طرف کھسکائی اور اس پہ سائن کر دیئے۔

"گرین گارڈز آج سے سرکاری اور سیکرٹ ایجنسی ہے۔ اس ایجنسی کے بارے میں پبلک میں بات کرنا ممنوع ہے، جس کسی کے منہ سے اس

ایجنسی کے حوالے سے کوئی بات لیک ہوئی اسے غدار مانا جائے گا۔ عام حالات میں اس کے اختیارات انٹیلی جنس جتنے ہیں لیکن جب بھی کوئی سیریئس مسئلہ درپیش ہو گا یہ جس سے چاہیں اور جب چاہیں پوچھ گچھ کر سکیں گے لیکن ان کو اپنے ہر عمل میں ملکی آئین کی پاسداری کرنی ہے۔ اگر یہ اس پاسداری سے انحراف کرتے پائے گئے تو بِنا کسی تفتیشی کمیٹی کے سزائے موت دی جائے گی۔

اس تنظیم کا چیف۔۔ جس کا کوڈ نیم۔۔ گرین لارڈ ہے، وہ اپنے تنظیمی امور میں خود مختار ہے۔ تنظمی کا نام بھی گرین گارڈز کی جگہ گرین سروس کیا جارہاہے۔ سارے اداروں کو گرین سروس سے تعاون کی ہدایت کی جاتی ہے، اس میں کسی قسم کی کوتاہی قابلِ قبول نہ ہو گی اور گرین سروس کو بھی دوسرے اداروں کے متعلق یہی ہدایت کی جاتی ہے۔

اس تنظیم کو ہم ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز کے انڈر چلائیں گے۔ اس بورڈ کے ڈائریکٹرز میں کرنل بیگ، کرنل (ر) وجاہت احمد خان اور وزیرِ دفاع شامل ہوں گے۔ کرنل (ر) وجاہت احمد خان کی ریٹائرمنٹ کا فیصلہ واپس لیا جاتا ہے لیکن صرف گرین سروس کے ڈائریکٹر کے طور پہ یہ کام کر سکیں گے۔ بورڈ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ یہ

ایجنسی ملکی قانون کی مکمل پاسداری کرے۔

چیف آف گرین سروس چاہیں تو اپنی اور اپنے ممبرز کی شناخت بورڈ سے شیئر کریں اور اگر نہ کرنا چاہیں تو ان کی مرضی۔۔ لیکن اس تنظیم اور اس کے ممبرز کی تمام تر ذمہ داری چیف پہ ہے۔ باقی چیزیں تنظیم کے میمورنڈم میں موجود ہیں سب دیکھ سکتے ہیں۔ چند باتیں جو ضروری تھیں وہ میں آپ کو بتا دیں۔" صدر نے کہا۔

یہ سب سُن کر تمام لوگ گنگ رہ گئے۔ ایک نئے ادارے کو اتنے اختیارات پہلی بار دیئے گئے تھے۔ سب میں بے چینی پھیلی لیکن وہ اب کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ ووٹنگ کر چکے تھے۔ کچھ دیر تک کاغذی کاروائی چلتی رہی۔ صدر، بورڈ آف ڈائریکٹرز اور چیف کے دستخط اور حلف لئے گئے اور میٹنگ برخاست ہو گئی۔

سارے نقاب پوش اپنے پیچھے چہ مگوئیاں چھوڑے جس ترتیب سے آئے تھے اسی طرح گاڑیوں تک پہنچے اور گاڑیاں تیز رفتاری سے نکلتی گئیں۔ کافی دیر چلتے رہنے کے بعد گاڑیاں ایک بہت بڑی عمارت میں داخل ہوئیں۔ سب تیزی سے نکلے اور طے شدہ منصوبے کے تحت اور ساتھ والی کوٹھیوں میں کودتے گئے۔

انہوں نے لباس بدلے اور مختلف گاڑیوں میں الگ الگ نکلتے گئے۔

اس طرح انہوں نے دو بار سب کچھ بدلا۔ یہ سب کچھ حفظِ ماتقدم کے طور پہ تھا کیونکہ جہاں سرکاری اختیارات ملے تھے وہاں ان کے لئے مسائل بھی بڑھ چکے تھے۔ آخری بار وہ اپنی اصل شکلوں اور بہترین سوٹوں میں ملبوس شخصیات کی صورت میں کار میں نکلے۔

"یہ گن بردار کون تھے ہمارے ساتھ؟" سائیڈ سیٹ پہ موجود نوجوان، جو کہ جبران تھا، نے پوچھا۔

"چیف نے ہی انتظام کیا ہو گیا۔۔رُعب ڈالنے کے لئے۔" ڈرائیونگ سیٹ پہ موجود کبیر نے مسکرا کر کہا۔

"عالم صاحب خوب پلے ہوئے تھے۔۔بازو بچ گیا میرا تو۔۔" بیک سیٹ پہ موجود ساحر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور وہ دونوں ہنس پڑے۔

"ویسے میٹنگ تو ہو چکی۔۔ پھر ہم ہیڈ کوارٹر کیوں جا رہے ہیں؟" کبیر نے بیک مرر میں ساحر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے کیا معلوم، کچھ باقی رہ گیا ہو گا تبھی چیف نے بلایا ہے۔" ساحر نے کہا۔

"ایک بات مجھے بہت حیران کرتی ہے۔۔" جبران نے کہا۔

"جبران اور حیران۔۔واہ۔۔۔ شکر ہے پریشان نہیں کہا۔" ساحر نے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"انٹیلی جنس کے چیف نے بھی نہیں کہا کہ مشن گرین گارڈز نے مکمل کیا ہے۔ کریڈٹ پہ سانپ کی طرح بیٹھ ہی گیا۔" جبران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔۔ مقصد تھا دشمنوں کو ناکام کرنا، وہ ہو گیا تو ٹھیک ہے، بِنا کریڈٹ ہی سہی۔" کبیر نے کہا۔

"کریڈٹ کی بھوک مجھے بھی نہیں۔۔ لیکن حقیقت ماننے میں کی نقصان تھا ان کا؟" جبران نے بات پہ اٹکتے ہوئے کہا۔

"سچ تو یہ بھی ہے کہ آخری وار سوپر فور نے ہی کیا ہے، کرنل عابد نے جھوٹ بھی تو نہیں بتایا، اور سوپر فور کے لوگ بھی بہترین ہیں۔ ان کا مورال بلند رہے تو بہتر ہے۔" ساحر نے کہا۔

اتنی دیر میں وہ اپنے نئے ہیڈ کوارٹر کے سامنے تھے۔ اس کا نام بھی روشن پیلس ہی رکھا گیا تھا۔ کبیر نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ کھلتا

گیا۔ گیٹ کھولنے والا ملازم پرانا ہی تھا۔ اس نے انہیں سلام کیا اور کبیر گاڑی پورچ کی طرف لے گیا۔ گاڑی سے نکل کر وہ عمارت میں داخل ہوئے۔ اور ایک کمرے کی طرف بڑھے جس پہ میٹنگ روم کا نوٹس لگا ہوا تھا۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے وہ ساکت ہو گئے۔

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ سامنے میز کے گرد چھ کرسیاں رکھی تھیں جن میں سے ایک پہ ایک نہایت خوبصورت اور سمارٹ سی لڑکی دوپٹہ اوڑھے بیٹھی تھی۔ اس نے قومی اور روایتی لباس پہن رکھا تھا۔ وہ بھی ان تینوں کو دیکھ کر چونک کر کھڑی ہو گئ۔ اس نے سب کی طرف غور سے دیکھا اور پھر اس کی نظریں ساحر پہ ٹھہر گئیں۔

"کیسی ہو ثانیہ؟" ساحر نے کہا تو جبران اور کبیر چونک گئے۔

"بالکل ٹھیک۔۔ تم سناؤ۔" لڑکی جو کہ ثانیہ تھی، نے مسکرا کر کہا۔

"تم یہاں کیسے؟" جبران نے حیرت سے پوچھا۔ وہ سب بیٹھ گئے تھے۔

"چیف نے بلایا ہے۔۔ چیف مشن کی کامیابی کی خوشی میں دعوت دینا چاہتا تھا۔ اسد اور ارشاد تو ابھی بھی بیڈ پہ ہیں، فواد کو کسی ایمرجنسی کی وجہ سے اپنے گاؤں جانا پڑا۔ میں نے سوچا کہ منع کرنا اچھا نہیں تو اکیلے ہی آ

گئی۔" اس نے تفصیل بتائی۔

اس اثناء میں دروازے پہ ہلکی سی دستک ہوئی اور ساحر اور اس کے ساتھی کھڑے ہو گئے یہ دیکھ کر ثانیہ بھی کھڑی ہو گئی۔ دروازہ کھلا اور گرین سروس کا چیف۔۔ گرین لارڈ۔۔ نقاب پہنے اندر داخل ہوا۔ وہ مرکزی کرسی بیٹھا تو باقی سب بھی بیٹھ گئے۔

"اللہ کے کرم سے ہم اس بار پھر سرخرو ہوئے ہیں اور سرکاری حیثیت بھی مل گئی جس وجہ سے ہماری ذمہ داریاں اور بھی بڑھ گئی ہیں۔

گزشتہ مشنز کے دوران میں نے محسوس کیا ہے کہ آپ لوگ ابھی بہت سی چیزوں میں یا تو پیچھے ہیں یا پھر آپ کی رفتار کم ہے۔ سب سے پہلا کام آپ لوگوں کی تربیت کا ہے۔ ایک ہفتہ آپ لوگ ریسٹ کریں اس کے بعد سب کو ٹریننگ کیمپ بھیجا جائے گا۔ اس مشن کی کامیابی کی دعوت مِیں مَیں شامل نہیں ہو سکوں گا۔ البتہ آپ سب کی سیٹیں ارباب ہوٹل میں بُک ہو چکی ہیں۔" لارڈ نے کہا۔

"چیف۔۔۔ اب جب ہمیں منظوری مل گئی ہے تو ممبرز اتنے ہی رہیں گے؟۔۔" کبیر نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"اچھا سوال ہے، اس پہ سوچ بچار جاری ہے۔" لارڈ نے مبہم سا جواب دیا۔

"اور ہماری گزشتہ زندگی کے حوالے سے کیا ہو گا؟۔۔ کافی لوگ ہمیں جانتے ہیں۔۔" کبیر نے پوچھا۔

"تم لوگوں کو تو جانتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ تم لوگ ہی گرین سروس کے ممبرز بھی ہو۔۔ جہاں تک تمہارا ذکر آتا ہے، سلیٹ کے لوگ تمہارے حلئیے کے بارے میں کچھ نہ کچھ جانتے ہیں۔۔ اس وجہ سے احتیاط تو برتنی ہو گی۔۔ باقی میں دیکھ لوں گا۔۔" لارڈ نے کبیر کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"یس چیف۔۔"

"کوئی اور سوال؟۔۔" اس نے پوچھا۔

"یس چیف۔۔۔ میٹنگ میں تفصیلات بتاتے ہوئے آپ نے ایک نام لیا تھا مجید فاروق۔۔ مجید فاروق کے روپ میں جو ایجنٹ تھا، اگر اسے مار دیا گیا تھا تو پھر سلیٹ کو اس بات کا علم کیوں نہیں ہوا کہ ہمیں ان کے بارے میں کافی کچھ پتہ چل چکا ہے؟۔۔" کبیر نے اچانک پوچھا۔

چیف نے جواب دینے کی بجائے ساحر کی طرف دیکھا جو کبیر کی بات سن کر مسکرا رہا تھا۔

"جب اصلی مجید فاروق ہمیں مل گیا تھا تو اسے بحران پیدا کرنے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے جیل میں بند کر دیا گیا جو کہ محض دکھاوا تھا۔ سلیٹ کے ایجنٹ جو کہ اصل میں نقلی مجید فاروق کے ساتھی تھے ان کا یہی خیال رہا کہ مجید فاروق کیونکہ جیل میں ہے اس وجہ سے وہ ہیڈ کوارٹر بات نہیں کر پا رہا اور اصل مجید فاروق کو استعمال کر کے ہم نے سلیٹ کے ایجنٹوں تک یہ بات پہنچائی کہ پولیس مجید فاروق کو بہت برائے نام ہی پکڑے ہوئے اور دو تین دن حراست میں رہنا ضروری ہے، باہر نکلتے ہی مناسب وقت پہ وہ خود سلیٹ سے رابطہ کر لے گا۔۔۔ اس کے علاوہ اس نے یہ بات بھی آگے پہنچائی کہ اس کی یہ حقیقت کہ وہ سلیٹ کا ممبر ہے، کوئی بھی نہیں جانتا، مشن اور وہ وہ۔۔ دونوں محفوظ ہیں، اس طرح ہمیں کچھ دن مل گئے۔۔" ساحر نے مسکرا کر سب کو بتایا۔

"اور سب سے آخری اور اہم بات۔۔ اس سارے کیس کی پلاننگ ساحر کی ہی ہے۔۔ اس کے لئے اسے بھی مبارکباد۔۔۔ وش یو گڈ لک۔۔۔"

لارڈ نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ساتھ ہی سب کھڑے ہوئے، وہ چلتا ہوا

دروازے کی طرف بڑھا اور درواز کھول کر رکا۔

وہ واپس مڑا اور ان سب کی طرف دیکھا۔

"مجھے تم سب پہ فخر ہے۔"

چیف نے کہا سب کے جسموں میں خوشی کی لہر دوڑی گئی کہ چیف نے ان کی تعریف کی۔

"اور میں چاہوں گا کہ تم چاروں اسے قائم رکھو۔"

یہ کہہ کر وہ تیزی سے نکل گیا۔

پیچھے کبیر اور جبران ہونق بنے کھڑے تھے لیکن یہ جھٹکا پہلے جھٹکے سے مختلف تھا۔

وہ تو تین تھے، پھر چیف نے چار کیوں کہا۔۔ان کی نظر ثانیہ پہ پڑی جو ان کی حالت سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ اسے شاید پہلے ہی اس بات کا علم تھا۔

"تم بھی گرین سروس میں شامل ہو گئی ہو؟" جبران نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔۔ کوئی شک ہے تو چیف سے پوچھ لو۔۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"تمہیں پہلے علم تھا تو انہیں بتایا کیوں نہیں؟" ساحر نے مسکرا کر کہا۔

"پہلے بتا دیتی تو یہ شکلیں دیکھنے کو کہاں ملتی جو چیف کے بتانے سے نظر آئیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انٹیلی جنس کا چیف اپنا ایک ذہین ممبر اس طرح سے کسی دوسری ٹیم میں بھیجنے پہ راضی ہو جائے؟" کبیر نے کہا۔

"یہ تو چیف ہی جانے کہ اس نے کس طرح مجھے وہاں سے گرین سروس میں ٹرانسفر کیا ہے۔ میں خود بھی یہی چاہتی تھی لیکن ہچکچاتی تھی۔ تم لوگوں کا کام کرنے کا انداز اور چیف کا تمہیں ساتھ لے کر چلنے کا انداز مجھے پسند آیا لیکن صرف اس بات پہ میں ٹرانسفر کی بات تو نہ کر سکتی تھی۔" اس نے کہا۔

"تو پھر ٹرانسفر کیوں کروایا؟" کبیر نے پوچھا۔

"میری کون مانتا ہے۔ مجھے تو خود نہیں معلوم کے یہ کیسے ہو گیا۔" اس نے کہا۔

"عجیب بات ہے یہ پھر۔۔۔" جبران نے کہا۔

"عجیب کیا ہے اس میں ۔۔ جہاں تک مجھے لگتا ہے، گرین لارڈ کو ہم سمجھ نہیں سکتے۔ تمھیں یاد نہیں کہ اسد اور ارشاد کو گریٹ کنگڈم سے واپس شفٹ کرنے سے انٹیلی جنس کا چیف کترا گیا تھا لیکن گرین لارڈ نے یہ کام کر دیا۔ پتہ نہیں کون ہے یہ شخص جو ہر کام میں ایک قدم آگے رہتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ انٹیلی جنس کے چیف کرنل عابد بھی گرین لارڈ کی کارکردگی سے متاثر بھی ہیں اور خائف بھی۔۔"ثانیہ نے کہا۔

"تم خوش ہو اس ٹرانسفر سے؟"ساحر نے پوچھا۔

"بالکل۔۔ مشن مکمل کر کے تم لوگوں نے تو کھلے دل سے مشن کا

کریڈٹ سوپر فور کو دے دیا، میرا خیال تھا کہ ہائی کمان اس بات کو نہیں مانے گی اور تمہارا حق تمہیں ہی واپس دیا جائیگا لیکن ایسا ہوا نہیں۔ جب ہماری طرف سے تمہارا حق، یعنی کریڈٹ تمہیں دینے کے بجائے اس کو اپنا بنالیا گیا تو مجھے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو گئی۔ مجھے اچھا لگ رہا اس ٹیم میں آکر۔۔"ثانیہ نے کہا۔

"باتیں رستے میں بھی ہو سکتی ہیں۔اب چلیں مفت کا کھانا کھانے۔۔ پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔"جبران نے پیٹ پہ ہاتھ

مارتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہمیشہ اپنے رشتے داروں کی پڑی رہتی ہے۔ مفت کے کھانے پہ تو ویسے بھی ان کی سپیڈ ایک سو بیس سے اوپر پہنچ جاتی ہے۔۔"

ساحر نے کہا تو سب کی ہنسی نکل گئی۔ وہ باتیں کرتے ہوئے باہر کو لپکے۔

"رکو ذرا۔۔ ساحر نے تھوڑی دیر پہلے کہا کہ اگر تمہیں پتہ تھا کہ چیف تمہیں گرین سروس میں شامل کر رہا ہے تو تم نے انہیں بتایا کیوں نہیں۔۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ ساحر کو بھی پہلے سے علم تھا۔۔ اس نے بھی ہمیں نہیں بتایا۔"

جبران نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا جیسے کوئی چھپا ہوا خزانہ ڈھونڈ نکالا ہو۔

"اوہ ہاں۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی جناب؟۔۔" کبیر نے بھی دھونس جمانے والے انداز میں کہا۔

"تم لوگ ہی دماغ استعمال نہیں کرتے۔۔ ارے چیف نے اگر ویسے ہی دعوت پہ بلانا ہوتا تو ہیڈ کوارٹر کیوں بلاتا، ڈائریکٹ ہوٹل کا نہ کہہ دیتا۔۔۔ ثانیہ کے یہاں آنے کا مطلب یہی تھا کہ یہ ہم میں سے ہے تبھی ہم اچانک اصل شکل میں اس کے سامنے۔۔ اور یہ اصل شکل میں

ہیڈکوارٹر پہنچی ہوئی تھی۔۔ "ساحر ہنسا۔

"بات تو ٹھیک ہے۔۔ "جبران نے اثبات میں گردن ہلائی۔

"ویسے بھی بہت سے راز ہوتے ہیں جو بچوں کو نہیں بتائے جاتے۔۔ " ساحر ذو معنی انداز میں مسکرایا۔

"چلیں انکل۔۔ بچوں کو بھوک لگی ہے۔۔ "جبران نے جھلا کر کہا تو باقی سب بھی ہنس دیئے۔۔۔

ذو معنی جملے پہ شاید کسی نے توجہ ہی نہ دی تھی۔

* * *

ان کا چیف دوسری منزل پہ موجود ایک کھڑکی کے اندھیرے شیشے سے انہیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

اس نے مڑ کر ریسیور اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کیا۔

"فاکس سپیکنگ۔۔ "ایک سپاٹ آواز سنائی دی۔

"گرین لارڈ۔۔ وقت آ گیا ہے کہ گرین سروس کے چاروں ممبرز کی گزشتہ زندگی مٹ جانی چاہیئے۔ کبھی بھی کسی کو ان کے متعلق کوئی کلیو

نہیں ملنا چاہیئے۔ ہر قسم کا آن لائن ریکارڈ ختم ہو جانا چاہیئے۔۔" چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس چیف ۔۔کام ہو جائے گا۔" فاکس کی مودبانہ آواز سنائی دی اور چیف نے کریڈل دبا کر پھر سے کال ملائی۔

"یس۔۔۔" دوسری طرف سے بھاری آواز سنائی دی۔

" گرین لارڈ سپیکنگ۔۔" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"پریزیڈنٹ اٹنڈنگ یو مسٹر لارڈ۔۔"

صدر صاحب کی آواز سنائی دی۔ چیف نے ہاٹ لائن پہ ان سے ڈائریکٹ رابطہ کیا تھا لیکن پھر بھی احتیاط سے بات شروع کی۔

"سر۔۔ میں اپنے سمیت گرین سروس کے ہر ممبر کی پچھلی زندگی کا

ریکارڈ مٹانے کا آڈر دے چکا ہوں۔۔ کرنل بیگ اور کرنل وجاہت مجھے جس رُوپ میں جانتے تھے وہ بھی کاغذی طور پہ چکا ہے۔" اس نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ۔ اسی میں سب کی بہتری ہے۔" صدر صاحب کی مطمئن آواز سنائی دی۔

"عالم کی گرفتاری کے بعد کیا حالات ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"ایک بار تو حالات خراب ہوئے تھے، لیکن گواہ اور ثبوت ہی آپ کی ٹیم نے ایسے مہیا کئے ہیں کہ سب کو چُپ لگ گئی ہے۔" صدر صاحب نے جواب دیا۔

"عالم اور بارڈن کب تک مجھے مل جائیں گے؟" اس نے مسکرا کر پوچھا۔

"جب آپ چاہیں۔۔ لیکن کل تک انہیں انٹیلی جنس کے پاس رہنے دیں تو بہتر ہے۔" صدر صاحب کی مسکراتی ہوئی آواز آئی۔

"نو پرابلم۔۔ لیکن یہ خیال رکھنا ضروری ہے کے بارڈن اور عالم زندہ رہیں۔ قید میں ہی ان کا کام تمام نہ کر دیا جائے۔ سَلیٹ اگلی بار بہت خطرناک وار کرے گی اور ہمیں اب تیار رہنا ہے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں آپ کی بات سمجھتا ہوں۔۔ میں ہدایات دے دیتا ہوں۔"

صدر صاحب نہ تو وہ چیف سے بے تکلفی سے بات کر رہے تھے اور نہ ہی اپنے سے کم درجے کے سرکاری ملازم جیسے۔

"تھینک یو سر۔۔بائی۔۔" اس نے کہا اور صدر صاحب کا جواب سُن کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔

اس کے چہرے پہ سکون بھری مسکراہٹ تھی۔ وہ اب ممبرز کے ٹریننگ کورس سے متعلق سوچ رہا تھا۔

ختم شد